بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

کتاب حذاقت انتساب متضمن حالات تعمیرات قلعہ و باشندگان شہر دہلی مسمے بہ

آثار الصنادید

تصنیف جواد الدولہ سید احمد خان صاحب بہادر عارف جنگ سابق منصف دار الخلافہ شاہجہان آباد

مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع رنگین مطبوع ہوئی

۵۲۲۲۷۹۱۵۰۴

M.A.LIBRARY, A.M.U.

U57227

URDU STACKS

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب

دلی اور دلی کے لوگون کے بیان مین

صفت حضرت دہلی کہ سواد اعظم ہفت کشور وی از حرسہا اللہ نشان

حضرت دہلی کنف عدل و داد / جنت عدنست کہ آباد باد
دورش ازان گاہ کہ پرکار شد / دایرۂ چرخ زبرکار شد
از دو حصارش دو جہان یکمقام / وز دو جہان یکنفس صد سلام
حصن درونیش تو گوئی نگر / چرخ بزیر است حصارش زبر
بردم ازان قلعۂ مینو سرشت / قاعۂ فیروزہ شدہ خشت خشت
برج فلک منقلب آمد سہ چار / برج حصارش ہمہ ثابت شمار
کنگرہ او گشت زبان حملہ تن / واندہ با ماہ سما در سخن
ملک ز دروازۂ او فتح باب / سیزدہ دروازۂ او فتحیاب
گر شنو قصۂ این بوستان / نامہ شو و طایفہ ہندوستان
در حقش از چرخ چو دیدم عطا / گفتم ز مستی نگفتم خطا
سالک او جملہ بزرگان پاک / گوشہ بگوشہ ہمہ ارکان پاک
گوشۂ ہر خانہ بہشتی نگریست / گشتہ بصنعت زربی صرفہ چند
مردم یکتا و صد خسروی

ہست چو ذات ارم اندر صفات / حرسہا اللہ عن الحادثات
تاکر بنا یافت نگینہ بیش / در ہمہ عالم ز بزرگی خویش
حصن برونیش ز عالم برون / عالم بیرونش بحصن اندرون
گفت حصار فلو در اسپہر / کاسۂ فلک نو کہن وار مہر
چون فلک ثابتہ ثابت صفات / لی چو فلکہاے دگر بے ثبات
درج بہ بر جیش درجات سپہر / گشتہ بابر و سر او ماہ و مہر
چرخ ندارد در دیوار کس / تکیہ بدیوار درش کردہ بس
نام بابندیش رہ بالا گرفت / تا بجتن شد رہ لیغما گرفت
شہر نبی را لبشر او قسم / شہر خدا گشت ز صیتش اصم
قبۂ اسلام شدہ در جہان / لیشتۂ او قبۂ ہفت آسمان
تخت تا جوران بلند / گشتہ باقبال شہان بہرہ مند
بر سر ہر گور بزرگان صفی / در رشۂ ہر خانہ شہان رفرفی
خانۂ یک مردم و صد مردمی

اگر مین یہ ارادہ کرون کہ ابتدا سے دلی کا حال لکھون اور ہندوون کی تاریخ کے موافق اسکا بیان کرون اسکو تو ایک دفتر چاہیے اور اس مختصر مین کہان گنجایش کہ وہ سب آسکے اسواسطے تھوڑا تھوڑا اسکا حال لکھدیتا ہون کہ دلی کو تیسری اقلیم مین گنتے ہین طول اسکا جزایر خالدات سے ایک سو تیرہ درجہ اور انتیس دقیقہ اور عرض اسکا خط استوا سے اٹھائیس درجہ اور اونچاس دقیقہ ہی اور ساعات اوسکی پانچ ہین

اندرپرست

پہلا نام اس دلی کا اندرپرست ہی۔ اندر نام ہی اکاس کے راجہ کا جو ہندوون کے مذہب مین ایک مقرری راجہ ہی اور پرست کہتے ہین دونون ہاتھ بھر کر دان کرنے کو ہندوون کے اعتقاد مین یہ بات ہی کہ یہان راجہ اندر نے کسی اگلے زمانہ مین دونون ہاتھ بھر کر موتیون کا دان کیا تھا جب سے یہ جگہ اندرپرست مشہور ہوگئی۔ مگر کثرت استعمال سے پرست کا پت رہگیا اور لوگ اندرپت اندرپت کہنے لگے چنانچہ اتبک پرانے قلعہ کے پاس موضع اندرپت موجود ہی لیکن اسکی آبادی جہان پہلے تھی وہان سے ویران ہوگئی ہی اور وہان کے زمیندار خاص پرانے قلعہ مین بستے ہین۔

دلی

اس بات مین بڑا اختلاف ہی کہ اندرپت کو دلی کب سے کہنے لگے۔ اور اسمین تین روایتین ہین ایک یہ کہ لفظ ڈہلی ہی ہندی ڈال سے۔ اور ڈہلی ہندی مین نرم زمین کو کہتے ہین کہ جہان میخ نگڑ سکے یہان کی زمین بھی بہت نرم تھی اور میخ نگڑ سکتی تھی اسواسطے اسکو بھی ڈہلی کہنے لگے۔ دوسری روایت یہ ہی کہ دہلو ایک زمیندار تھا اوس نے اپنے نام پر ایک گانون آباد کیا جب سے اسکو دہلی کہنے لگے تیسری روایت یہ ہی کہ راجہ دلیپ نے اپنے نام پر شہر آباد کیا جب سے دلی کہنے لگے اور اب لوگون کی زبان پر دلی بغیر ہی کے جاری ہی اور اگلی کتابون مین دہلی ہی سے لکھا ہی قول فیصل اسمین یہ ہی کہ راجہ دلیپ سے پہلے دہلی ہی کے ساتھ مشہور ہوگا اور پھر دلی بغیر ہی کے کہنے لگے ہونگے اس سبب سے دونون نام لکھنے بولنے مین آتے ہین

پرانا قلعہ

پہلے پہل دلی مین راجہ انیکپال تنور نے قلعہ بنایا ہی چنانچہ وہ قلعہ اتبک شاہجہان آباد سے دو ڈھائی کوس پر جنوب کیطرف موجود ہی۔ اس قلعہ کے سال بنا مین بھی تھوڑا سا اختلاف ہی بعضے کہتے ہین

کہ سمت چار سے اوسٹھ مین بنا ہی۔ اور بعضے کہتے ہین کہ سمت چار سے چالیس مین۔ غرضکہ اس سے پہلے کوئی نامی عمارت نہین ہی

قلعہ راے پتھورا

بعد اسکے جب کہ تنور ون کی قوم سے حکومت جاتی رہی اور چوہانو پاس پہونچی اور راے پتھورا جسکا اصلی نام راے پرتھی راج ہی بادشاہ ہوا اسوقت اُس نے سمت ایک ہزار دو سو مین ایک قلعہ بنایا چنانچہ اس قلعہ کا اتک قطب صاحب کے پاس لاٹھ کے قریب نشان موجود ہی

قصر سفید

راے پتھورا ہی کے قلعہ مین سلطان قطب الدین ایبک نے ایک محل بنایا تھا اور اُسکا قصر سفید نام رکھا تھا مگر اب اس قصر کا نام و نشان نہین رہا۔ اور جو کہ سلطان قطب الدین سنہ ۶۰۲ ہجری مین بادشاہ ہوا ہی اسواسطے کہا جا سکتا ہی کہ اس سنہ کے بعد یہ قصر بھی بنا ہو گا

قصر ہزار ستون

اور اسی قلعہ مین یا اسی قلعہ کے پاس کہ اب اُسکا نشان نہین تھا سلطان ناصر الدین محمود غازی نے ایک محل بنایا تھا اور اسکا قصر ہزار ستون نام رکھا تھا۔ اگرچہ سال بنا اسکی بھی معلوم نہین لیکن سلطان ناصر الدین سنہ چھہ سے چوالیس ہجری مین بادشاہ ہوا ہی اسی سال پر اسکی بنا کو بھی خیال کر لینا چاہیے لیکن وہ عمارت سلطان ناصر الدین کے سامنے پوری ہونے پائی کہ اسکی عمر پوری ہو گئی اور سلطان غیاث الدین بلبن نے اُس ادھوری عمارت کو پورا کیا

مرزغن

بعد اسکے جب سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ ہوا اس نے سنہ چھہ سے چھیاسٹھ ہجری مین ایک قلعہ بنایا اور مرزغن اُسکا نام رکھا۔ اس قلعہ کا بھی نشان نہین معلوم ہوتا۔ مگر لوگ کہتے ہین کہ جہان حضرت نظام الدین کا مزار ہی وہان تھا بلکہ اُسکی آبادی کا موضع غیاث پور نام ہی

کیلوکھری

جب کہ سلطان معز الدین کیقباد بادشاہ ہوا اُس نے سنہ چھہ سے چھیاسی ہجری مین ایک قلعہ بنایا اور کیلوکھری اُسکا نام رکھا۔ اگرچہ اس قلعہ کا اب نشان نہین لیکن اسی جگہ ہمایون کے مقبرہ کے پاس

موضع کیلوکھڑی موجود ہی اور دس پانچ جھوپڑے پڑے ہین اور حضرت امیر خسرو نے قران السعدین مین اسکی تعریف لکھی ہی وہ شعر یہ ہین

صفت قصر نو و شہر نو اندر لب آب چہ کہ بود عرصہ رفرفت و ورفت این ایوان

قصر نکویم که بهشتی فراخ / روضهٔ طوبی در او از شاخ / بام سفیدش بفلک ساوده سر / کرده بخورشید سپیدی اثر

پای چو مهتاب بپاشش منار / گشت ز دوران زمین او فتاد / رفت درون در او آفتاب / وقت زمین کرد بچرخ تاب

ره بسوی روزن او جسته ماه / هیچ نداده بسوی خویش راه / رفت صبا زان در و دیوار خس / گفت که ای تم در دیوار کس

بانگ گشاده در او میدم / رفته بدربند بدروازه هم / ما در بارش دو جهان بیست او / قلعه نه در شده و بیست او

از شرف پایهٔ او نردبان / پایه بپایه شده بر آسمان / کالبد چرخ بجنبش کمیست / خشت زمین کالبدش نیست

آئینه گشته ز گچ صاف خشت / دیده در و صورت خود بر ابشت / هر که دران آئینه بیند جهان / پیر دران خشت نه بیند جهان

هر چه که نقاش به یکسو کشید / عکس بدیوار دگر شد پدید / نیست در و حاجت نقش از صفا / بسکه شده از عکس کسان رونما

نقش بلندش بهوا خامه رانده / نسخهٔ معقش سما تا رخوانده / دیده بدخواه ازان پای خوش / نیز لبیب خورد از هر کس

قطره دران بام نیفتاده تیز / هر که بپرنده ز باران گریز / شکل ستونش بمقام الشاد / قصر ارم را شده ذات العماد

گشت چو جاروب درختا کر پو / گرد ز نقشش همه کس سر چو بید / طرفه عروسی که شد آراسته / آئینه از آب روان ساخته

پیچ دو آئینه مقابل ز تاب / آب در عکس نما در آب / چونکه گذر کرد خیال عیان / قصر نو از آب روان

عکس همیشش بشکل تیار روی / گرچه که سر پیکر شد پایه زیر / طاق بلندش فلک گشته نهفت / قابل او شد فلک اندر نهفت

کنگره طاقش [illegible] / پیش [illegible] گفت سخنهاسی / سنگ سپیدش که شده سپهر / آمد و از مهر شده همچو مهر

یک طرفش آب دگر سوی باغ / باغی و آبی ز دو سویش بباغ / آبی ازان باغ [illegible] سرو / باغی ازان آب بجان گشته سرو

شاخ بهر بار که در راه / جایگه بار شده بارگاه

کوشک لعل

بعد اسکے سلطان جلال الدین خلجی نے ۶۸۹ ہجری مین ایک محل بنایا اور کوشک لعل اسکا نام رکھا اب اس محل کا بھی نشان نہین ملتا کہ کہان تھا اور کیا ہوا۔ اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ یہ محل حضرت سلطان جی کی درگاہ کے پاس تھا۔ اور ایک عمارت جو لعل محل کرکے مشہور ہی اور ہمنے اسکا نقشہ کھینچا ہی منجملہ اسی عمارت کے بیان کرتے ہین الغیب عند اللہ

قلعہ علائی

جبکہ سلطان علاء الدین خلجی بادشاہ ہوا اُس نے اپنے عہد مین کہ ٦٩٥ ہجری سے شروع ہوا تھا ایک اور قلعہ بنایا اور اُس قلعہ کا سری نام رکھا چنانچہ اب بھی قطب صاحب کو جاتے ہوئے بائین ہاتھ کو اُس قلعہ کا کچھ کچھ نشان پایا جاتا ہی اور ہمنے اُسکے محل پر اُسکا ذکر بھی کیا ہی۔

تغلق آباد

جب کہ نوبت سلطنت کی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ تک پہونچی اُس نے ٧٢٥ ہجری مین اپنا قلعہ جدا بنایا اور طرح طرح کی عمارت سے آراستہ کیا چنانچہ یہ قلعہ اب تک موجود ہی اور ہمنے سب سے پہلے اسکا حال لکھا ہی

عادل آباد

بعد اسکے کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ مرا اور اُسکا بیٹا سلطان محمد تغلق عادل شاہ عرف سلطان خونی بادشاہ ہوا۔ اُس نے تغلق آباد ہی کے پاس اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ٧٢٥ ہجری مین جدا بنائی اور عادل آباد اُسکا نام رکھا اور اُسکی عمارت ہزار ستون بھی کہا کرتے تھے چنانچہ اسکا حال بھی ہم لکھ چکے ہین

فیروز آباد

جبکہ یہ بادشاہت ایک کے ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ اور دوسرے کے ہاتھ سے تیسرے کے ہاتھ ہوتے ہوتے سلطان فیروز شاہ تک پہونچی۔ اُس نے اپنے عہد سلطنت مین یعنے ٧٥٥ ہجری مین ایک اور قلعہ بنایا اور ایک نیا شہر آباد کیا اور فیروز آباد اُسکا نام رکھا۔ لیکن اب اُس قلعہ کا بھی حال نہین معلوم ہوتا کہ کہان تھا اور کچھ نشان بھی نہین معلوم ہوتا۔ بعضے کہتے ہین کہ یہ قلعہ اُس مقام پر تھا جہان اب فیروز آباد گانون بستا ہی۔

کوٹلہ فیروز شاہ

اسی بادشاہ نے اسی سنہ مین یعنی ٧٥٥ ہجری مین ایک اور عمارت بنائی اور اُسپر ایک پتھر کی لاٹھ لگائی۔ چنانچہ یہ عمارت اب تک موجود ہی اور ہم اُسکا نقشہ بھی کھینچ چکے ہین۔ سرکار دولت مدار انگریزی نے اس کوٹلہ کے لوٹنے کا حکم دیا ہی اور جہان کہین پتھر کی خواہش ہوتی ہی یہان سے لوٹ کر جاتا ہی عنقریب یہ بھی نیست و نابود ہو جاویگا اور اور قلعون کی طرح اسکو بھی کوئی نہین جانتے گا کہ کیا تھا اور کیا ہوا مگر البتہ اس کتاب مین تو اسکا نقشہ رہجاویگا ؎ غرض نقشی است کز ما یادماند - کہ ہستی را

نمی بینم بقائی ؛ مگر صاحبدلی روزے برحمت ؛ کند بر حال این مسکین دعائے

خضر آباد

جس زمانہ مین کہ امیر تیمور صاحبقران دلی مین آیا۔ اور دلی کو لوٹ کر کوچ کیا۔ اُسکے بعد خضر خان بادشاہ ہوا اُس نے سنہ ۸۱۱ ہجری مین دریا کے کنارہ یہ قلعہ بنایا تھا۔ اگرچہ اس زمانہ مین اس قلعہ کا بھی نشان نہین ملتا لیکن لوگ بیان کرتے ہین کہ خضر کی گمٹی کے پاس یہ قلعہ تھا۔ ہمنے خضر کی گمٹی کے حال مین یہ بات لکھی ہی کہ ہم نہین بتا سکتے کہ خضر کی گمٹی کسکا مقبرہ ہی اور اس تحریر سے اب یہ ثابت ہوتا ہی کہ شاید یہ خضر کی گمٹی اسی بادشاہ کی قبر ہو

مبارک آباد

جبکہ سلطان مبارک شاہ خضر خان کا بیٹا بادشاہ ہوا اُس نے سنہ ۸۲۹ ہجری مین ایک اور قلعہ بنایا اور مبارک آباد اسکا نام رکھا یہ قلعہ صفدر جنگ کے مقبرہ کے سامنے تھا چنانچہ اب بھی اُس جگہ ایک گانون بستا مبارک پور کوٹلہ کہلاتا ہی

دین پناہ

یہ وہی قلعہ ہی جسکو راجہ اننگ پال تنور نے بنایا تھا اور اب پرانا قلعہ کرکے مشہور ہی لیکن یہ قلعہ بالکل منہدم ہو گیا تھا۔ جبکہ نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے دلی کو فتح کیا اُس نے سنہ ۹۳۸ ہجری مین اس قلعہ کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور اب جو کچھ عمارت اس قلعہ کی دکھلائی دیتی ہی وہ اسی بادشاہ دین پناہ کی بنائی ہوئی ہی چنانچہ ہم اسکا نقشہ لکھ چکے ہین

شیر منڈل

جبکہ شیر شاہ ہمایون بادشاہ پر غالب ہوا اور دلی اُسکے ہاتھ لگی اُس نے اسی قلعہ مین کچھ کچھ مکان بنائے اور ایک مکان بطور جہان نما کے بناکر اُسکا شیر منڈل نام رکھا تھا۔ چنانچہ یہ مکان پرانے قلعہ کی مسجد کے پاس موجود ہی اور اسکا بھی نقشہ ہم لکھ چکے ہین۔ اور جب کہ ہمایون بادشاہ دوسری بار آیا ہی تو اُس نے اسمین کتب خانہ کیا تھا لیکن اس عمارت بنانے کے بعد سنہ ۹۴۴ ہجری مین شیر شاہ کو قلعہ بنانے کی ہوس بھی ہوئی اور اسی قلعہ کے پاس اُس نے ایک چھوٹا سا قلعہ بنایا اور اُسکا بھی شیر منڈل نام رکھا۔ لیکن اب اُسکا کچھ نشان نہین معلوم ہوتا بالکل ٹوٹ کے برابر ہوگیا۔

سلیم گڈھ

اس قلعہ کو اسلام شاہ بن شیر شاہ نے سنہ ۹۵۳ ہجری مین چار لاکھ روپیہ خرچ کرکے بنایا ہی چنانچہ یہ قلعہ دریا کے کنارہ لعل قلعہ کے سامنے موجود ہی۔ بلکہ گویا لعل قلعہ مین لگگیا ہی اس زمانہ مین بادشاہی لوگون نے اس قلعہ کا نام بدل دیا ہی اور سلیم گڈھ کے بدلہ نورگڈھ کہتے ہین

شاہجہان آباد

یہ سب شہر جو بیان ہوئے ہین تو اگلے زمانہ کی بنی ہوئی تھین اور ایک کو ایک سے سوا رونق تھی۔ لیکن شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۰۴۸ ہجری مین مطابق سنہ ۱۲ جلوس کے ایک نیا قلعہ بنایا اور ایک اور شہر آباد کیا کہ وہ اب تک موجود ہی اور حضور پرنور ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ اسی قلعہ مین تشریف رکھتے ہین اور اب بھی شہر آباد ہی الٰہی اسکو آباد رکھے۔ چنانچہ ہمنے اسکا مفصل حال باب علیحدہ مین لکھا ہی سبحان اللہ کہ آمد عمارت نو ساخت و رفت و منزل بدیگری پرداخت اب بیان کی آب ہوا کا حال سنو

آب وہوا کا بیان

اگلے زمانہ کی آب وہوا کی بہت تعریف سنی جاتی ہی۔ لیکن اس زمانہ مین میرے نزدیک خاص شہر کی آب وہوا اچھی نہین شہر مین عموماً سب کنوئین کھاری ہین لیکن جو جو کوئین نہر کے کنارہ پر ہین انکا پانی میٹھا ہی دریا کے پانی کے بیان کرنے کی کچھ حاجت نہین کہ جیسا دریا کا پانی ہوتا ہی ویسا ہی ہی بلکہ اس سبب سے کہ اب دریا مین پانی بہت کم رہگیا ہی اور جابجا نہرون مین کٹ گیا ہی دریا کا پانی بھی اچھا نہین رہا۔ کوئون کا پانی گرمیون مین بہت سرد ہوتا ہی اور برف اور شورہ کے پانی کو بھی مات کرتا ہی اور ہلکا بھی ہوتا ہی لیکن جیسا چاہیے ویسا ہاضم نہین۔ اور مین یہ بھی نہین کہتا کہ وہ پانی کچھ مضر ہی مگر اسمین کچھ شک نہین کہ تعریف کے قابل نہین۔ ہوا میان کی نہایت مرطوب ہوگئی ہی اور بہت آدمی بلکہ تمام شہر کے لوگ امراض ضعف معدہ اور نزلہ مین گرفتار رہتے ہین۔ باعث ان خرابیون کا بجز اسکے اور کچھ نہین معلوم ہوتا کہ آبادی شہر کی بہت کثرت سے ہی اور ہر جگہ کے لوگ رہتے ہین اور اگلے زمانہ کی نسبت گلیان بازار بھی بہت تنگ ہوگئے ہین اور شہر کی صفائی بھی جیسی چاہیے ویسی نہین رہی۔ اس سبب سے آب وہوا کے مزاج مین اختلاف ہوگیا ہی۔ گرمیون مین گرمی اگرچہ بہت شدت کی نہین ہوتی لیکن امراض وبائی اکثر شہر مین پھیلجاتے ہین شہر کے باہر کی آب وہوا بہت اچھی ہی پانی بھی ہاضم اور ہوا بھی بہت خوب ہی۔

بہت کم۔ خصوصاً قطب صاحب کی آب و ہوا بہت اچھی مشہور ہی اگرچہ اب وہ بھی اس سبب سے کہ بادشاہ وہان بہت جاکر رہتے ہین اور ازدحام خلقت کا ہوجاتا ہی اور کوڑا کرکٹ پھیلتا ہی جیسی پہلے تھی ویسی نہین رہی لیکن پھر بھی غنیمت ہی باوصف ان سب باتون کے یہان کی آب و ہوا اور شہرون سے ہزار ہزار درجہ بہتر ہی کوئی مرض مخصوص یہان کی آب و ہوا کا نہین۔ خدا کے فضل سے سب لوگ اچھے اچھے گورے چٹے خوبصورت خوبصورت ہوتے ہین اور اپنی اپنی جوانی مین عجیب عجیب جوبن دکھاتے ہین نظم

هرکه درین ملک مسیحا آب خورد	گشت دل از آب خراسانش سرد	لیک ز خنکی بد خراسان سپهر	گشته همه سال اثر و سرد و مهر
ورچه درین ملک هوا هست گرم	از خنکی های خراسان چه شرم	مهر فلک گم شده اندر وثاق	گرم ازان گشت هوا شاد و شاق
گل همه ساله بچمن خوش نسیم	خاک ز گلها شده پر زر و سیم	تر شود صد برگ بصد برگ تر	کوزهٔ هر خاک برآب دگر
خطهٔ تر سبزه بصحرا و کشت	نسخه گرفته ز سواد بهشت	میوه ز هند و ز خراسان بسی	وانچه نخورده بخراسان کسی

زبان کا بیان

یہان جو اب زبان مروج ہی اور جسمین سب لوگ بولتے چالتے ہین اسکا نام اردو ہی اور تحقیق اسکی یون ہی کہ اردو فارسی لفظ ہی اور اسکے معنے بازار کے ہین اور اردو سے مراد اردوے شاہجہان ہی۔ اگرچہ دلی بہت قدیم شہر ہی اور ہندؤن کے تمام راجہ پرجاؤن کا ہمیشہ سے دارالسلطنت رہا ہی لیکن سب اپنی اپنی بھاکھا بولتے تھے ایک کی دوسرے سے زبان نہین ملتی تھی۔ جب کہ ہندوستان مین مسلمانون کی عملداری ہوئی اور مسلمان لوگ ان شہرون مین آئے اور بھی مشکل پڑی اور اس نئی زبان کے لوگون کے آنے سے سودا سلف لینے دینے بیچنے بچانے مین دقت پڑنے لگی۔ اول اول تو مسلمانون کی عملداری مین اختلاف رہا کبھی کیسی کی بادشاہت رہی اور کبھی کیسی کی کبھی غوری آئے اور کبھی لودھی اور کبھی پٹھان اور کبھی مغل اس سبب سے زبان کا بدستور حال چلا گیا اور کوئی شخص اسکی اصلاح کے پیچھے نہ پڑا۔ جبکہ اکبر بادشاہ ہوا ایک گونہ سلطنت کو قیام ہوا اور سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانے بیٹھے اور علم کا بھی چرچا ہوا۔ لیکن اس زمانے مین فارسی زبان کی ایسی قدر تھی کہ لوگ اور کسی طرف متوجہ بھی نہین ہوتے تھے جب کہ شہاب الدین شاہجہان بادشاہ ہوا اور اس نے انتظام سلطنت کا کیا اور سب ملکون کے وکلا کے حاضر رہنے کا حکم دیا اور دلی شہر کو نئے سرے سے آباد کیا اور قلعہ بنایا اور شاہجہان آباد اسکا نام رکھا۔ اسوقت اس شہر مین تمام ملکون کے لوگون کا مجمع ہوا ہر ایک کی گفتار رفتار جدا جدا تھی ہر ایک کا رنگ ڈھنگ نرالا تھا جب آپس مین معاملہ کرتے لاچار ایک لفظ اپنی زبان کا دو لفظ اسکی زبان کے تین لفظ

دوسرے کی زبان کے ملا کر بولتے اور سودا سلف لیتے۔ رفتہ رفتہ اس زبان نے ایسی ترکیب پائی کہ خود ایک نئی زبان ہو گئی اور چونکہ یہ زبان خاص بادشاہی بازارون مین مروج تھی اسواسطے اُسکو زبان اردو کہا کرتے تھے اور بادشاہی امیر امرا اسیکو بولا کرتے تھے گویا کہ ہندوستان کے مسلمانون کی یہی زبان تھی ہوتے ہوتے خود اس زبان ہی کا اردو نام ہو گیا۔ اُسوقت سے اس زبان نے ایک رونق حاصل کی اور دن بدن تراش خراش اسمین ہوتی گئی یہانتک کہ جس زمانے مین میر اور سودا نے آوازہ اپنی خوش زبانی کا بلند کیا تھا اور یہ آوازہ ہر ایک کے کان مین پہنچایا تھا اُسوقت یہ زبان بہت درست ہو گئی تھی اور عجب رنگ ڈھنگ نکال لائی تھی۔ اُنکے بعد کچھ کچھ اس زبان مین اور تغیر و تبدیل ہوئی اور اب ایسی منجھ گئی ہی کہ قیامت تک اس سے بہتر ہونی ممکن نہین اور اس زبان کو شاہجہان آباد سے ایسی نسبت ہی جیسے فارسی کو شیراز سے یعنی یہان کے لوگون کی زبان تمام اردو بولنے والون کو سند ہی۔ نہین تو بقول میر امن کے اپنی دستار رفتار گفتار کو کوئی برا نہین جانتا اگر ایک گنوار سے پوچھیے تو شہر والے کو نام رکھتا ہی اور اپنے تئین سب سے بہتر سمجھتا ہی خیر عاقلان خود میدانند۔ اگرچہ اس زبان مین اکثر فارسی اور عربی اور سنسکرت کے الفاظ مستعمل ہین اور بعضے مضمون مین کچھ تغیر و تبدیل کر لی ہی لیکن اس زمانہ مین اور شہر کے لوگون نے یہ طریقہ اختیار کیا ہی کہ اردو زبان مین یا تو فارسی کی لغت بہت ملا دیتے ہین اور یا فارسی کی ترکیب پر لکھنے لگتے ہین۔ یہ دونون باتین اچھی نہین اس سے اردوپن نہین رہتا۔ اور ظاہر ہی کہ اس بات کے لیے کہ کسقدر فارسی کی ترکیب دیجاوے اور کون کون سی لغت اور زبانون کی نہ بولی جاوین کوئی قاعدہ نہین مقرر ہو سکتا یہ بات صرف اہل زبانون کی صحبت پر منحصر ہی

شاہجہان آباد کے لوگون کا بیان

اگرچہ لوگ یہ خیال کرینگے کہ مین نے جو اس شہر کے لوگون کا حال لکھا ہی وہ بنظر حب الوطن ہوگا لیکن جن لوگون کے مزاج مین انصاف ہی وہ میری اس ساری کتاب کو دیکھکر جان لینگے کہ مین نے جو حال لکھا ہی وہ افراط اور تفریط سے خالی ہی۔ حقیقت مین یہان کے لوگ ایسے ہین کہ شاید اور کسی اقلیم کے ہونگے ہر ایک شخص ہزار ہزار خوبی کا مجموعہ اور لاکھ لاکھ ہنرون کا گلدستہ ہی ہر ایک کو علم و ہنر سے شوق اور دن رات لکھنے پڑھنے ہی سے ذوق ہی۔ ہر ایک کی جبلت مین اخلاق ایسا سمایا ہی کہ اگر ایک ایک بات انکی لکھی جاوے تو ہزار ہزار اخلاق کی کتاب بنجاوے انپر حلم ویسا ہی ہی مروت ویسی ہی ہی دوست پرستی کا کچھ بیان نہین لطف

اور جسکا کچھ نشان نہین سو کفراست در طریقت ما کینہ داشتن ؂ آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن ؂ ہزارہا آدمی ہین کہ جنھون نے تمام مکروہات ترک کر کر اور خواہش نفسانی کو چھوڑ کر طریقۂ سنت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اختیار کیا ہی پھر خیال کرو کہ جو خوبی طریقۂ محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہی وہی خوبی یہان کے آدمیون مین ہی ؂

مردم و جملہ فرشتہ سرشت	خوش دل و خوش خوی چو اہل بہشت	ہر ہمہ نزدیک دل و گرم خون	رفتہ چو جان در تن مردم درون
ہر سر مو بر تن ایشان ہنر	دادہ در معنی شگافی بسر	ہر چہ بصنعت ہمہ عالم است	ہست در ایشان و زیادہ ہست
در قلمی ہر چہ بر آرد قلم	وانچہ نگنجد بزبان قلم	بیشتر از علم و ادب بہرہ مند	از اہل سخن خود کہ شمارد کہ چند

اگرچہ بعض بعض جوان آزادمزاج آوازہ طبع بھی ہین اور بقول سعدی علیہ الرحمۃ کے ع در ایام جوانی چنانکہ افتد دانی ؂ آوارہ مزاج اور لہو و لعب مین بھی مصروف ہین اور بجز عشقبازی اور واہیات کے اور کچھ کام نہین رکھتے لیکن اسپر بھی سب باتین ایک حیا کے ساتھ ہین اور ٹٹی کے اوجھل شکار کھیلتے ہین انہم غنیمت است کہ کچھ تو حیا ہی اور ہزارون جوان سادہ رو نیک خواندہ ہین کہ باوجود جوانی اور عالم شباب کے مطلق واہیات کی طرف متوجہ نہین اور وہ طریقہ سلامت روی اور نیک طینتی اختیار کیا ہی کہ دیکھنے سے تعلق ہو جاتا ہی

ای دہلی وای بتان سادہ	یک بستہ و پیشہ کج نہادہ	خون خوردن شان باشکار است	گرچہ پنہان خورند بادہ
قربان شوند زانکہ ہستند	ز غایت ناز خود مرادہ	نہ زونیک دل آنچہ نگاہ جان را	بر واشتہ گوشہ نہادہ
جائے کہ برہ کنند گلگشت	در کوچہ و در گل پیادہ	آسیب صبا رسیدہ بر دوش	دستار چہ بر زمین نہادہ
شان در رہ و عاشقان بدنبال	خونہا بہ زویدگان کشادہ	ایشان ہمہ یا و حسن نو رس	دینہا ہمہ دل بباد دادہ
خورشید پرست شد مسلمان	زین کج کلہان شوخ سادہ	کردند مرا خراب و مست	ہشند و بچگان تاک زادہ
	بر بستہ شان بوسہ مرغول	خسرو چو نگاہ مست در فتادہ	

اب مین تھوڑا سا بزرگان معاصرین علیہ الرحمۃ کا جنکی فیض خدمت سے مین مشرف ہوا ہون یا اُس زمانہ مین اُنکو دیکھا ہی باوجود سے عالم کو درد ثبت کئی حال لکھتا ہون

ذکر کبار مشائخین رضی اللہ عنہم اجمعین

جناب حضرت شیخ الشیوخ مولانا شاہ غلام علی قدس سرہ

میرا کیا مقدور ہی کہ آپکے کمالات ظاہری اور مقامات باطنی کا حال لکھ سکون کیونکہ حالات آپکے اُس سے سوا ہین کہ بیان ہو سکین اور مقامات اُس سے برتر ہین جو لکھنے مین آوین سبحان اللہ علم اور عمل اور فضل و کمال اور تجرید اور تفرید اور حلم و کرم اور سخاوت اتم اور ایثار و انکسار آپ کی ذات پر ختم تھے۔ جو کچھ آیا اور جسقدر ہوا سب نام اللہ صرف کیا اور

کبھی کل کا غم نکیا۔ دن رات اللہ اور اللہ کے رسول کے ذکر مین بسر کی اور دنیا اور ما فیہا کی خبر نرکھی۔ مین آپکے کس کمال کا ذکر کرون علم ایسا تھا کہ کاہیکو ہوتا ہو زہد اور مجاہدہ ایسا کہ بیان اسکا نہین ہوسکتا تقوے اور ورع اس درجہ پر کہ سوا اس سے ممکن نہین اور پھر اوسپر محبوبہ ویسا ہی انکسار ویسا ہی اتباع سنت اس درجہ پر کہ اچھے اچھے لوگ وہان قدم نرکھ سکین آپکی صحبت سے اسقدر فیض حاصل ہوتا کہ بیٹھکر اٹھنے کو جی نچاہتا۔ وطن اصلی آپکا موضع وتالہ ہو جو پنجاب کے ملک مین انبسر کے پاس واقع ہو اور آپ سادات علوی سے ہین۔ والد ماجد آپ کے بھی بڑے زاہد اور عابد تھے اور جنگلون مین جاکر ذکر جہر کیا کرتے تھے اور مہینون نباس پتی پر قناعت فرماتے تھے۔ آپکے پیدا ہونے سے پہلے ایکدفعہ آپ کے والد نے جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین تمھارے ہان عنقریب لڑکا پیدا ہونیوالا ہو اسکو میرے ہمنام کرنا۔ اور آپکی والدہ ماجدہ نے کسی بزرگ کو دیکھا کہ انھون نے عبدالقادر آپکا نام رکھا اور آپ کے عم بزرگوار نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشارت سے یا بشارت سے عبداللہ آپکا نام رکھا اور اسی سبب سے آپکا اصلی نام عبداللہ اور عرف غلام علی تھا۔ سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین آپ نے اس عالم مین قدم فیض توام رکھا اور اپنے جمال جہان آرا سے عالم کو منور کیا بعضے شعرا نے آپکی ولادت باسعادت کی تاریخین بھی منظوم کین انمین سے ایک یہ بھی ہو سہ چون نجم ہیچ ہدی حضرت غلام علی ۔ شد ظہور نگن در جہان جہان شگفت ۔ سن ولادت شریفش چو جست رافت دل ۔ سپہر ہدایت شد طلوع بگفت ۔ غرض کہ آپ نے سولہ برس کی عمر تک تو اسی نواحی مین بسر کی سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین آپکے والد ماجد نے اس ارادہ سے دہلی مین بلوایا کہ اپنے پیر شاہ ناصرالدین قادری سے جنکا مزار عیدگاہ کے پیچھے ہو بیعت کروا دیجاوے۔ آپ کے پہونچنے سے پہلے شاہ ناصرالدین صاحب نے انتقال کیا اور چونکہ اللہ تعالے کو اوہی کچھ پردہ غیب سے ظاہر کرنا تھا یہ بات نقاب خفا و حیز التوا مین رہی۔ تب آپ کے والد ماجد نے اجازت و اختیار دیا کہ جس سے چاہو بیعت کرو سنہ ۱۱۷۸ ہجری مین بائیس برس کی عمر مین آپ نے جناب مرزا جانجانان مظہر علیہ الرحمۃ سے بیعت کی اور یہ شعر پڑھا سہ از برای سجدہ عشق آستانی یافتم ۔ سر زمینی بود منظور آسمانی یافتم ۔ بعد بیعت کے سالہا سال آپ نے پیرو مرشد اپنے کی خدمت مین اوقات بسر کی اور وہ زہد و مجاہدہ اور ریاضت کی کہ بیان نہین ہوسکتا۔ دن بدن عروج کمال اور مشاہدہ جمال شاہد بے زوال اور مکاشفہ اور ترقیات فائقہ ہوئی یہانتک کہ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ اور صاحب ارشاد ہوئے اور تلقین و ارشاد سلسلہ روبروے اپنے پیرو مرشد کے جاری فرمایا اگرچہ آپنے بیعت سلسلہ قادریہ مین کی تھی لیکن ذکر و اذکار و شغل و اشغال طریقہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ مین جاری کیا اور ہر طریقہ کی اجازت حاصل کی۔ اور اپنے پیرو مرشد کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوئے اور حقیقت مین میرے اعتقاد بموجب اپنے پیر پر بھی فوق لیگئے سبحان اللہ

کیا آزادی تھی کہ مطلق دنیا کا لگاؤ نہ تھا۔ اللہ اللہ کیا اطاعت سنت تھی کہ سر مو بھی فرق نہ تھا۔ توکل اس درجہ
تھا کہ کبھی کسی طرح کا خیال دل مین نہ آتا امرا اور بادشاہ آرزو رکھتے تھے کہ ہم خانقاہ کے فقرا کے لیے کچھ وظیفہ مقرر کرین
ہرگز آپ منظور نفرماتے۔ ایک دفعہ نواب امیر الدولہ امیر محمد خان والی ٹونک نے بہت التجا سے درخواست تقرر وظیفہ کی
کی اُسکے جواب مین آپنے صرف یہ شعر لکھ بھیجا ؎ ما آبروی فقر و قناعت نمی بریم ؛ با میر خان بگوی کہ روزی مقرر است
آپکی ذات فیض آیات سے تمام جہان مین فیض پھیلا اور ملکون ملکون کے لوگون نے آن کے بیعت اختیار کی
ہمنے حضرت کی خانقاہ مین اپنی آنکھ سے روم اور شام اور بغداد اور مصر اور چین اور حبش کے لوگون کو دیکھا ہے کہ حاضر ہوکے
بیعت کی اور خدمت خانقاہ کو سعادت ابدی سمجھے اور قریب قریب کے شہرون کا مثل ہندوستان اور پنجاب اور افغانستان کا
تو کچھ ذکر نہین کہ ٹڈی دل کی طرح امنڈتے تھے سچ ہے ؎ چو کعبہ قبلہ حاجت شد از دیار بعید ؛ روند خلق بدیدارش
از بسی فرسنگ ؛ حضرت کی خانقاہ مین پانسو فقیر سے کم نہین رہتا تھا۔ اور سب کا روٹی کپڑا آپکے ذمہ تھا اور باوجودیکہ
کہین سے ایک حبہ مقرر نہ تھا اللہ تعالے غیب الغیب سے سب کام چلاتا تھا اسپر فیاضی اور سخاوت اسقدر تھی کہ کبھی سائل کو محروم
نہین پھیرا جو اُس نے مانگا وہ دیا۔ جو چیز عمدہ اور تحفہ آپکے پاس آتی اُسکو بیچ کر فقرا پر صرف کرتے اور جیسا گزی گاڑھا موٹا
جھوٹا تمام فقیرون کو میسر ہوتا ویسا ہی آپ بھی پہنتے اور جو کھانا سب کو میسر ہوتا وہی آپ کھاتے۔ بھلا غور کرو کہ بشر کی طاقت
ہو کہ ایسی بات کر سکے اگر کوئی عرض کرتا کہ حضرت آپ اپنے لیے تو یہ کپڑا سلوا لیجیے اور یہ آرام کی چیز بنا لیجیے تو آپ یہ قطعہ پڑھا
کرتے قطعہ ؎ خاک نشینی است سلیمانیم ؛ ننگ بود افسر سلطانیم ؛ ہست بسی سال کہ می پوشمش ؛ کہنہ نشد جامہ عریانیم ؛
اگر کبھی کچھ اسباب اور سامان دنیا کا ذکر آتا تو ارشاد فرماتے ؎ حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب جہان
ہرچہ ما در کار داریم اکثری درکار نیست ؛ آپ کی اوقات شریف نہایت منضبط تھی کلام اللہ آپ کو حفظ تھا
اور تحقیق قرأت بھی بہت خوب تھی۔ نماز صبح بہت اول وقت ادا فرما کر دس سپارہ کلام اللہ کے ختم فرماتے
اور بعد اسکے حلقہ مریدین جمع ہوتا اور تا نماز اشراق سلسلہ توجہ اور استغراق جاری رہتا بعد ادا کرنے نماز اشراق
کے تدریس حدیث اور تفسیر کی شروع ہوتی۔ جو لوگ اس جلسہ کے بیٹھنے والے ہین اُن سے پوچھا چاہیے کہ اُنہین
کیا کیفیت ہوتی تھی اور پڑھنے پڑھانے سننے سنانے والون کا کیا حال ہوتا تھا جہان نام رسول خدا کا آتا آپ
بیتاب ہو جاتے اور اس بیتابی مین حاضرین پر عجب کیفیت طاری ہوتی تھی سبحان اللہ کیا شیخ تھے باقی باللہ
عاشق رسول اللہ۔ علم حدیث اور تفسیر نہایت متبحر تھا اگر باعتبار علوم نقلی خاتم المحدثین والمفسرین تعبیر کیا جاوے
تو بھی زیبا ہے۔ اور اگر باعتبار علوم عقلی سرآمد فلاسفیان متقدمین اور متاخرین لکھا جاوے تو بھی بجا ہے۔ اللہ تعالے

نے آپ کو کیا مجمع علوم پیدا کیا تھا کہ ہر ایک علم ظاہری اور باطنی میں درجہ کمال بہ انتہا سے کمال حاصل تھا۔ بعد اس
درس و تدریس کے آپ کچھ تھوڑا سا کھانا تاکہ عبادت معبود کو کافی ہو تناول فرما کر باتباع سنت نبوی قیلولہ استراحت میں
آرام کرتے تھوڑی دیر بعد اول وقت اکثر نماز ظہر ادا فرما کر پھر درس و تدریس حدیث و تفسیر و فقہ اور کتب تصوف میں مشغول
ہوتے اور بعد نماز عصر تا نماز مغرب حلقہ مریدین جمع ہوتا اور ہر ایک آپ کی توجہ سے علو درج حاصل کرتا ہمیشہ تمام رات
آپ شب بیداری فرماتے تھے شاید کہ گھڑی دو گھڑی بمقتضائے بشریت غفلت آجاتی ہو سو وہ بھی جا نماز پر سو ون آپ نے
چار پائی پر استراحت نہیں فرمائی اگر نیند کا بہت غلبہ ہوا یونہیں اللہ اللہ کرتے پڑ رہے۔ آپ کی خانقاہ میں عجب عالم ہوتا تھا
بوریہ کا فرش رہتا تھا اور اسی کے سرے پر ایک مصلے کبھی بوریہ کا کبھی اور کسی چیز کا پڑا رہتا تھا اور وہیں ایک تکیہ چمڑے کا
رکھا رہتا آپ دن رات اسی مصلے پر بیٹھے رہتے اور عبادت معبود کیا کرتے اور سب طالبین گرد اگرد آپ کے حلقہ باندھے بیٹھے رہتے
اور ہر ایک کو جدا جدا فیض حاصل ہوتا۔ اگر کبھی کچھ فرش فروش کا ذکر آتا تو آپ ارشاد فرماتے کہ نہ نگنگے زیر و نہ نگلے بالا نہ غم
دزد و نہ غم کالا۔ گہ کی بوریا و پوستکی ۔ دلکی پر ز درد دوستی۔ اینقدر بس بود جمالی را۔ عاشق رند لاابالی را۔ حق یہ ہے کہ ایسا
بیشتر جان شیخ دیکھنے میں نہیں آیا۔ اور میں تو اس بات پر عاشق ہوں کہ باوجود اتنی آزادی اور از خود رفتگی کے سر مو احکام شریعت
سے تجاوز نہ تھا اور جو کام تھا وہ باتباع سنت تھا لقمہ مشتبہ سے نہایت پرہیز کرتے اور مال مشتبہ ہرگز نہ لیتے جو شخص خلاف شرع اور
سنت ہوتا اس سے نہایت خفا ہوتے اور اپنے پاس آنا اسکا ناگوار رکھتے اور فرماتے قطعہ یار و یا را رزق پیراہن ۞ یا کش بہ
خاندان نگشت شیل ۞ یا مکن با پیلبانان دوستی ۞ یا بنا کن خانہ در خورد پیل ۞ میرے تمام خاندان کو اور خصوصاً جناب والد ماجد
کو آپ سے نہایت اعتقاد تھا اور میرے جناب والد ماجد اور میرے بڑے بھائی جناب احتشام الدولہ سید محمد خان بہادر مرحوم
کو آپ ہی سے بیعت تھی۔ اور آپ کی میرے خاندان پر اسقدر شفقت اور محبت تھی کہ میرے والد ماجد کو اپنے فرزند سے کم نہیں
سمجھتے تھے میرے والد ماجد بھی آپ کی صحبت کی برکت سے آزادہ مزاج اور وارستہ طبع تھے کبھی کبھی بموجب اس مصرع کے
ع کہ عاشقی تو بار کرد گستاخ ۞ کوئی بات گستاخانہ عرض کرتے یا کوئی حرکت آپ کے خلاف مرضی سرزد ہوتی تو آپ بارہا
ارشاد فرماتے کہ اگرچہ میں نے اپنے تئیں غم زن و فرزند سے دور رکھا تھا لیکن اللہ تعالے کی مرضی منظور ہوئی کہ اس شخص کی محبت
اپنے فرزندوں سے سوا دیدی۔ جو چاہو سو کہو اور جو چاہو سو کرو۔ میں ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور آپ اپنی
شفقت اور محبت سے مجھکو اپنے پاس مصلے پر بٹھا لیتے اور نہایت شفقت فرماتے لڑکپن میں کچھ تمیز تو ہوتی نہیں خصوصاً
خوردسن میں جو چاہتا سو کہتا جو چاہتا سو کرتا اور حرکات بے تمیزانہ مجھسے سرزد ہوتیں اور آپ ان سب کو گوارا فرماتے میں نے اپنے
دادا کو تو نہیں دیکھا آپ ہی کو دادا حضرت کہا کرتا تھا۔ آپکے کمالات اور خرق عادات اس سے زیادہ ہیں کہ بیان میں آسکیں سوا

اس مختصر مین اسکی گنجایش نہین دیکھتا اور میرے نزدیک ایسے شخص کی کرامت کا بیان کرنا اُسکے رتبہ سے کم ہے کیونکہ فقیری کا رتبہ اُس سے آگے ہے۔ غرض کئی سالہاے سال تک آپکی ذات فیض آیات سے یہ عالم منور رہا۔ اور چونکہ ہر ایک کو اس دار الفنا سے دار البقا کو چلنا ہے آپنے بھی ہفتہ کے دن صفر کی بائیسوین سنہ ۱۲۴۰ ہجری مین اس جہان سے انتقال کیا اور آپ کی خانقاہ مین آپکے پیر کے پہلو مین دفن کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نور اللہ مضجعہ آپ کے انتقال کی تاریخ ہے آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ جسطرح خواجہ بزرگ شاہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے جنازہ پر یہ شعر پڑھے گئے تھے اسیطرح میرے جنازہ پر بھی پڑھے جاوین اور وہ شعر یہ ہین ؎ مفلسانیم آمدہ در کوی تو ؛ شیئاً للہ از جمال روی تو ؛ دست بکشا جانب زنبیل ما ؛ آفرین بر دست و بر بازوی تو ؛ اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ دو شعر عربی اور فارسی بھی میرے جنازہ پر بالحان خوش پڑھنا

شعر عربی ؎ وفدت الی الکریم بغیر زاد ؛ من الحسنات والقلب السلیم ؛ فان الزاد اقبح من قبیح ؛ اذا کان الوفود الی الکریم ؎

اشعار فارسی ؎ بر سر خاک من بیا نغمۂ عشق برسرا ؛ کز جذبات عشق تو نعرہ زخاک برزنم ؛ بعد ہزار سال اگر بجہد گذر کنی ؛ مشک شود غبار من روح شود ہمہ تنم ؛ جسوقت کہ یہ اشعار پڑھے جاتے تھے ہزارہا آدمی حاضر تھے اور سب لوگ بہاے ہاے روتے تھے اور عجب لطف اور فیض اور کیفیت تھی۔ آپ کے ملفوظات بھی بہت خوب خوب ہین اُنہین سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ فقیری مین چار چیزین چاہیین دو ٹوٹے دو ثابت ہاتھ پاؤن تو ٹوٹے اور دین یقین ثابت ؎

جناب حضرت مولانا شاہ ابو سعید نور اللہ مضجعہ

آپ حضرت شاہ غلام علی صاحب کے خلیفہ اعظم ہین اور آپ کے انتقال کے بعد آپ ہی سجادہ نشین ہوئے تھے لیکن سیادت کو بھی خیال کرو کہ آپ حضرت مجدد کی اولاد مین ہین جو حضرت شاہ صاحب کے پیران پیر تھے اور واقع مین حضرت شاہ صاحب بھی آپکو ویسا ہی سمجھتے تھے اور نہایت تعظیم و تکریم فرماتے تھے نسب آپکا حضرت مجدد تک اسطرح پہونچتا ہے کہ شاہ ابو سعید بیٹے حضرت صفی القدر کے اور حضرت صفی القدر بیٹے حضرت عزیز القدر کے اور حضرت عزیز القدر بیٹے حضرت محمد عیسی کے اور حضرت محمد عیسی بیٹے حضرت سیف الدین کے اور حضرت سیف الدین بیٹے حضرت خواجہ محمد معصوم کے اور حضرت خواجہ محمد معصوم بیٹے حضرت مجدد الف ثانی کے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اور حضرت مجدد شیخ فاروقی ہین یہ شرافت اور علو مرتبہ تو از روے نسب کے تھا اور علاوہ اسکے صفات ذاتی اور کمالات ظاہری اور باطنی ایسے تھے کہ جنکا کچھ حد و حساب نہین۔ حافظ کلام اللہ اور عاشق رسول اللہ علوم دینی آپکو بہت مستحضر تھے اور دن رات انھین کے درس مین گذارتے تھے علم قرأت مین یکتاے روزگار تھے کلام اللہ ایسی خوش آواز اور کمال قرأت سے پڑھتے کہ لوگ دور دور سے سننے آتے۔ پہلے پہل تو آپ نے

مولانا شاہ درگاہی صاحب علیہ الرحمۃ سے کہ بڑے اولیا سے وقت سے تھے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی تھی اور نسبت باطن بخوبی حاصل کر کے پیری و مریدی کی اجازت لی تھی لیکن اپنے خاندان کی نسبت نے زور کیا اور اسی طریقہ نقشبندیہ نے کھینچ کھینچا کر آپ نے دوبارہ حضرت شاہ غلام علی صاحب سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی اور از سر نو تمام مقامات کو حاصل کیا۔ آپ کی شکل و شمایل بہت نورانی تھی بے اختیار آپ کی صحبت میں حاضر رہنے کو دل چاہتا اور جب تک ملتے دوسرا خیال نہ آتا۔ اوقات آپ کی بعینہ حضرت شاہ صاحب کی اوقات تھی۔ حضرت خالصاً للہ مشق خط نسخ کلو خان صاحب کی اور کلام اللہ لکھکر وقف کیے۔ اگرچہ تعلقات ظاہری مثل زن و فرزند آپ کے حضرت شاہ صاحب کی نسبت زیادہ تھے لیکن ویسی ہی پہلو تہی حاصل تھی یا یہ اور بے ہمہ سے بھی کچھ زیادہ قدم رکھا تھا۔ اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدرجہ کمال تھا کوئی بات خلاف سنت نہ کرتے اور ہر دم پیروی سنت ہی کا خیال رکھتے۔ اخلاق محمدی اس وسعت سے تھا کہ ہر شخص ملنے والا یہی جانتا تھا کہ جیسی عنایت اور شفقت آپکو میرے حال پر ہے اس سے سوا دوسرے پر نہیں حقیقت میں تواضع کو بدرجہ کمال پہونچایا تھا اور سخاوت کو حد سے زیادہ اختیار کیا تھا حضرت شاہ صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجکو ابو سعید سے فخر ہے کہ اگر فقیری کی تو کیا کر کیسا کچھ غم نہیں رکھتا ابو سعید کو دیکھو کہ باوصف علائق دنیاوی کے کیا اپنے معبود کی عبادت میں مصروف ہے کہ گویا مطلق کچھ تعلق ہی نہیں رکھتا۔ آپ کی صحبت سے ہر شخص کو ایک فیض ملتا۔ اور اجماع خاطر اور توجہ الی اللہ حاصل ہوتا۔ واہ واہ طریقہ پیر کو خوب نبایا بلکہ اس سے بھی ایک آدھ قدم آگے رکھا۔ آپ کی ذات سے بھی ہزارہا آدمیوں کو فیض ہوا اور طرح طرح کا فیض ہر ایک کو آپ سے ملا۔ بعد انتقال شاہ صاحب کے آپ انکی جگہ مسند ارشاد پر بیٹھے اور سالہا سال لوگوں کو آپکے فیض صحبت سے علو مراتب اور کمال مدارج حاصل ہوئے کہ اسی اثنا میں محبت رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام نے بہت غلبہ کیا اور آپ نے زیارت حرمین شریفین کا ارادہ کیا اللہ نے وہ ارادہ بھی پورا کیا اور حج اور زیارت مدینہ منورہ نصیب کی۔ بروقت مراجعت کے بمقام ٹونک آپکا انتقال ہوا۔ آپ کے لاشہ مبارک کو دلی میں لا کر خانقاہ میں حضرت شاہ صاحب کے پہلو میں دفن کیا۔ ولادت آپ کی ۱۱۹۶ ہجری میں ہوئی ہے اور یہ مصرعہ تاریخ ولادت ہے مصرع

حافظ و عالم و ولی باداہ

وفات آپ کی ۱۲۵۰ ہجری میں عید کے دن ہفتہ کو ہوئی۔ اور نور اللہ مضجعہ آپ وفات کی تاریخ ہے اور یہ قطعہ بھی تاریخ وفات میں ہے قطعہ

امام و مرشد ما شاہ بوسعید سعید ❊ بعید فطر چو شد واصل جناب خدا

دل شکستہ و مغموم گفت تاریخش ❊ ستون محکم دین نبی فتادہ ز پا

جناب حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ شاہ ابو سعید صاحب کے بڑے بیٹے اور جانشین ہیں۔ کمالات آپ کے اس سے سوا ہیں جو بیان میں آویں اور صفات

آپ کی اُس سے بہت ہیں جو کہی جاوین - حافظ کلام اللہ ہیں اور مطیع سنت رسول اللہ - اپنے پیرون کی طرح سلسلہ ارشاد و تلقین اور توجہ اور استغراق جاری ہی - اور سچ پوچھو تو اب انہین کی ذات فیض آیات سے خانقاہ کو رونق ہی - علم حدیث و فقہ و تفسیر بدرجہ کمال حاصل ہی - دن رات شغل درس و تدریس جاری ہی مسایل دینی آپ کے فیض سے حل ہوتے ہین اور فتوے شرع شریف آپ کی مہر سے مسجّل کیے جاتے ہین قدم بقدم اپنے بزرگون کے طریقہ پر چلتے ہین اور اپنے پیرون کا طریقہ برتتے ہین نسبت باطنی بہت مستحکم ہی سیکڑون آدمی آپ کے فیض توجہ سے مقامات مشکلہ سے نکلتے ہین اور مدارج اعلی کو پہونچتے ہین اللہ تعالے ایسے بزرگ کو سلامت رکھے جن سے خاندان مجددیہ قایم ہی آمین ثم آمین - ولادت آپ کی سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین ہوئی ہی اور مظہر یزدان آپ کی ولادت کی تاریخ ہی - اگرچہ عمر شریف چھیالیس مرحلہ سنین طی فرمائے ہین لیکن مدارج کمال کے ہزار در ہزار طی ہوگئے ہین - آپ نے بھی جناب حضرت شاہ غلام علی صاحب سے بیعت کی ہی اور انہین سے پائی ہی لیکن اپنے جناب والد سے بہت سا فیض حاصل کیا ترقی در ترقی پائی اور انسے بھی خلافت حاصل کی - اب انکے انتقال کے بعد آپ ہی سجادہ نشین ہین اور ارشاد و تلقین مین مصروف - اللہم متع المسلمین بطول حیاتہ و ضاعف مدارج المومنین بطول بقائہ

جناب حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب سلمہ اللہ تعالے

آپ بھی جناب شاہ ابو سعید صاحب کے فرزند ارجمند ہین اور حقیقت مین مجددی خاندان مین آپکا طور ہی جدا ہی اور رنگ ڈھنگ ہی نرالا ہی - آپ بھی حافظ کلام اللہ ہین اور عالم احادیث رسول اللہ - ولادت آپ کی چھبیسوین شعبان سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین ہفتہ کے دن عشا کے وقت ہوئی ہی خورد سالی ہی مین جناب حضرت شاہ غلام علی صاحب پکو توجہ دیا کرتے تھے - جب بڑے ہوئے اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور ہر طرح طرح کا فیض حاصل کیا بعد انکی انتقال کے جناب مرزا شاہ غفور بیگ صاحب سے کہ بڑے خلفا سے حضرت شاہ غلام علی صاحب تھے اور قوۃ نسبت بدرجہ کمال رکھتے تھے ہزار در ہزار فیض حاصل کیے - اوقات آپ کی ایسی خوب ہی کہ اگلے زمانہ کے اچھے اچھے دیندار لوگون کی بھی شاید ایسی ہوئی ہوگی مسجد مین بیٹھے رہنا اور طریقہ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برتنا دن رات آپکا کام ہی خوشا حال اُس شخص کا کہ جو اپنے نبی کے طریقہ کو برتے اور دنیا و مافیہا سے خبر نرکھے - اسقدر اتباع سنت اختیار کیا ہی کہ اگر آپکو آسمان و زمین رکھنے والے محی السنۃ و قامع البدعۃ کہکر پکارین تو بجا ہی - اُنکے نزدیک سوا سے انحراف کسی حکم شریعت کے سخت سے سخت کوئی مصیبت نہین - ارتکاب اس امر خلاف سنت کا جسکو ہم کم بخت لوگ بال سے کم جانتے ہین اُنکے نزدیک اعمال ہی اس تقوے اور ورع کو خیال کرو کہ صرف اس خیال سے کہ ہندوستان مین جو طریق بیع و شرا بعض بعض فواکہ وغیرہ کا جاری ہی وہ از روے شرع شریف کے درست نہین اُن چیزون کے مزہ سے واقف نہین جب کوئی ایسا کرے تو معلوم

میری زبان مین جو مین آپ کی ادنے سے صفت کی تعریف کر سکون صرف اتباع سنت کے لیے ہزار ہا نعمت دنیا کے دونون پر لات ماری ہی اور گوشہ نشینی اختیار کی ہی ملاقات اور مکالمات مین ہرگز پیروی سنت کی نہین چھوڑتے اور ادنے سنت کے ترک سے کسی چیز کو برا نہین جانتے فانی السنت اور محو فی الشریعت اور شہسوار میدان طریقت اگر پوچھو تو آپ کی ذات فیض آیات ہی پس جس شخص کا ادنے ادنے باتون مین یہ حال ہو تو پھر خیال کرو کہ بڑی بڑی باتون مین کیا درجہ احتیاط اور کیا رتبہ اتقا ہوگا۔ اللہم بارک فی عمرہ وارفع درجتہ فی الدارین آمین یارب العالمین۔

شاہ محمد آفاق طاب ثراہ

آپ کے کمالات اور مجاہدہ اور زہد اور مکاشفہ تمام عالم مین مشہور ہین آپ بھی اس زمانہ کے بڑے ولی اللہ ہون مین سے تھے۔ نسبت باطنی اسقدر قوی تھی کہ بڑے بڑے صاحب نسبت اُسکے اُٹھانے کی طاقت نہین رکھتے تھے۔ مقامات فقیری بہت صاف تھے نسبت الی اللہ بہت درست تھی پیروی سنت رسول مقبول نہایت مد نظر رکھتے تھے مسکینی اور شکستگی بدرجہ کمال حاصل تھی اپنے تئین بھی مثل اور نقش و نگار دیوار تصور فرمایا کرتے تھے نسب آپکا بھی حضرت مجدد الف ثانی تک پہونچتا ہی اور آپ بھی حضرت مجدد کی اولاد مین ہین۔ حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب کہ بڑے زبردست فقیر تھے سلسلہ مجددیہ مین آپ نے بیعت کی تھی اور کمال مدارج حاصل کرکے اجازت پیری مریدی کی حاصل کی تھی اور اپنے پیر کے انتقال کے بعد انکے سجادہ نشین ہوئے اور ان اشعار سے آپکا سلسلہ بخوبی معلوم ہوگا اشعار

ہادی آفاق و انفس مثل اصحاب نبی	آن ضیاء اللہ زبیر نقشبند متقی	خواجہ معصوم است و احمد خواجہ باقی خواجگی	خواجہ درویش و محمد زاہد ما ولی
خواجہ یعقوب بہاء الدین گر میر کلال	خواجہ باباوان گر میر علی رامتنی	خواجہ محمود است عارف خواجہ عبد الخالق است	خواجہ یوسف بعد شیخ فارمدی بو علی
	بوالحسن پس بایزید و جعفر صادق بود	قاسم و سلمان ابوبکر و رسول ہاشمی	

اور علاوہ اسکے آپکو سب سلسلون مین اجازت پیری اور مریدی کی حاصل تھی آخر کو یہی مضمون صادق آیا کہ ہر نفس فنا تھا سو فنا ہو گیا یعنی محرم سنہ ۱۲۵۱ ہجری کی ساتوین تاریخ کو بدھ کے دن نماز مغرب کے بعد آپنے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون جمعرات کے دن آپکو مغل پورہ مین دفن کیا۔ خواجہ بہاء الدین احمد صاحب نے جو بڑے بیٹے خواجہ علاء الدین احمد صاحب کے ہین یہ شعر تاریخ وفات مین نظم کیا شعر

از سر یاس گفت اہل جہان ۞ شاہ آفاق رفت از دنیا

حاجی علاء الدین احمد سلمہ اللہ تعالے

آپ شاہ آفاق صاحب کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہین اور حقیقت مین اپنے پیر کی نشانی ہین اس زمانہ مین ایسے لوگونکا

ہونا مغتنمات سے ہی ایسے لوگ کا ہمکو پیدا ہوتے ہین تمام عمر فقیری مین صرف کی اور دنیا و مافیہا سے خبر نرکھی سچ ہی
کہ السعید من سعد فی بطن امہ چھٹ پن سے آپکو فقیری کا شوق تھا سولہ برس کی عمر مین بیعت کی اور طرح طرح کے
زہد اور مجاہدے کیے اور اپنے پیر کی خدمت مین ہمیشہ سفر اور حضر مین حاضر رہی۔ آپکا نسب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے
ملتا ہی۔ توکل علی اللہ اور عشق رسول اللہ ہر وقت آپکے برتاؤ مین ہی۔ عالم جوانی مین حج خانہ کعبہ ادا کیا اور زیارت
روضہ منورہ رسول مقبول علیہ الصلاۃ والسلام حاصل کی اللہ تعالے سب مسلمانون کو نصیب کرے آمین یارب العالمین
اب سن شریف آپکا نوے برس کے قریب ہی آنکھون سے معذور ہین اور پاؤن سے اٹھ نہین سکتے طاقت طاق ہی مگر
ہر دم شغل جاری ہی اور صوم و صلواۃ قایم۔ سبحان اللہ کیا لوگ ہین کہ کسی حالت مین اپنے معبود کی یاد سے غافل نہین
غور کرو کہ جس شخص نے اپنا لڑکپن اور جوانی اور بڑھاپا صرف اللہ کی یاد مین صرف کیا ہو اسکو کیا علو مدارج حاصل
ہوئے ہونگے اللہ تعالے ایسے لوگون کو سلامت رکھے

فخر الملت والدین مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمۃ

سلالہ عظام زبدہ کرام سرگروہ مقبولان بارگاہ صمدیت پیشرو تیز قدمان سالک عرفان احدیت قدوہ شارعان
شرع مبین مولانا محمد فخر الملۃ والدین ان حضرت بابرکت کے مقامات اور خوارق اور کرامات لاتعد و لاتحصی ہین
خامہ خام رقم طاقت نہین رکھتا کہ اسکے شمار مین تکلیف مالایطاق کو اپنے اوپر گوارا کرے۔ خلاصہ احوال ہدایت
مآل ان سرگروہ اہل قال اور پیشواے ارباب حال کا یہ ہی کہ آپکے والد بزرگوار مولانا نظام الحق والملۃ والدین ساکن
موضع کرون ہین کہ مضافات لکھنو سے ہی۔ نسب آپکا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہونچتا ہی۔ اور والدہ
ماجدہ آپکی زبدہ اولاد حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز سے ہین اگرچہ مولد جناب موصوف کا اورنگ آباد ہی لیکن
مین قدوم میمنت لزوم سے خاک دار الخلافت شاہجہان آباد حرسہا اللہ عن الفساد کی حضرت کے نفس واپسین تک
کنگرہ عرش برین پر ناز کرتی رہی والد ماجد حضرت مرحوم مغفور کے اوائل حال مین اورنگ آباد سے دلی مین وارد
ہوئے اگرچہ اول مین فقط تحصیل علوم رسمی مدنظر تھی لیکن چونکہ خواستہ تقدیر اور مشیت کردگار قدیر یہ تھی کہ آنکا
خاندان ارشاد حقائق معارف کے ساتھ موصوف ہو حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی
قدس سرہ العزیز کی خدمت مین جنکا سلسلہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی تک پہونچتا ہی فایز ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوے
ازبسکہ ذات فایض البرکات آنکی جامع کمالات صوری و معنوی تھی۔ تحصیل علوم ظاہری اور باطنی کی انھین کی خدمت
مین کر کر منصب خلافت سے سرافراز ہوئے اور آخر الامر باوطن کی اجازت پاکر اورنگ آباد کو تشریف لیگئے اور سالہا

خلق کو فیض باطنی کی طرف ہدایت فرمائی اور ۱۱۴۲ ہجری میں عالم بقا کو راہی ہوئے۔ حضرت بابرکت جناب جنت مآب مولانا
فخر الملۃ قدس سرہ نے اپنے پدر والا اقتدار کی خدمت میں علوم ظاہری اور باطنی کو تحصیل کرکے مرتبہ خلافت حاصل کیا
اور بعد اسکے چند سال نواب نظام الدولہ ناصر جنگ اور رحمت یار خان کی سرکار میں بسر کی اور وہان بھی انکے انفاس متبرکہ
کی برکت سے بہت گم گشتگان بادیہ ضلالت نے راہ ہدایت حاصل کی۔ ازبسکہ قدیم الایام سے تعلق پر ترک غالب تھا وہان سے
دل برداشتہ ہوکر اجمیر شریف کی طرف تشریف فرما ہوئے اور چند سے مزار مبارک قدوۃ واصلان بارگاہ ذوالجلال
قطب الاقطاب خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے وسیلہ سے وہان قیام اختیار کیا۔ اور بعد اسکے سنہ احد جلوس
احمد شاہی میں کہ مطابق ۱۱۶۱ ہجری کے تھا شاہجہان آباد میں تشریف لائے انکی ہدایت و ارشاد سے ایک خلق بہرہ مند اور سعادت
یاب ہوئی اور یہ بھی کرامت حضرت کی ذات فائض البرکات سے ظاہر ہوئی کہ آپکے خلفا سے اکثر اطراف ہندوستان میں باعث نجات
سرگشتگان روزگار اور ہادی گمراہان تیرہ کار ہوئے۔ چنانچہ اس زمانہ میں نواح پاکپٹن میں حضرت شاہ سلیمان صاحب کا شہرہ
قاف سے قاف تک پہونچا ہے اور یہ بھی خلفا میں سے ہیں کہ انکی برکت سے ہزارہا خلق کو ہدایت اور فیض باطنی نصیب ہوا اور ازبسکہ حضرت
ممدوح مقبول خدا سے لایزال تھے خلق اللہ میں بھی ایسا قبول خاطر بہم پہونچایا کہ گروہا گروہ حصول نجات اور تحصیل مرادات
کیواسطے آپکی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپکے ارشاد کو مانند حکم وحی کے راست اور درست جانتے تھے امرا
ذوالاقتدار اور سلطان عہد تھے آپکی بیعت سے مشرف ہوکر آپ ہی کی خاک در کو وسیلہ آبرو اور آپ ہی کے غبار
آستان کو تاج عزت و اعتبار سمجھتے تھے لیکن سبحان اللہ شان مقبولیت یہ ہے کہ حضرت باوجود اس ہجوم ارباب دنیا کے ہر ادنے
کے ساتھ وہ خلق محمدی خرچ کرتے کہ اسکا بیان خامہ راقم کی مجال نہیں باوجود اس کمالات ظاہری اور باطنی کے کہ اونکے
دنیاداروں کی نظر توجہ کے فیض سے ہزار درویش باکمال پر شرف رکھتا تھا۔ آپ سادہ وضعی کے ساتھ رہتے اور
لباس درویشانہ و جبہ اور عمامہ فقیرانہ کے چندان مقید نہوتے کیا خوب کہا شیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران نے بیت
حاجت بکلاہ ترکی داشتنت نیست ؛ درویش صفت باش و کلاہ تتری دار ؛ کتاب نظام العقائد اور رسالہ مرجیہ اور
فخر الحسن حضرت کی تالیفات سے ہے انکا دیکھنا آپکی مہارت علمی پر دلیل قاطع اور برہان ساطع ہے سن شریف
تہتر تک پہونچا اور ۱۱۹۹ ہجری میں عالم بقا کو راہی ہوئے۔ خورشید دو جہانی۔ آپکی رحلت کی تاریخ ہے مزار آپکا متصل درگاہ
چار دیواری مرقد مبارک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نورہ اللہ نعفرانہ کے واقع ہے اور اسکا ذکر باب اول میں ہو چکا۔
ہر چند راقم نے مسلک یہ اختیار کیا تھا کہ جن بزرگون کی خدمت میں خود پہونچا یا انکے جمال باکمال سے اپنی نگاہ کو مشرف کیا
انکا حال اس تذکرہ میں مندرج کرے اور ان حضرت کے زمانہ سے اس عہد تک بہت فاصلہ ہے لیکن چونکہ انکے خاندان کے

احوال سے مزین کرنا اس کتاب کا منظور تھا کثرت عقیدت اور ارادت نے نچاہا کہ حضرت کے احوال کمالات اشتمال کے ساتھ زبان قلم کو گویا کرے

جناب مولانا قطب الدین علیہ الرحمۃ

حضرت موصوف کے فرزند ارجمند ہین اور حضرت کی وفات کے بعد مسند خلافت پر متمکن رہے آپ کی تعریف و توصیف لکھنے کی کچھ حاجت نہین یہی کافی ہے کہ ایسے چمن کے نونہال اور ایسے نونہال کے ثمر تھے شعر اصل و فرعی را که هنی حاصل کیاست انداز آفتاب و پرتوش از هم جدا نتوان گرفت ہ ستر ہوین ماہ محرم الحرام سنہ ۱۲ ہجری مین عالم فانی سے ملک بقا کی طرف راہی ہوئے اور مزار مبارک خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے جوار مین مدفون انا للہ و انا الیہ راجعون

جناب حاجی حضرت غلام نصیر الدین عرف کالے صاحب سلمہ اللہ تعالی

آپ جناب حضرت مولانا قطب الدین صاحب کے فرزند ارجمند ہین۔ محامد آپکے حیز تحریر اور حیطہ تقریر سے باہر ہین اخلاق اس وسعت سے ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین ہو سکتا تسکینی اس درجہ پر ہے کہ آسکا اظہار نہین کر سکتا۔ اوقات آپ کی بہت خوب اور حرکات آپکے نہایت محبوب ہر دم و لحظہ وظیفہ سے خالی نہین رہتے بات کرنی کبھی آپ کو گویا مشکل ہوتی ہے جب کوئی کچھ پوچھے اسکا جواب لاچار دیا جاتا ہے اگرچہ اسوقت ظاہر مین زبان شغل سے باز رہتی ہے لیکن دل اسی طرح مشغول حق رہتا ہے۔ اس زمانہ مین ایسا نامی گرامی شیخ نہین ہے۔ حضور والا اور تمام سلاطین اور جمیع امرا عظام آپکے نہایت معتقد ہین۔ جس مجلس مین آپ تشریف لاتے ہین ہر شخص بے اختیار دوڑتا ہے اور قدمون پر سر گرتا ہے اور اپنی سعادت ابدی سمجھتا ہے۔ تھوڑی مدت ہوئی کہ آپ پر شوق الٰہی غالب ہوا اور اپنے دادا صاحب کے فیض حاصل کرنے کو دل چاہا اگرچہ وہ فیض سینہ بسینہ اپنے جناب والد ماجد مرحوم سے پایا تھا لیکن شوق ایسا ہے اور کیفیت وہ ہے کہ طالب اسکا بس نہین کرتا جتنا دیجیے چاہتا ہی اور مانگتا ہے آپنے سفر اختیار کیا اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور پاک پٹن مین تشریف لیگئے اور شاہ سلیمان کی خدمت مین حاضر ہوئے کہتے ہین کہ شاہ سلیمان صاحب اسبات کو نہایت غنیمت سمجھے اور انکے قدوم میمنت لزوم سے ہزار با فخر کیے چند کروہ استقبال کو آئے اور با عزاز و اکرام لیگئے چند مدت آپنے وہان تشریف رکھی اور جو کچھ فیض و برکات اپنے دادا صاحب کے تھے آنکو پھر تجدید کیا اور رخصت ہو کر شاہجہاناباد مین تشریف لائے اب یہین رونق افروز ہین سن شریف آپکا پچاس سے متجاوز ہی صحبت آپکی غنیمت ہے اللہ تعالی ایسے بزرگان حق پرست کو سلامت رکھے

خواجہ محمد نصیر رحمۃ اللہ علیہ

آپکے صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اس سے سوا ہین جو لکھنے مین آوین اور اس سے بہت ہین جو کہے جاوین

آپ نواسہ ہیں خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے جو بڑے نامی مشایخ تھے اور اُنکا نام تمام عالم میں مشہور ہے۔ ولادت آپکی ۱۱۸۹ ہجری میں ہوئی اور ابتدا سے طالب خدا ہوئے چھٹ پنے ہی میں حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر رہتے اور توجہ لیتے بلکہ اسی زمانہ میں خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے بیعت کی تھی۔ جب کہ آپکا سن شریف دس برس کا ہوا خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ نے وفات پائی اور درد جدائی کا آپکے نصیب ہوا آپ ہمیشہ اپنے پیر کی جدائی میں دل شکستہ اور جان خستہ رہا کرتے تھے سچ ہے ع یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو۔ آپکو اکثر علوم میں خصوصاً ریاضیات میں بہت خوب دخل تھا علم ہیئت بہت خوب جانتے تھے اور رمل اور جفر سے ایسے واقف تھے کہ بڑے بڑے استاد اُنکے سامنے کان پکڑتے تھے اور فلک جبکہ نام لیتے تھے علم حساب کو اُس سے زیادہ جانتے تھے اور مسائل حساب میں وہ مہارت بہم پہنچائی تھی کہ مسائل لاینحل کو بآسانی حل فرماتے تھے۔ چنانچہ رمل اور حساب میں آپکی تصنیفات سے رسالے موجود ہیں۔ یہ تو صفات ظاہری تھیں کمالات باطنی میں ان سب سے رتبہ بڑا تھا اور وہ مقام ہی اور تھا۔ کمالات باطنی خواجہ میر اثر صاحب سے کہ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے چھوٹے بھائی تھے حاصل کیے جبکہ خواجہ میر اثر علیہ الرحمۃ کا انتقال ہوا خواجہ صاحب میر علیہ الرحمۃ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے فرزند آزادہ سجادہ نشین ہوئے جبکہ انکا بھی انتقال ہوا تو آپ کی ذات فیض آیات سے اس مسند جانشینی کو رونق تازہ حاصل ہوئی ہر مہینہ دوسری اور چوبیسویں کو مجلس بین نوازی کی آپکے گھر پر ہوا کرتی۔ آپکو صبر میں درجہ کمال حاصل تھا اور دنیا سے علاقہ لگاؤ نہ تھا اور آپ بڑے عالی خاندان میں بنسبت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کا نواب ظفر خان جہانگیری تک پہنچتا ہے اُنکے پوتے خواجہ محمد ناصر صاحب منصب داران بادشاہی میں سے تھے کہ یکایک خدا طلبی کا شوق ہوا اور شیخ سعد اللہ المعروف شاہ گلشن صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدت تک فیض حاصل کیا اور اس دنیائے دون کو چھوڑ چھاڑ کر موجب ہدایت شاہ گلشن صاحب کے خواجہ محمد زبیر صاحب سے بیعت کی اور بہت جہد اور مجاہدہ کیے اور قطب وقت ہوئے کہ انکا سلسلہ سلسلہ بسلسلہ چلا آتا ہے۔ والدہ آپکی میر کلو صاحب اکبرآبادی بہت صحیح النسب سادات سے تھے اور نسبت دامادی کی خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے رکھتے تھے اور بیعت بھی اُنہیں سے کی تھی سو صفات حمیدہ آپ کی لاتعد ولاتحصی ہیں میری طاقت اُنکے بیان کی نہیں آخر دوسری شوال ۱۲۶۱ ہجری کو آپ نے وفات پائی اور درد مفارقت مخلصان خاص کو دیا کبھی کبھی آپ شعر بھی کہا کرتے تھے اور رنج تخلص کیا کرتے چنانچہ یہ چند اشعار آپہی کی طبعزاد سے ہیں

اشعار ہندی

شب کو دیکھ کر ادھر تو میرا دم اولٹ گیا	قاصد ادھر یہ دیدہ پر نم اولٹ گیا	بیتیں ہو گیا دیکھکر اُسکا قامت تو
کہو بیکسو قیامت میں دیدار ہوگا	کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر	کر اٹھے پڑھی جو بات تھی خاص و عام

یاد و لوا سکے جو ہم بستری یار رولا سکا
یون سنا ہو کہ اُسے بھی خفقان رہتا ہو

تو وہ تصویر نہالی ہو تو دل کا دشمن
دیکھی ہین حالت یہ جدائی مین کسیکی

دل یہ جسکے لیے پہلو مین تپان رہتا ہو
ہر طور جدا اپنا جدائی مین کسیکی

مولوی یوسف علی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد نصیر علیہ الرحمۃ کے ہین اُنکے اوصاف حمیدہ ولا تعد ولا تحصے ہین خامہ راقم کو طاقت نہین کہ اُنکے محامد و مناقب کو لکہ سکے حضرت سادات کبار سے ہین اور صاحب اخلاق پسندیدہ اور مرتاض۔ اُنکی سجادہ نشینی سے اس خاندان کو زیب و زینت اور ہی ہوگئی ہو۔ سن شریف آپکا قریب چالیس سال کے ہو راقم نے ان حضرت کے جمال باکمال سے اپنی نگاہ کو گلچین نظارہ اور اُنکی اوقات کو چشم مشاہدہ کیا ہو۔

حضرت شاہ غیاث الدین قدس سرہ

اولاد حضرت خواجہ مودود چشتی علیہ الرحمۃ سے ہین اور عرف خواجہ کہاری والے بسبب حسن اوقات اور کثرت طاعات کے مغتنمات روزگار سے تھے خلق مجسم کہنا چاہیے۔ اُنکے اوضاع و اطوار خلق محمدی کے مصداق تھے۔ رات دن مین سے ایسا کم وقت ہوگا کہ عبادت و وظائف سے فارغ رہتے ہون خور و خواب کو بقدر ضرورت بشری کہ حیات مستعار کی بقا کو کافی ہو کام مین لاتے والا طاعت دادار بیہمال مین مصروف رہتے۔ مریدان با اخلاص کو آپکی ذات بابرکات سے ارشاد و راہ ہدایت اور رہبری سبیل سعادت ایسا ہوا کہ کم کسی سے متصور ہو۔ مرجع انام اور مآب خاص و عام تھے۔ عرصہ انیس برس کا گذرتا ہو کہ جہان فانی سے راہی عالم باقی ہوئی

جناب شاہ صابر بخش صاحب علیہ الرحمۃ

زبدہ مقبولان بارگاہ الٰہی سید صابر علی معروف بہ سید صابر بخش چشتی سلالہ سادات عظام اور زبدہ اہالی خاندان چشتیہ تھے والد ماجد آپکے سید شاہ نصیر الدین ابن شاہ غلام سادات چشتی قدس سرہ بن شیخ عبد الواحد عرف نواب شہباز خان برادر زادہ حقیقی قطب العارفین حضرت شیخ محمد چشتی قدس سرہ العزیز تھے۔ ہر چند حضرت مرحوم نے صحبت اکثر مشائخ کبار سے جو آپکے معاصر تھے کسب فیض باطن کیا لیکن کمال طریقت و حقیقت اپنے جد امجد شاہ غلام سادات قدس سرہ کی بیعت کے وسیلے سے حاصل کرکے مرید با اخلاص اور سجادہ نشین باختصاص ہوئے تفصیل سلسلہ خاندان عالیشان حضرت موصوف کی یہ ہو کہ شاہ غلام سادات خلیفہ تھے حضرت شاہ محمد نصیر قدس سرہ کے اور وہ حضرت شیخ محمد چشتی کے اور وہ حضرت شیخ ابراہیم رامپوری کے قدس سرہ العزیز۔ آپکو حضرت بابرکت شاہ غلام سادات جد امجد اپنے کی خلافت حاصل ہونے کی یہ وجہ ہو کہ شاہ نصیر الدین صاحب یعنے والد ماجد ان حضرت کے بسبب کم علم عرفان شاہ فقیان

ساری اولاد حضرت مرحوم ومغفور پر سبقت رکھتے تھے اپنے پدر بزرگوار کی حیات مین انکی عین رضا سے مسند خلافت پر متمکن ہوکر مریدان اخلاص کیش کی ہدایت مین مصروف ہوگئے۔ اتفاقات سے اپنے والد ماجد کی عین حیات ہی مین سفر آخرت کو اختیار کیا حضرت شاہ غلام سادات نے منصب خلافت جو اپنے فرزند ارجمند کو عطا کیا تھا انکی وفات کے بعد اپنے پوتے شاہ صابر علی عرف صابر بخش علیہ الرحمۃ پر مسلم رکھا اور باوجود ہونے اور اولاد کے بسبب قابلیت مادہ کے انھین کو شرف جانشینی سے مشرف فرما کر اپنی سجادہ نشینی کے وسیلہ سے ارشاد و ہدایت کا امر ان کو تفویض کیا اور لنگر کا صرف اور انعقاد مجالس عرس اور خدمت مساکین اور خبرگیری صادر و وارد کی انکی ذات سے متعلق ہوئی۔ فی الحقیقت آپ کی سخاوت سے حاتم طائی کا نام صفحۂ روزگار سے حک ہوگیا اور طاعت و عبادت کا حال ان بزرگ کا قلم و زبان کی مجال نہین کہ لکھ سکے تریسٹھ برس کی عمر مین ۱۲۳۶ ہجری مین چودھوین ربیع الاول کو چار گھڑی رات گئے راہی دار البقا ہوکر درمیان خانقاہ کے جو شہر شاہجہان آباد مین متصل دریا گنج واقع ہے اور آپ ہی نے واسطے ورود مساکین کے تعمیر کروائی تھی مدفون ہوئے ان حضرت کے بعد فرزند و خلیفہ رشید آپ کے سید عبد اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ مسند خلافت پر متمکن ہوکر اسیطرح خدمت فقرا مین مصروف ہین

جناب میر محمدی صاحب رحمہ اللہ

آپکا سلسلہ جناب غفران مآب مولانا مولوی فخر الملۃ والدین قدس سرہ العزیز تک پہونچتا ہے۔ مقبولان بارگاہ کبریائی الٰہی سے تھے قبول خاطر خاص و عام بھی یہانتک حاصل تھا کہ امرا و سلاطین آپ کے دیدار فیض آثار کو نعمت کبریٰ اور آپ کی خدمت مین حاضر رہنے کو ایک موہبت عظمیٰ سمجھتے تھے ازبسکہ جذب باطن کی تاثیر سے ساکنین تمام شہر کے خصوصاً صادقین قلعۂ مبارک کے علی الخصوص شاہزادگان جلیل القدر آپ سے بہت رجوع رکھتے تھے عوام کالانعام عمل تسخیر کا گمان کرتے۔ ہرچند استدلال یہی آپ کے ایسے سریع الاثر تھے کہ آپکا نفس دم عیسیٰ تھا اور آپکے ہاتھ کی خاک کی چٹکی اکسیر کا حکم رکھتی۔ ایک مدت ہوئی کہ جہان فانی سے عالم باقی کو راہی ہوکر احاطۂ دیوانخانہ مین جو متصل چتلی قبر کے ہے مدفون ہوئے چند شاہزادہ خصوصاً مرزا خجستہ بخت بہادر آپ کی خلافت کا دم بھرتے ہین۔

جناب میران شاہ نانو علیہ الرحمۃ

اصل وطن آپکا تھانیسر ہے سلسلہ حضرت کا جناب برکت انتساب سرگروہ اہل اللہ شیخ جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ تک کئی اور واسطون سے پہونچتا ہے۔ بعد تحصیل کمال اور تحصیل فیوض باطنی کے شہر شاہجہان آباد مین وارد ہوکر حریم مسجد فتحپوری مین ایک حجرہ واسطے سکونت کے اختیار کیا اور رفتہ رفتہ انکی کرامت اور فیض باطن کا شہرہ ایسا ہوا کہ ہر کہ و مہ کو اعتقاد آپ کی خدمت مین بہم پہونچا اکثرون کو آپ کے فیض ہدایت سے فوائد کثیرہ حاصل ہوئے اسی برس کی

عمر کے قریب وفات پائی اور اُسی مسجد کے حریم مین مدفون ہوئے عرس آپکا آجتک مشہور ہوتا ہے

جناب شاہ جلال علیہ الرحمۃ

یہ خلیفہ تھے حضرت میران شاہ نانو صاحب مغفور کے اس اوقات کا آدمی اس حیوٰۃ زمان مین بہت کمیاب ہے حضرت میران شاہ نانو صاحب کے حجرہ مین مسند خلافت پر بیٹھکر عمر بسر کی اور نفس واپسین تک اہل دنیا کیطرف رجوع نکی باوجود توکل کے لنگر شام کے وقت مساکین و فقرا کو آپکی طرف سے تقسیم ہوتا تھا یہ حضرت بھی بعد وفات کے اپنے پیر کی قبر کے قریب مدفون ہوئے

جناب مولانا محمد حیات سلمہ اللہ تعالیٰ

وطن اصلی آپکا ملک پنجاب ہے اُسی نواح مین تحصیل علوم رسمی سے فراغ حاصل کرکے چندے اطراف ہندوستان مین بلباس طالب علمی بسر کی اور پھر شہر شاہجہان آباد مین وارد ہوکر اول حالمین شاہ سید صابر علی معروف بشاہ صابر بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ مین فروکش ہوکر درس علوم معقول و منقول مین مصروف رہے - چونکہ علم فضل آپکا رشک اقران و امثال تھا - طلبا اطراف و جوانب سے تحصیل علم کے واسطے حاضر خدمت ہوکر آپکی تعلیم کی فیض سے مرتبۂ فضیلت کو پہونچتے اور آپکے یہان کا ادنےٰ طالب علم اور جاسے کے فضلا سے بہتر گنا جاتا تھا چند تلمیذ آپ کے فیض خدمت سے یکتاے عصر اور یگانۂ دہر ہو گئے خصوصاً حافظ عبدالرحمن کہ آپ کی تعریف اور توصیف علم و فضل کی حیز مقال اور حیلۂ گفتگو سے باہر ہے باوجودیکہ یہ بزرگوار بصارت سے معذور ہین کوئی علم عقلیہ و نقلیہ سے ایسا نہین کہ اسکو محققانہ نجانتے ہون اور طرفہ تر یہ ہے کہ ہیئت اور ہندسہ باوجود نابینائی ہونے کے اسطرح بے تکلف پڑھاتے ہین کہ اور ماہرین اس فن کے اگر ہزار چشم بمطالعۂ شب و روز صرف کتاب کرین تو حیثیت خطوط و دوائر کی ویسی آپ نہ سمجھین اور نہ دلنشین تلمیذ کے کرسکین ازبسکہ حضرت موصوف کے مزاج تقدس امتزاج پر قدیم الایام سے ترک غالب تھا جب اپنے تلامذہ با کمال کو فارغ التحصیل اور لائق درس و تدریس کے پایا اپنی طبیعت کو اسطرف اُٹھا کر ذکر و اشغال کی طرف مصروف کیا اور کمل فقرا اور عظما سے مشائخ سے فیض باطن کو کسب اور نعماے معنوی کو حاصل کیا اور رنج سفر اپنی ذات موہبت آیات پر گوارا کر کے پاک پٹن مین جاکر حضرت شاہ سلیمان صاحب کی خدمت سے مشرف ہوئے اور اُنکے فیض صحبت سے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کو بکمال پہونچایا اور رخصت انصراف حاصل کرکے پھر وارد شاہجہان آباد ہوئے اُن دنون مین شاہ صابر بخش صاحب جہان فانی سے راہی عالم باقی ہو چکے تھے اُنکی خانقاہ کی بود و باش کو ترک فرماکر ایک اور مسجد مین کہ قریب قلعہ مبارک کے واقع ہے سکونت اختیار کی اور آجتک وہین تشریف رکھتے ہین آپ کی برکت قدم سے اُس مسجد کی مرمت ہر سال

ہوتی رہتی ہی اور ایسی آباد ہو گئی ہی کہ اب اُسکو باعتبار کثرت عبادات اور وفور طاعات خیر المساجد اور افضل المعابد
کہا چاہیے اب سن شریف آپکا قریب بستر کے پہونچا ہو خداے عزوجل آپ کی عمر کی ترقی کرے کہ طالبان صادق کو
آپ کے فیض باطن سے فوائد کثیرہ اور ہدایت موفورہ حاصل ہوتی ہی

حضرت سید احمد صاحب قدس سرہ

جناب ہدایت انتساب زبدۂ واصلان درگاہ سید احمد صاحب طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ سادات عظام اور مشائخ
کرام سے تھے موطن اصلی آپکا بریلی اوایل حال مین شوق طالب علمی مین وطن سے وارد شاہجہان آباد ہو کر حضرت
بابرکت مولانا عبد القادر علیہ الرحمۃ کی خدمت سراسر افادت مین حاضر ہو کر مسجد اکبر آبادی مین فروکش ہوئے اور
صرف و نحو مین فی الجملہ سواد حاصل کیا ازبسکہ ذوق درویشی اور مسکینی طینت مین پڑی ہوئی تھی اکثر خدمت
مسجد اور اُس مقام کے واردون خصوصاً درویشان پاک طینت کی جو دور دراز سے تحصیل علم باطنی کے شوق مین
جناب مولانا عبد القادر صاحب مغفور موصوف کی خدمت مین حاضر رہتے خاطرداری اور سرانجام مہام مین ایسے بدل
سرگرم ہوتے گویا اس امر کو اہم مہام سمجھے ہوئے تھے اور اُس زمانہ مین بھی اپنی اوقات کو طاعات وعبادات مین ایسا
مصروف کیا تھا کہ جو لوگ صرف اسی امر کے واسطے کنج نشین اور گوشہ گزین تھے اُنسے بھی اسطرح خاطر مجموع اور حضور
قلب سے ظہور مین نہ آتے تھے۔ اکثر مولانا مغفور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس بزرگ کے احوال سے آثار کمال
ظاہر ہوتے ہین اور مادہ اس سعادت منش کا ترقی مدارج علیا کا قابل نظر آتا ہی اسی اثنا مین سرگروہ علماے انام
اسوہ بلغاے عظام جامع کمالات صوری ومعنوی خادم حدیث شریف نبوی مولانا وبالفضل اولٰنا مولوی شاہ عبد العزیز دہلوی
علیہ الرحمۃ سے بیعت کا ارادہ کیا جب اُنکی خدمت مین گئے مولانا ے ممدوح چونکہ اُنکے حالات سے واقف تھے فرمایا کہ اگرچہ
حق جل وعلےٰ نے اس صاف باطن کو اختیار طریقۂ رشد وہدایت کے باب مین واسطہ کا محتاج نہین رکھا اور وسیلہ کا شیدا
نہین کیا لیکن اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے لیے ایک سبب ضرور ہی رفع حجت عوام کے واسطے کچھ مضائقہ نہین پھر
آپنے مولانا ے موصوف سے بیعت کے بعد چند مدت کے سفر اختیار کیا اور اطراف وجوانب مین خداشناسان پاک باطن سے
فیض حاصل کرنے مین سرگرم رہے ازبسکہ مقامات عالی روز بروز کھلتے جاتے تھے اور مراتب علیا آناً فاناً ترقی مین تھے
اس دولت بے زوال سے اہل ظاہر کو آگاہی ہو چلی اور ہر طرف سے لوگون نے ہجوم کیا اور کسینے بیعت اور کسی نے رد حاجات
سے سوال کرنا شروع کیا۔ چونکہ اخفاے حال اور ستر احوال منظور تھا خیال مین یہ آیا کہ اگر اہل دنیا کا لباس ہو تلبس ہو کر
علم باطنی کی تحصیل اور تکمیل کیا دستے تو یہ ہجوم عوام کا جمعیت اوقات مین خلل انداز نہو گا اس خیال سے ٹونک کا

تشریف لیگئے اور نواب امیرخان کی رفاقت مین بسر کی اور از بسکہ شجاعت اور جوانمردی سادات صحیح النسب کا
جوہر ہی اُس اثنا مین تردوات عظیمہ آپ سے ظہور مین آئے اور باینہمہ تلاش اہل باطن کی روز و شب پیش نہاد
تھی اور اکثرون کو ہدایت کی راہ بھی آپ سے حاصل ہوئی جب اس عرصہ مین جمیع مراتب کی تکمیل ہو گئی آپ ترک دنیا کر
کے پھر شاہجہان آباد مین تشریف لائے اور مسجد اکبرآبادی مین وارد ہوئے اس اثنا مین مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا
انتقال ہو چکا تھا اور مولوی محمد اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ قایم مقام علوم رسمی کے درس و تدریس مین مصروف تھے اور اہل باطن
کی طرف چندان ملتفت نہوتے تھے جب اس دفعہ آپکے تشریف لانے سے مرحوم شہر مین ایک غلغلہ پڑگیا تھا اور طالب
فیض باطن کے کثرت سے ہجوم کرنے لگے۔ ایکبار مولوی صاحب موصوف نے باتفاق مولوی عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے
آپ کی خدمت مین جاکر عرض کیا کہ ہمکو نماز حضور قلب سے کبھی میسر نہین ہوئی اگر آپ کی ہدایت سے یہ امر حاصل ہو جاوے
تو ہمین مدعا ہی۔ حضرت نے کشف باطن سے معلوم کیا کہ یہ بطریق امتحان اسطرح کہتے ہین تبسم کیا اور فرمایا کہ مولانا آج
شب کو اس حجرہ مین تشریف لاؤ شاید یہ بات ظہور مین آجاوے انکو زیادہ تعجب ہوا اور شب کو دونون صاحب تشریف
لیگئے اور آپ نے اپنے ساتھ انکو نماز مین کھڑا کیا اور جب نماز پڑھ چکے فرمایا کہ اب جدا جدا نیت باندھکر دو دو رکعت
علیحدہ پڑھو یہ جب کھڑے ہوئے تو اسطرحکا استغراق ہوا کہ ان دونون صاحبون کو انھین دو رکعت مین شب
بسر ہو گئی جب فیض باطن مشاہدہ کیا صبح کو دونون صاحبون نے بیعت کی اور یہانتک آپکی کفش برداری مین حاضر
رہے کہ آپکی کفش برداری کو فخر سمجھتے تھے چندروز کے بعد آپ نے فرمایا کہ مولانا مشیت الٰہی مین یہ ہے کہ تمکو تکمیل اس علم کی اور
تتمیم ان مراتب کی سفر مین حاصل ہو انکو ہمراہ لیکر بیت اللہ کا سفر کیا اور راہ مین قریب ہزار آدمی کے اپنے ہمراہ لیکر اور انکے کھانے پینے
کے متکفل ہو کر حج ادا کیا اور وہان سے پھر ہندوستان کی طرف تشریف لائے اور آپ جو ترویج رسوم شرعیہ اور امر بالمعروف بہت کرتے
منہیات کا رواج انکے قدوم کی برکت سے اکثر اطراف سے اٹھ گیا۔ طرفہ یہ ہے کہ شہر کلکتہ مین جبتک آپ نے تشریف رکھی
شراب مطلق نہ بکنے پائی اور کلال خانہ بند رہا اور اُس نواح مین آپ کے مریدون کی کثرت لکھوک سے گذر گئی اور
آپ کے اکثر خلفا کو قطب اور اوتاد کا مرتبہ حاصل ہوا۔ اور چونکہ از روے کشف باطن کے معلوم ہو گیا تھا کہ آپکو مع اکثر
مومنین پاک اعتقاد کے سعادت شہادت حاصل ہونے والی ہے مولانا اسمعیل اور مولانا عبدالحی کو اجازت ہوئی کہ
اطراف ہندوستان مین وعظ کہو اور ترغیب جہاد اور فضیلت شہادت بیان کرو ہرچند یہ اسکا منشا نجانتے تھے اور سمجھے
نہ سکے کہ اس ارشاد کا سبب کیا ہے لیکن چونکہ مرید با اخلاص تھے سرمو تجاوز نہ کیا اور فرمان بجا لائے۔ انکے وعظ سے
لکھوک مردم شاہراہ ہدایت پر آئے اور شوق جہاد الحق دلمین جم گیا اور جہاد کی افضلیت دلنشین ہو گئی اور خود بخود جہاد کو گر-

کہ اگر جان و مال راہ الٰہی مین صرف ہو تو عین سعادت ہی بعد مدت کے ان بزرگون کو حضرت نے لکھا کہ اب ہمارے پاس چلے آؤ یہ تو جان نثار تھے بمجرد حکم کے مشتاقین و عظ کو نیم جان چھوڑ کر خدمت بابرکت مین راہی ہوئے اور حضرت انکو ہمراہ لیکر کوہستان کو چلے گئے اور یہ ہنوز اس کے فضل سے واقف نہین۔ جب پنجتار مین وارد ہوئے قوم افغان با آنکہ وحشی سے کم نہین حضرت کے ایسے معتقد ہوئے کہ آپ کے ہاتھ پر بیعت امامت کی اور عہد کیا کہ اگر حضرت جہاد کرین تو ہم سرفروشی کو حاضر ہین آپنے سکھون کی قوم پر جہاد قایم کیا مردم ہندوستان اس خبر کے سننے سے اطراف و جوانب سے راہی ہوئے اور سوا سے قوم افاغنہ کے مردم ہندوستان لاکھ آدمی کے قریب جمع ہوئے اور خطبہ آپکے نام کا پڑھا گیا اور دور امام ہو گیا چند منزل تک عشر جو طریقہ اسلام مین ایک نوع خراج کی ہی آپکے پاس آنے لگا پشاور اور بعض اور مکان سکھ کی عملداری سے نکلکر غازیان اسلام کے تصرف مین آگئے سکھون کے باوجود اس شوکت و شان ظاہری کے آپکا ایسا رعب دلمین بیٹھ گیا کہ کچھ ملک دینے پر راضی ہوئے سچ ہی ع ہیبت حق است این از خلق نیست ۞ لیکن حضرت کو جو کہ ترویج اسلام منظور تھی قبول نہ کیا کئی سال تک یہی سلسلہ یونہین چلا گیا۔ اور مولانا مولوی عبدالحی علیہ الرحمۃ نے بیماری بدنی سے سفر آخرت اختیار کیا۔ بعد اسکے جو کہ قوم افاغنہ بندۂ زر اور نہایت طامع ہین سکھون کے اغوا سے آپ سے منحرف ہو گئے اور عین معرکہ جنگ مین آپ سے دغا کی ازبسکہ مشیت الٰہی مین دولت شہادت آپکے نصیب مین لکھی قریب بالاکوٹ کے حضرت نے مع مولوی محمد اسمعیل اور اکثر مومنین صادق الاعتقاد کے شہادت پائی انا للہ و انا الیہ راجعون حضرت کی شہادت کو چودہ پندرہ برس کا عرصہ گذرا ہے

رسول شاہیونکا بیان

اس سلسلہ کا بیان کسی کتاب مین لکھا نہین اسواسطے مجھکو مناسب معلوم ہوا کہ کچھ تھوڑا اس سلسلہ کا حال رسول شاہ صاحب سے لکھدون اگرچہ رسول شاہ صاحب جنکے نام سے یہ سلسلہ جاری ہی میرے زمانہ کے بہت پہلے تھے اور مین نے بجز شاہ فدا حسین صاحب کے اور کسیکو نہین دیکھا تھا لیکن اول سے حال لکھنے مین بہت اچھی توضیح ہو جاویگی اور آیندہ کو یادگار رہیگی

رسول شاہ صاحب

آپکا سلسلہ خانوادۂ سہروردیہ مین ہی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ تک پہونچتا ہی۔ آپ پر جذبہ بہت غالب تھا اور ہمیشہ کوہستان الور مین پھرا کرتے تھے دوسرے تیسرے دن اگر کوئی ٹکڑہ روٹی کا ہاتھ لگ گیا کھا لیا ورنہ کچھ پروا نہین اور جسطرح کہ اہل جذب کا دستور ہی اسیطرح اپنے معبود کی عبادت مین مصروف رہتے اور دنیا و ما فیہا سے بیخبر تھے کثرت جذب اسقدر تھی کہ تکالیف شرعیہ اونپر سے سبکی سب ساقط ہو گئی تھین

لباس کی کچھ قید نہ تھی کوئی چیتھڑا سر کو باندھا یا نہ باندھا نہ باندھا اور اسیطرح اگر کچھ ہوا تو اسکا لنگوٹ کر لیا ورنہ اسکی بھی کچھ پرواہ نہین غرضکہ عالم جذب مین رہتے اور صدہا کرامات اور خرق عادات اسی عالم مین اور اسی حال مین اُنسے صادر ہوتین۔ آپ سادات بہادر پور مضافات الور سے ہین اور اصلی نام آپکا سید عبد الرسول ہے وہان کے لوگ نہایت معتقد تھے اور رواے حاجات انکے انفاس متبرکہ سے جانتے راجہ الور نشو ونما اپنی ریاست کا آپ ہی کی توجہ کے باعث سے سمجھتا تھا اور نہایت اعتقاد آپ کی جناب مین رکھتا تھا۔ سلسلہ آپکا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک اسطرح پہونچتا ہے کہ رسول شاہ دیکھنے والے نعمت اللہ شاہ کے اور وہ دیکھنے والے شاہ داؤد مصری کے اور وہ دیکھنے والے سخی حبیب کے اور وہ دیکھنے والے شاہ اسمعیل کے اور وہ دیکھنے والے شاہ مرتضے انند کے اور وہ دیکھنے والے شاہ رزاق پاک کے اور وہ دیکھنے والے شاہ الہ داد کے اور وہ شاہ پیرن بندگی کے اور وہ شاہ بجن گوشہ نشین کے اور وہ شاہ محمد کے اور وہ شاہ حضرت اسحق کے اور وہ شاہ داؤد وطائی کے اور وہ شاہ راجو قتال کے اور وہ مخدوم جہانیان گشت کے اور وہ حضرت سید جلال بخاری کے اور وہ حضرت سید احمد کبیر کے اور وہ سید شاہ جلال بزرگ کے اور وہ سید مخدوم شاہ بہاؤ الدین کے اور وہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین آپکو ابتدا سے ایک جذب تھا بارہ برس کی عمر مین شاہ نعمت اللہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے اور ایام مین جذب الی اللہ حاصل ہوا اور جنگل اور پہاڑون مین نکل گئے اور دن رات اللہ کی یاد مین بسر کی اور بائیسوین جمادی الثانی سنہ [illegible] ہجری کو انتقال کیا۔ اور سواد الور مین اُس مقام مین جہان تکیہ رسول شاہ ہونیکا ہے اول اُنکو دفن کیا پھر بسبب ایک سانحہ کے کہ اُسکا بیان اس مختصر مین نہین ہوسکتا آپ کے استخوان کو اکھاڑ کر فیروز پور جھرکہ مین مدفون کیا انا للہ وانا الیہ راجعون

مولوی شاہ حنیف صاحب

آپکا اصلی نام مولوی مظفر حسین ہے اور وطن آپکا قصبہ میرٹھ بڑے عالم زبردست اور امرای خاندانی ہین نسب آپکا نواب خیر اندیش خان اور فرحت اندیش خان تک پہونچتا ہے ہمیشہ درس وتدریس مین مصروف رہتے اور مسجد مین بیٹھے رہتے کہ یکایک رسول شاہ صاحب کا ایک فقیر پہونچا اور آپ سے کہا کہ چلو رسول شاہ بلاتے ہین یہ سنتے ہی آپ سب کچھ چھوڑ چھاڑ ساتھ ہوئے اور اپنے پیر کی خدمت مین حاضر ہوکر وہی عالم ہوگیا اور اسیطرح عالم جذب مین بسر کی اور صدہا کرامات اور خرق عادات اُسی عالم مین ظاہر ہوئین۔ آخر شتر ہوین شعبان سنہ [illegible] ہجری مین انتقال کیا اور اپنے پیر کی طرح پہلے الور مین اور بعد اسکے فیروز پور جھرکہ مین مدفون ہوئے کبھی کبھی آپ اُسی عالم جذب مین اشعار بھی فرماتے تھے اور ایک مثنوی گیان چوسر بطریق تصوف اور ایک شرح گلستان آپ کی یادگار ہے اور چند اشعار آپکے

اشعار فارسی

دل بی خطرہ مظہر ذات است
تو مین خود را سر مو یک نفس

بحر بی موج مین مرآت است
تا بدانی خالق خود ہر نفس
گر نبودی باغبان در باغ تن

خدا را چہ جوئی تو خود را بجو
گر نبودی خود مقیم اندر بدن
کی شدی رونق بہاران چمن

چو خود را بیابی تو ئی جلوہ او
کی شدی قایم ز خود دیوار تن

شاہ فدا حسین صاحب

آپکا اصلی نام خواجہ نجیب الدین احمد ہی اور آپ اولاد حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے ہین۔ اٹھارہ برس کی عمر فقیری اور خاکساری اختیار کی اور اپنے پیر کی خدمت مین فراغت تحصیل علوم سے کی تصوف مین بہت بڑا ملکہ تھا اور فصوص الحکم وغیرہ کتب مشکلہ تصوف کو بہت آسانی سے پڑھاتے تھے دنیا سے مطلق لگاو نہ تھا اخلاق وخاکساری بدرجہ کمال تھی گوشہ نشینی اور زاویہ گزینی حد سے سوا تھی صحبت عوام الناس کی بہت ناپسند فرماتے اور ہمیشہ تنہا بیٹھے رہتے تمام عمر خاک بدن سے ملی اور اینٹ سرہانے رکھی اور زمین پر یا پتھر پر پڑے رہتے اگرچہ آپکے مزاج مین سلوک جذب پر غالب تھا لیکن کبھی شان جذب بھی ظہور کرتی تھی بیس برس تک اور مین اپنے پیر کی خدمت مین رہے اور طرح طرح کی ریاضت کی اور اپنے پیر مولوی محمد حنیف صاحب کی وفات کے بعد انکی جگہ سجادہ نشین ہوئے اور پھر بہ سبب بعض سوانح کے دلی مین تشریف لائے اور چالیس برس ایک حجرہ مین بیٹھے رہے۔ بعد اسکے راجہ بنی سنگھ اور واسنے نے نہایت تمنا کی کہ پھر اسی تکیہ مین آ نکر رہین اگرچہ آپکو اس زمانہ مین بسبب لحوق امراض متعددہ کے ہوش حواس ظاہری نہ تھے لیکن آپکے مرید اسی عالمین آپکو وہان لیگئے اور چندمدت بعد وہان جاکر اٹھارہوین محرم ۱۲۵۸ ہجری مین جمعرات کے دن انتقال کیا اور وہین مدفون ہوئے۔ آپکی ذات بھی مغتنما ت روزگار سے تھی۔ اور بیسیون خرق عادات آپسے ظہور مین آئی ہین حقیقت مین خاتم سلسلہ رسول شاہیہ ہوئے اور آپکی ذات فیض آیات سے اس سلسلہ کو رونق تازہ ہوگئی تھی خلفا آپکے بلاد دور دراز مین گئے ہین چنانچہ تبت اور سراندیپ اور مشہد وغیرہ بلاد مین آپکے فقیر موجود ہین کبھی کبھی آپ اپنے پیر کی طرح عالم جذب مین شعر بھی فرماتے تھے اور مثنوی بر موسر آپکی طبع زاد سے موجود ہے اگرچہ بعض متفرق بھی ہین

اشعار فارسی

مرا جز وجود دیدار وجہ اللہ کاری نیست در دنیا
شفاعت را بجز ذات رسول اللہ باری نیست در عقبیٰ

خویشتن را خود عیان فرمودہ
اگر بخلوت دل بکنہ زندہ شتی

صورتی از جسم و جان بنمودہ
درون کعبہ دل صورت خدا یابی

کل نفس واحد فرمودہ
نسبت طاعت بخود و عصیان بما

واحد فی کل نفس بودہ
نسبت عصیان بخود عرفان بما

چون بہر صورت بہ بینی یار را ۔ خود بخود واقف شدی اسرار را ۔ خویشتن را نیست دانستن وجود حق بود ۔ از وجودش ہست دانستن شہود حق بود
عین ذات تو بود وحدت وجود ۔ این صفات تو بود وحدت شہود ۔ غیر وحدت نیست کثرت را وجود ۔ غیر کثرت نیست وحدت را شہود

شاہ توکل حسین صاحب

آپ کے خلفا میں سے ہیں اور آپ کے انتقال کے بعد آپ کے جانشین ہوئے آپ کے نسب سے راقم کو اطلاع نہیں ہوئی مگر اسقدر جانتا ہون کہ فنا فی الشیخ تھے اپنے پیر کی اطاعت میں ایسے فنا ہوئے کہ بہت مشکل ہی آپ کو اپنے پیر سے بہت فیض حاصل ہوئے آخر کار ۱۲۶۲ ہجری میں مدفون ہوئے اب رنگ علی شاہ کو آپ کی جگہ بٹھایا ہی

مجذوبوں کا بیان

سید عسکری

حضرت جناب سید حسن رسول نما علیہ الرحمۃ کے نواسوں میں ہیں ابتدا میں سپاہی پیشہ تھے اور نوکری چاکری کیا کرتے تھے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپکا گذر اور کی طرف ہوا اور مولوی محمد حنیف صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شعر پڑھا شعر مستم چنان بکن کہ ندانم ز بیخودی ؛ در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت ؛ یہ شعر سنکر آپ نے ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور کہا کہ جاؤ اپنے نانا کی قبر پر جا بیٹھو اسوقت سے ایک جذب غالب ہوا اور بالکل مست الست ہوگئے میں نے بچشم خود دیکھا ہی کہ آپ حضرت سید حسن رسول نما کے مزار کے پاس زنجیروں سے جکڑے ہوئے بیٹھے رہتے تھے مجال نہ تھی کہ آپ کی طرف نگاہ بھر کر دیکھ سکے تھوڑے دن ہوئے کہ اس جہان فانی سے انتقال فرمایا۔

جناب میر قطبی صاحب

سادات کبار سے تھے اوائل حال میں کسی وقت عبادت سے فارغ نہیں رہتے تھے اور چونکہ ہمیشہ سے سلوک پر جذب غالب تھا رفتہ رفتہ نوبت از خود رفتگی کی پہونچی اور ترک لباس کر کے قید و ستر عورت سے بھی فارغ ہوگئے۔ اکثر اوقات خرق عادات و کرامات جلی آپ سے سرزد ہوتین عرصہ گذرتا ہی کہ جہان ناپائدار سے سفر آخرت کیا

شاہ عبد النبی

کملا سے دہر سے تھے اوائل حال میں مکان سکونت معین نرکھتے تھے کبھی کسی گوشہ میں اور کبھی کسی سایۂ دیوار پڑے رہتے جب تک کہ اعلم العلما افضل الفضلا سرامد اہل قال عمدۂ اہل حال مولانا بالفضل اولانا مولوی عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ قید حیات میں اور مسجد اکبر آبادی میں ساکن تھے آنکے مادام الحیات لزوم اس امر کا تھا کہ شب کو کسی گوشہ میں بسر کیا اور صبح سے شام تک مسجد مذکور کے سامنے ایک منبع پر کہ شہرہ و اقع ہی بیٹھے رہتے سالہا سال اسیطرح سے

اور اکثر اہل حاجت اپنی روائے حاجات کے واسطے وہین آپ کی خدمت مین پہونچتے اور منتظر دعائے خیر رہتے مولوی صاحب مرحوم بھی طالبان با اخلاص کے سامنے اکثر آپ کی تعریف بیان فرماتے تھے کہ مولوی صاحب بیمار ہوئے اور صاحب فراش ہوئے جب کہ نوبت نفس واپسین کی پہونچی یہ بزرگ پابستر کندہ تھے پڑا الگ کسی طرف کو روانہ ہوئے اور ہو گریہ امر خلاف عادت تھا لوگ اس حرکت سے بہت متعجب ہوئے جب آپ کے قریب گئے تو کلمات تاسف آپ کی زبان پر جاری تھے اور یہ کہتے تھے کہ اب قدر دان ہمارا دنیا سے چلا گیا ہم یہان رہکر کیا کرینگے اور اسطرح سے چلے گئے کہ کسی کو پتا نہ لگا کہ کس طرف راہی ہوئے بعد کتنی دیر کے حضرت مولانا جہان گذران سے ملک بقا کی طرف راہی ہوئے جو کہ وہ بزرگ کبھی مسجد کے اندر نہین جاتے تھے اور باہر سر راہ بیٹھے رہتے مولانا کے انتقال پر آگاہ ہو جانا صرف آپ کے کشف سے علاقہ رکھتا ہو بعد چند روز کے یکایک پیدا ہو گئے اور مسجد جامع کے ایک حجرہ مین سکونت اختیار کی کرامتین آپکی اکثر مشاہدہ اور معاینہ ہوئین باوجود غلبہ جذب کے نماز کی طرف بھی اکثر مصروف رہتے لیکن پابند اوقات معینہ کے نہ تھے اور اکثر ایک گوشہ مین بیٹھے ہوئے قرآن مجید بخط نسخ لکھا کرتے اور کسی سے بات نکرتے نفس واپسین تک یہی ایک حالت آپ سے مشاہدہ ہوئی اکثر رؤساے ذی مقدور آپ کی خبر گیری سے غافل نرہتے تھے خصوصاً بخشی بھوانی شنکر کہ ایک امراے شاہجہان آباد سے تھا شب و روز خدمت گذاری مین مصروف رہتا تھا آپ کی خوراک دونون وقت دہی اور پیڑے تھے اور عجب یہ ہو کہ کبھی یہ خوراک آپکو مضرت نہ پہونچاتی تھی اور کبھی بیمار نہ پڑتے تھے باوجود کہ عمر قریب ستر برس کے تھی لیکن رنگ ایسا سرخ و سفید تھا کہ جیسا عالم جوانی مین ہوتا ہو۔ تمام عمر مین ایک ہی دفعہ بیمار ہوئے جو مرض الموت تھا مدت ہوتی ہو کہ سرزمین نورانی سے عالم باقی کی طرف راہی ہو

میر احمد دیوانہ

آپکے اوایل حال سے کچھ واقفیت نہین ہمیشہ از خود رفتگی اور جنون زدگی مین رہتے مگر اسپر بھی اکثر مردم اپنی روائے حاجات کے واسطے آپکے پاس آتے اور بہت سے لوگون کو منفعت کلی آپکے کچھ فرما دینے سے ہوئی شب و روز چتلی قبر کی نواح مین رہتے جس دکان کو خالی دیکھتے اسمین شب کو بسر کرتے۔ باوجود از خود رفتگی کے کسی نے برہنہ آپکو نہین پایا جہان فانی کو چھوڑے ہوئے ایک عرصہ ہوا

دین علی شاہ

شب و روز جذب کی حالت مین رہتے ہین پہلے زمانہ مین موتیا کھان کی طرف پھرا کرتے اور وہین کسی گوشہ مین پڑے رہتے اب چند مدت سے قدم شریف کی نواح مین ایک گنبد مین سکونت اختیار کی ہو بہ سبب کمال از خود رفتگی کے برہنہ مطلق رہتے ہین اور ہجوم مردم کے وقت کلمات بے صرفہ زبان پر بہت جاری ہوتے ہین لیکن اہل حاجات جب

اُن کلمات کی طرف توجہ کرتے ہین تو وہ باتین جو اہل ظاہر کے نزدیک لاطائل اور بے محل ہین بعینہٖ اُن سب کے مطالب اور حاجات کا جواب ہوتی ہین اور طرفہ یہ ہو کر سوالات مختلف کا جواب انھین باتون سے ہر ایک کو حاصل ہو جاتا ہو اکثر اوقات خوارق عادت آپ سے ظاہر ہوئی ہین

خانم صاحب

ایک عورت با خدا تھین باعتبار صفائی باطن کے ہزار مرد سے بہتر بلی مارون کے قریب نقیر افگن خان کی حویلی مین رہتی تھین۔ ہر چند جذب مزاج پر غالب تھا لیکن نہ اسقدر کہ از خود رفتگی تک نوبت پہونچے بیشتر لوگ خواص و عوام سے آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنی اداے حاجات کے واسطے سوال کرتے اور بیشتر مشاہدہ ہوا کہ جس امر مین آپ کی زبان سے کچھ نکلا بے کم و کاست وہی ہوا دو چار مہینہ کا عرصہ ہوا کہ جہان فانی کو رخصت کیا

بالی جی

یہ ایک عورت تھین باکمال شہر شاہجہان آباد کے باہر قریب عید گاہ قدیم کے ایک چھپر مین تمام عمر بسر کر دی معلوم نہین کہ اصلی نام کیا تھا لیکن لوگ بالی جی کے نام سے مشہور کرتے تھے اثناے کلام مین اکثر آیات قرآنی جاری ہوتی تھین خصوصاً انا اعطیناک الکوثر دیکھا گیا کہ جب کوئی اپنے مطلب کے واسطے انکے پاس گیا تو سترہ کوڑیان اُس مال مین سے جو اُنکے پاس لیجاتا علیحدہ کر کر سترہ دفعہ زمین پر رکھکے زمین سے اٹھاتین اور ہر دفعہ آیت انا اعطینا کی پڑھتی جاتین۔ جو کچھ دل مین آتا سائل کو کہہ دیتین لیکن قدرت الٰہی کو تماشا کرنا چاہیے کہ جو اسوقت اُنکی زبان سے نکلتا بعینہٖ وہی امر بے کم و کاست وقوع مین آتا قریب ایک سال کے ہوا کہ جہان فانی سے رحلت کی

حاجی غلام علی نقیب الاولیا

بادشاہی عہد مین نقیب الاولیائی کا بہت معزز عہدہ تھا اور خبر گیری تمام فقیرون اور گوشہ نشینون کی اور تقرر وظیفہ اُن لوگون کا اُس سے متعلق تھا اگرچہ اس زمانہ مین وہ بات نہین رہی مگر نام چلا جاتا ہو۔ غرضکہ خواجہ غلام علی اس زمانہ مین اُس عہدہ پر تھے اور نہایت صاحب کمال آدمی تھے اور واقع مین نقیب الاولیائی کے لائق تھے نسبت باطن کے بہت درست عشق رسول مقبول مین چور تھے نماز و وظیفہ مین بہت مفید فیض صحبت درویشون نے ایسی تاثیر کی تھی کہ ایسا مذاق انکو حاصل ہوا تھا کہ کاہیکو ہوتا ہو۔ اسی شوق مین زیارت حرمین شریفین کی اور ہمیشہ روضۂ منورہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد مین رو یا کرتے۔ آپ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار کی اولاد مین سے تھے جنکی تعریف مین مولانا جامی فرماتے ہین شعر جو نقر اندر لباس شاہی آمد بتدبیر عبید اللہی آمد

چار ہزار بیگھہ اراضی موضع مولیا مین سے آبادی و سکونت کے واسطے مرحمت ہوئی اُس سرزمین مین ایک قلعہ کی
بنیاد ڈالی اور اُسکا نام جہانگیر کے نام پر شیخوپور رکھا کیو اسطے کہ حضرت جہانگیر کا نام ایام شاہزادگی مین مرزا شیخو مشہور تھا
اور والد شیخ فرید کے نواب قطب الدین خان نبیرہ حضرت سلیم چشتی فتحپوری کے اول حضرت اکبر بادشاہ کے عہد
مین صوبہ داری صوبہ بہار اور حضرت جہانگیر کے عہد مین منصب پنجہزاری ذات و سوار و خلعت خاصہ و شمشیر و اسپ
خاصہ با زین مرصع اور اور عنایات شاہانہ سے سرافراز ہوکر دار الملک بنگالہ اور اوڈیسہ کی صوبہ داری سے
کہ پچاس ہزار سوار کی جا ہے مامور ہوئے جب انکے سب اسلاف کا حال معلوم ہوچکا اب انکا حال سنا چاہیے کہ شیخوپور سے
ہمراہ اپنے خالو سے بزرگوار میر سید علی صاحب کے حکام عہد مینی صاحبان انگریز بہادر کی خدمت مین عمدہ عہدہ جلیلہ
تحصیلداری پر مامور رہے اور آخر کو نواب گورنر بہادر کی خدمت مین عمدہ میر منشی سے سرافراز ہوئے پانچ برس کی عمر مین
شاہجہان آباد مین وارد ہوئے جب سن تمیز کو پہونچے یہین کی سکونت اختیار کی اور از بسکہ مین طبیعت شریف اونکی اور
اعز علوم ہو اس فن کیطرف متوجہ ہوکر کتب درسیہ اس فن کی حکیم صادق علیخان ولد اعظم انکا حکیم شریف خان سے
تحصیل کی اور شوق نسخہ نویسی اور معالجہ مرضا کی حاذق الملک حکیم احسن اللہ خان کی خدمت مین بہم پہونچائی چونکہ انکو
حاذق الملک موصوف سے قرابت قریبہ بھی تھی انکی تعلیم مین کمال کوشش و سعی کو کار فرمایا یہانتک کہ یہ حضرت شہر
شاہجہان آباد کے مشاہیر اطبا سے ہوگئے اور حضور بادشاہ ظل اللہ سراج الدین بہادر شاہ سے خطاب عضد الدولہ حکیم غلام
نجف خان بہادر پایا اور اب سرکار کمپنی بہادر سے عمدۂ جلیلہ پر واسطے معالجہ مرضا کے مامور ہین راقم انکو بسبب کمال
شفقت اور مخلص نوازی کے اپنے تئین برادر سے زیادہ تصور کرتا ہے اور اکثر اوقات بلکہ جمیع حالات مین اپنی نسبت الطاف
و مرحمت مشاہدہ کی ہے کہ اگر اُسکو قلم بند کرون تو بلا وہ ایک کتاب کا حجم پہونچے واقعی مروت جبلی اور الطاف طبعی ایک امر خداداد ہے
جسکو دیا اور جسکو عطا کیا کسی کے بانٹے نہین آیا انکے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ حیز تحریر سے خارج ہین شاید
قدرت الٰہی ہے ایسا دست شفا نہین دیکھا کہ وہ امراض جنکو لا دوا علاج کہتے ہین اندک توجہ اور تھوڑے سے التفات مین
اسطرح سے زائل ہوگئے کہ پھر تمام عمر اُس بیماری کا نام و نشان باقی نہین رہا مردم روزگار مردہ پسند ہین کہ ایسے طبیب
حاذق اور حکیم دانا کے ہوتے بقراط اور سقراط کا نام لیتے ہین وہ بھی اگر اس زمانہ مین ہوتے تو اس حکیم با فرہنگ کے مجربات کو
سرمایہ اپنے کمال کا ٹھہراتے اور اسکے قوانین علاج کو اپنا دستور العمل مقرر کرتے ادنے نسخہ نویس اسکے مطب کا علوی خان کے
نسخے پر حرف رکھ سکتا ہے اسکے ہاتھ سے خاک کی چٹکی حکم اکسیر کا رکھتی ہے اور اسکی زبان سے نفرین خاصیت نفس عیسی کی
ہرچند جی چاہتا ہے کہ اسکے محامد و مناقب کو جہانتک زمانہ مساعد ہو بیان کیے جاؤن لیکن قلم شکستہ زبان کو

طاقت نہیں کہ اسکا عشر عشیر بھی لکھ سکے

حکیم صادق علی خان

حکیم حاذق فطنت شش طبیب عیسوی روش سرگروہ کملائے زمان حکیم صادق علی خان ولد سرآمد حکما گروہ کا حکیم شریف خان
آج اس کمالات ظاہری و باطنی کا جامع عرصہ روزگار میں جلوہ گر نہیں علم عمل کے ساتھ اس بزرگ بلند فطرت کی ذات
میں جمع ہی انکے والد ماجد اپنے عصر میں سرآمد حکما اور سرحلقہ اطبا تھے آجتک انکے کمالات کا شہرہ گنبد دوار میں ازبس
بلند ہی جالینوس و ارسطو کا غلغلہ اسکے سامنے ایسا ہی جیسا طوطی کی آواز نقار خانے میں ۔ اور فی الحقیقت اس روزگار
کے اکثر اطبائے نامی انھیں کی نسبت شاگردی سے سرمایہ اعتبار کا رکھتے ہیں ۔ جو کہ اچھوں سے اچھے ہی ہوتے ہیں
حضرت ممدوح بھی اپنے زمانے میں یکتا اور بے مثل ہیں نہ انکے علم کی صفت زبان قلم پر آسکتی ہی اور نہ انکے عمل کی تعریف
اندیشہ میں سما سکتی ہی سارے زمانے کے کملا کو جبکہ خاندان کی نسبت شاگردی سے فخر ہو اُنکی تعریف اسیقدر کافی ہی

حکیم امام الدین خان

قطع نظر کمالات طبی سے جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول درس ویسا ہی نبض شناسی ایسی ہی اگر بالفرض
انقلاب روزگار سے تمام عالم سے نسخ معتبرہ گاؤ خورد ہو جاویں اور سارے جہان سے کتب سلف دریا برد ہو جاویں
اس سرگروہ ارباب فضل کے حافظہ کی مدد سے پھر کتب خانہ روزگار کا معمور ہو سکتا ہی ۔ حرکت نبض موج سے گردش گرداب کو
معلوم کیا اور رگ ابر نیسان سے استسقائے صدف کو دریافت صنوبر علاج خفقان کے واسطے ان سے رجوع لاتا ہی
اور گل نرگس چارہ یرقان ان سے چاہتا ہی ۔ انکے بزرگان والا نژاد کو سرکار بادشاہی سے مناصب ارجمند اور
مراتب بلند عطا ہوتے رہے ہیں اور یہ بھی حضرت جہانبانی کیطرف سے عمدہ طبابت پر مامور ہیں۔

حکیم غلام حیدر خان

ارشد تلامذہ حکیم شریف خان سے ہیں مقامات کتب طب موافق زعم راقم کے جیسے انکی خدمت میں حل ہوتے ہیں
تا غالبہ یون ہی کہ اس جزو زمان میں اور کہیں نہ ہوتے ہوں خدمت اساتذہ کرام مثل مولانا مخدومنا مولوی عبدالعزیز
دہلوی اور مولوی رفیع الدین اور مولوی عبدالقادر صاحب ارفع اللہ درجاتہم سے سالہا سال استفادہ کیا
اور انواع فیوض حاصل کیے شفا کو کامل انکو دست حق پرست میں ودیعت ہی راقم کو حضرت موصوف کیخدمت میں نسبت شاگردی حاصل ہی

حکیم نصر اللہ خان

علوم متداولہ مثل منطق اور معانی و فلسفہ ہیئت و ہندسہ کے حضرات ثلثہ یعنی مولوی عبدالعزیز اور مولوی رفیع الدین

اور مولوی عبد القادر صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت سراپا برکت سے حاصل کیے اور علم طب کو احکم الحکما حکیم شریف خان مرحوم و مغفور سے تحصیل کیا۔ کتاب دانی و حدس صائب اور مرض شناسی میں بے مثل و مانند ہیں۔ رسائل متعددہ بحران اور دریافت مزاج نسخہ مرکبہ وغیرہ میں تصنیف کیے ہیں اُن رسائل سے اُنکے تبحر کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اوائل حال میں نواب فیض محمد خان رئیس جھجر کی سرکار میں عہدہ طبابت پر مامور تھے بعد اُسکے اور عمدہ ہاے روزگار کی سرکار میں منسلک رہے۔ اب پھر بنظر قدامت کے نواب عبد الرحمن خان رئیس جھجر کی خدمت میں جو نواب مغفور کا نبیرہ اور جھجر کا مسند نشین ہے اسی عہدہ سے سرفراز ہیں۔

حکیم فتح اللہ خان

کہین برادر حقیقی حکیم نصر اللہ خان صاحب کے ہیں تحصیل فن طب حکیم صاحب موصوف کی خدمت سے کی ہے اور اس فن میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں بہت مدت سے نواب اکبر علیخان رئیس پٹودی کی سرکار میں عہدہ طبابت پر مامور ہیں

حکیم پیر بخش خان

صاحب ذہن رسا خداداد و فطرت والا حکیم پیر بخش خان حضرت بادشاہ خلد آرامگاہ محمد اکبر شاہ کی پیشگاہ عنایت سے بخطاب حکیم دوران مخاطب ہیں سلسلہ نسب کا اُنکے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے طرف والدہ سے اور حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک طرف والدہ منتہی ہے۔ اگرچہ وطن آبا و اجداد کا شہر تھانیسر ہے لیکن اُنکا مولد و مسکن یہی خاک پاک ہے یعنی حضرت شاہجہان آباد حرسہا اللہ عن الفساد تحصیل علم طب حکیم نصر اللہ خان سے اور مشق نسخہ نگاری اور معالجہ مرضی حکیم احسن اللہ خان کی خدمت میں کی اور اس فن میں دستگاہ کامل بہم پہونچائی راقم کے ساتھ رابطہ محبت کا برادرانہ مسلوک رکھتے ہیں نہ اُنکے خلق کی صفت بیان میں آسکتی ہے اور نہ کمال کی تعریف لکھی جاسکتی ہے ایک عرصہ دراز سے نواب بہادر جنگ رئیس بہادر گڈھ کی سرکار میں عہدہ طبابت پر مامور ہیں اور اس نواح میں اُنکا وجود غنیمت ہے وہان کے لوگونکو آنکی ذات سے وہ منافع حاصل ہیں جو نفس عیسوی سے بھی متصور نہون

حکیم حسن بخش خان

سرگروہ کملا سے شہر زبدۂ افاضل دہر اسوۂ دانشمندان زمان حکیم حسن بخش خان وطن اُنکے آبا و اجداد کا شہر تھانیسر اور مولد و مسکن اُنکا شہر شاہجہان آباد جمیع فنون اور علوم میں مثل معقول و منقول و حکمت و ہندسہ و ہیئت مہارت تمام رکھتے تھے اور کتب طبیہ بسبب کمال حافظہ کے قانون سے قانون شیخ الرئیس تک بلا تشبیہ مثل عبارت قرآن مجید از بر و یاد تھیں علم عقلیہ کی معاونت سے کسیکو معاصرین سے اُنکے ساتھ یارا ے مناظرہ نہ تھا۔ بارہا مشاہدہ ہوا

کہ عین مجلس میں اس زبدۂ ارباب کمال کا ہنگامۂ گفتگو گرم ہوا تمیع حضار مجلس مثل تصویر کے ساکت اور صامت رہ گئے اوائل حال میں نواب فیض محمد خان رئیس جھجر کی سرکار میں منسلک رہے اور اس رئیس کی وفات کے بعد چندے خانہ نشین اور بعد اسکے حضور سراج الدین بہادر شاہ میں صاحب عالم مرزا فخر الدین بہادر کی سرکار میں عہدہ طبابت پر مامور ہوئے دو تین سال کا عرصہ گذرا تھا کہ جہان فانی کو وداع کیا

حکیم غلام حسن خان

برادر حقیقی حکیم غلام حیدر خان موصوف بصفات کمال کتب طبیہ میں مہارت تام اور علاج معالجہ میں دستگاہ تمام رکھتے تھے تحصیل فن طب حکیم شریف خان کی خدمت سے کی تھی ایک عرصہ چند سال کا ہوا کہ اس جہان سے عالم باقی کیطرف راہی

حکیم محمد یوسف خان

فرزند ارجمند حکیم غلام حسن خان کے کتب درسیہ سے فارغ اور فن طب میں مہارت تمام رکھتے ہیں باوجود اس کمالات کے اخلاق پسندیدہ میں یگانۂ روزگار ہیں۔

حکیم عبد الحکیم معروف بہ آبو خان

برادر حقیقی حکیم یوسف خان کے کتب درسیہ کو نہایت تحقیق و تدقیق سے آخون شیر محمد کی خدمت میں اور کتب طبیہ کو اپنے والد ماجد سے تحصیل کیا معالجہ انکا اکثر معاصرین پر فائق ہے اور باوجود کمالات ظاہری اور باطنی کے دستگاہ اخلاق کو ایسا وسیع کیا ہے کہ اسکا کچھ بیان نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکو دست شفا ایسی عنایت کی ہے کہ جن بیماروں کے علاج سے سب عاجز ہو رہے ہوں انکو باذن اللہ شفا پاتے ہیں

ذکر علمائے دین رضی اللہ عنہم اجمعین

جناب مولانا مولوی شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز

اعلم العلما افضل الفضلا اکمل الکملا اعرف العرفا اشرف الافاضل فخر الاماجد و الاماثل رشک سلف و داغ خلف فخر المحدثین اشرف علماء ربانیین مولانا و بالفضل اولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ العزیز ذات فیض آیات ان حضرت بابرکت کی منبع فیوض کسبی و وہبی اور مجموعۂ فیض ظاہری و باطنی تھی اگرچہ جمیع علوم مثل منطق و حکمت و ہندسہ و ہیئت کو خادم علوم دینی کا کر کے تمام ہمت والا نہمت کو تحقیق غوامض حدیث نبوی و تفسیر کلام الٰہی اور اعلائے اعلام شریعت مقدسہ حضرت رسالت پناہی میں مصروف فرماتے تھے اور سوا اسکے جو کہ جلا سے آئینۂ باطن صیقل عرفان و القان سے کمال کو پہنچی تھی طالبان صادق بنیاد کی ارشاد و تلقین کیطرف توجہ تمام تھی اسپر بھی علوم عقلیہ میں سے کون سا علم تھا کہ اسمیں یکتائی اور یکہ فنی نہ تھی علم انکے خاندان والا دودمان میں بطناً بعد بطن اور صلباً بعد صلب اسطرح

چلا آتا ہو جیسے سلطنت سلاطین تیموریہ کے خاندان مین ۔ چودہ پندرہ برس کی عمر مین اپنے والد ماجد اشرف الاماجد عمدہ علماے
حقیقت آگاہ شاہ ولی اللہ قدس سرہ کی خدمت مین تحصیل علوم عقلی و نقلی اور تکمیل کمالات باطنی سے فارغ ہوئے
تھے اسکے چند مدت کے بعد حضرت شاہ موصوف نے وفات پائی اور آپکی ذات فائض البرکات سے مسند خلافت نے
زینت و بہا اور وسادۂ ارشاد و ہدایت نے رونق بے منتہا حاصل کی کیونکہ مولانا رفیع الدین اور مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ
علیہما کہ مین برادر حقیقی آپ کے جنکا ذکر بعد اسکے بتفصیل آئیگا والد ماجد کے روبرو سن صغیر رکھتے تھے تمام علوم اور فنون
کو انہین حضرت کی خدمت مین کسب کیا ۔ علم حدیث و تفسیر بعد آپکے تمام ہندوستان سے مفقود ہو گیا ۔ علماے ہندوستان
کے خوشہ چین اسی سرگروہ علما کے خرمن کمال کے ہین اور جمیع کملا اس دیار کے چاشنی گرفتہ اسی زبدۂ ارباب حقیقت کے
مائدۂ فضل و افضال کے ۔ یہ آفت جو اس چند روز مان مین تمام دیار ہندوستان خصوصاً شاہجہان آباد حرسہا اللہ
عن الشر والفساد مین شامل ہوا ہے وبالی کے عام ہو گئی ہی کہ ہر عامی اپنے تئین عالم اور ہر جاہل آپ کو فاضل سمجھتا ہی
اور فقط اسی پر کہ چند رسالے مسائل دینی اور ترجمہ قرآن مجید کو اور وہ بھی زبان اردو مین کسی نے استاد سے یا
کسی سلے اپنے زور طبیعت سے پڑھ لیا ہی اپنے تئین فقیہ و مفسر سمجھ کر مسائل و وعظ گوئی مین جرات کر بیٹھا ہی آپکے ایام
حیات تک اسکا اثر نہ تھا ۔ بلکہ علماے متبحر اور فضلاے منقح المرام باوجود نظر غایر اور احاطۂ جزئیات مسائل کے جب تک اپنا
سمجھا ہوا حضرت کی خدمت مین عرض نہ کر لیتے تھے اسکے اظہار مین لب کو وا نکرتے تھے اور اسکے بیان مین زبان کو جنبش نہ دیتے
تھے حافظہ آپکا نسخہ لوح تقدیر تھا بارہا اتفاق ہوا کہ کتب غیر مشہورہ کی اکثر عبارات طویل اپنی یاد کے اعتماد پر طلبا
کو لکھوا دین اور جب اتفاقاً کتابین دستیاب ہوئین تو دیکھا گیا کہ جو عبارت آپ نے لکھوا دی تھی اسمین من او عن کا
فرق نہ تھا باوجود اسکے کہ سنین عمر شریف قریب اسی کے پہونچ گئے تھے اور کثرت امراض جسمانی سے طاقت بدن
مبارک مین کچھ باقی نہ رہی تھی خصوصاً فاقت غذا سے لیکن برکات فیض باطنی اور حرارت قواے روحانی سے تفصیل
مسائل دقیق اور تبیین دقائق یقینی پر مستعد ہوتے تو ایک دریاے ذخار موج زن ہوتا تھا اور فرط افادات سے حضار کو
حالت استغراق بہم پہونچتی تھی اوائل حال مین فرقۂ اثنا عشریہ نے سر شورش کو بلند کیا اور باعث تفرقۂ خاطر بال اہل
سنت کے ہوئے ۔ حضرت نے بسبب التماس طالبین کمال کے کتاب تحفۂ اثنا عشریہ کہ غایت شہرت محتاج بیان نہین ہے تالیف
و صرف اوقات دیگر ۔ باین کثرت ضخامت تصنیف کی کہ ہر طالب علم بے مایہ بھی علماے شیعہ کے ساتھ مباحثہ و
مناظرہ مین کافی ہو گیا ۔ ثقات بیان کرتے ہین کہ آپ تصنیف کے وقت عبارت اس کتاب کی اسطرح سے زبانی
ارشاد کرتے جاتے تھے کہ گویا از بر یاد ہی اور حوالہ کتب شیعہ کے جنکو علماے فرقہ مذکور نے شاید بجز نام کے

...انہ ہو گا باعتبار حافظہ بیان ہوتے جاتے تھے اور اسپر متانت عبارت اور لطائف و ظرائف جیسے ہیں ناظرین پر ہویدا ہیں یہ امور جو آپ سے ظہور میں آتے تھے مجال بشر سے باہر ہیں ہفتہ میں دو بار مجلس وعظ منعقد ہوتی تھی اور شائقین صادق العقیدت و صافی نہاد خواص و عوام سے مور و ملخ سے زیادہ جمع ہوتے تھے اور طریقہ رشد و ہدایت کا استفاضہ کرتے سنہ بارہ سو انتالیس ہجری میں اس جہان فانی سے سفر آخرت کو اختیار کیا بعض موزون طبعیان نے دو تین قطعہ تاریخ وفات میں موزون کیے ہیں انمین سے ایک قطعہ لکھتا ہوں قطعہ حجت اللہ ناطق و گویا شاہ عبد العزیز فخر زمن روز شنبہ و ہفتم شوال در میان بہشت ساخت وطن مہر نصف النہار در عرفان مثل مہ نیز در فن ازمہر لطف و علم تاریخش رضی اللہ عنہ گفت حسن زبان عربی میں نظم و نثر نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ ریختہ کا سا عدن سلک ان حضرت سے بہت یادگار ہیں اگرچہ وہ نثر عربی جسکو آپ نے دل لگا کے لکھا ہے راقم کو دستیاب نہیں ہوئی مگر دو چار رقعے جو آپ نے قلم برداشتہ نہایت سرسری طور پر لکھ دیے تھے ہاتھ لگے ہیں ایک رقعہ تیمناً لکھ دیتا ہوں اور اگرچہ نظم آپ کی دفتر دفتر ذخیرہ ذخیرہ ہے لیکن احترازاً عن الاطناب دو قطعوں پر کہ حضرت شاہجہان آباد کی تعریف میں اور شیخ احمد عرب کے مناقب حیدریہ کی تقریظ میں لکھے تھے انھیں پر قناعت کرتا ہوں

رقعہ عربی

سلام علیکم قد قرأت کتابکم
لقرة عینی فاق فضل خطابکم
فقلت تقلب نحانشیع مستفرع
لیفنا عقد ربنا فی لبیکم ولبابکم
و فتح الواب الکمال تیمنا
فقیما یکون ذہابکم وایابکم
وقد لاح بالبشری من بشارة
اردت صلات النظم لکن نفیسه
والنفس ما عندی وجاء لبابکم
لیعطیک فی الدارین خیرا عطیة
ولیصرف عنک السوء ما بہا بکم
ویعطیک الرحمن مثل وریه
بخیر الدین والدنیا وحسن مآبکم
جزاک اللہ عنی ثیب شبابکم

وبعد فقد وصل الینا کتابکم مرة بعد اخری وکرة بعد الاولی و کان فیه عدم استفسار الکلی بقرة عینی فانه وجد مما عوض خوا طری عزلا اللہ سبحانه ان یشفیها عاجلا کما لا معلوم ان اخوانکم کلهم فیهم مادة سوء القنیة کانت تعلیم فی ایام الصبا فلما کبروا ازالت عنهم و ما بقیت لاحد منهم الا وقد او حیث ان یمشی بین آخرین ویبادی بین الرجلین یستحیل لمادة المترابیة و نزول اخلاط الموروثة هذا البدیر کثیرا ما یقع فیه زیادة بینة عاجلة ینبغی ان یراعی هذا الامر حیثما امکن و انما یستعمر و اللہ هو الشافی و تقیر شفی السلام اخوانکم کلهم و والدکم الماجدة و خوانکم و تقیر الشیخ محمد امیر بعد السلام ان فی قدم و الدکم تشبث شوکة تورمت بها القدم و تقیحت حتی احتاجت الی الشق فشق قدمه و لم تبرا بعد فینتظر لقدومکم فان یکن فیه والا و

قطعة ابیات فی تقریظ المناقب الحیدریة للشیخ احمد ابن محمد الیمنی الشروانی

راحت دریقات ندل تشبرا	علی فضل تحریر الیه نسیبه	ومحمود صدق فی ذوالکمال لطرس تعید	اتی امیر المومنین المؤیده

ولاغرو ان فاہ الکرام بمدحہ ۔ اذ الفضل محمود ومنشیہ احمد
لہ قدم فی النثر عالی وان ابوا ۔ علیہ براہین البراعة تشهد
وفی نظمہ لطف وحسن سلاسة ۔ یذل لدیہ کل نظم ویسجد
قوام علی مر الدہور علاوہ ۔ یزید علی الاکیاس طرا ویزید

عدة ابیات فی وصف الدہلی۔

یا من یسائل علی دہلی ورفعتہا ۔ علی البلاد وما حازتہ من شرف
ان البلاد واتا دونہا سیدة ۔ وانہا دُرّةٌ والکل کالصدف
فاقت بلاد الوری عزا ومنقبة ۔ غیر الحجاز وغیر القدس والنجف
سکا منہا جبال الارض قاطبةً ۔ خلقاً وخلقاً بلا عجب ولا صلف
بہا مدارس لو طاف البصیر بہا ۔ لم ینفتح عینہ الا علی الصحف
کم مسجد زخرفت فیہا منارتہ ۔ لو قابلتہ شموس الضحی لکسفت
ولاغرو ان زینت الدنیا بجبہتہا ۔ کم من اب قد علا بابن ذُری شرف
وبار جون جری من تحتہا نحکی ۔ انہار خلد جرت فی اسفل الغرف

جناب مولانا مولوی محمد صدر الدین خان بہادر سلمہ اللہ تعالے۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست یہ رسم ہی کہ جب مداحان ادب سرشت کو ثنائے سخن مین احتیاج ہوتی ہی کہ اپنے ممدوح کیطرف اشارت کرین سخن کو اسطرح پر ادا کرتے ہین کہ ادا فہمان معنی رس انکے مطلب پر پہنچ جاتے ہین اور اگر اس سے زیادہ توضیح کے نیاز مند ہوتے ہین ایسے چند اوصاف حمیدہ اور محامد گزیدہ یاد کرتے ہین کہ سامع کا ذہن اُس برگزیدہ انفس و آفاق کیطرف منتقل ہو جاوے اور غرض اس سے یہ ہی کہ جو جاہ بلند اور مرتبہ ارجمند ممدوح کا مانع ہو اس امر سے کہ اسکے نام والا مقام کو زبان پر لاوین چاہتے ہین کہ حتی الوسع اسکی تصریح کرین اور جو کہ بعض محل کا اقتضا یہی ہوتا ہی کہ اسکے نام نامی و اسم گرامی کو مذکور کرنا چاہیے بمقتضائے الاسماء تتنزل من السماء کے ایسے اکابر عظام اور ایسے عمائد والا مقام کو نام بھی موافق علو شان کے مرحمت ہوتا ہی پس جیسا انکی رفعت جاہ اور والائے دستگاہ اور بلندی قدر و مقدار اور بزرگی شان و اقتدار پر یہ نام دلالت کریگا ان صفات سے ایسی کون سی صفت ہی کہ اسکے قائم مقام ہو سکے ایسا اعطے حق جل و علی بھی کبھی اپنے نام پاک کو صریح یاد فرماتا ہی ورنہ بمقدار اول از راہ ادب کے طریقہ صفات مین رکھا ہوتا ہی اور چونکہ اس سر تا سر اخلاق پسندیدہ کے اوصاف حمیدہ حد تحریر اور اندازہ تقریر سے متجاوز ہین عنان ادب کو ہاتھ سے دیکر دست توسل کو ذیل اسم سامی مین متشبث کرتا ہی کہ ایسے نام کا لینا گویا صفات غیر متناہیہ کا حصر اور دریا کو کوزے مین بند کرنا ہی سو چنانچہ کہ مولانا سے قوام

آغاز مدح

اکمل کملائے روزگار افضل فضلائے ہر دیار حاکم محاکم جاہ و جلال متکی ارائک اقبال کلید در دائرہ علم لوح طلسم حلم عالم محقق مجتہد مدقق سر جملہ علمائے متالہین رافع مناقشات حکما و متکلمین مجبول بفصل خصومات اعدل تفصیل مقدمات محیط

تجلی آئینہ تدبیر ناظر صدور تقدیر نخلبند حدائق فضل و افضال مظہر صفات جلال و جمال جامع محاسن صوری و معنوی مستجمع کمالات ظاہری و باطنی کاشف دقائق معقول و منقول واقف حقائق فروع و اصول توانگر صورت و درویش سیرت انسان پیکر ملک سیرت مرجع آسا رب جہان و جہانیان مولانا مخدومنا مفتی محمد صدرالدین خان بہادر قلم کو کیا طاقت کہ انکے اوصاف حمیدہ سے ایک حرف لکھے اور زبان کو کیا یارا کہ انکے محامد پسندیدہ سے ایک لفظ کہے قطع نظر اس سے کہ اس زبدۂ جہان و جہانیان کی صفات کا احصار محالات سے اور کمالات کا حصر مرتبۂ متعسرات سے ہے جسوقت قلم چاہتا ہے کہ کوئی صفت صفات مین سے لکھے یا زبان ارادہ کرتی ہے کہ کوئی مدح مدائح مین سے کہے چونکہ ہر صفت قابلیت اول لکھنے کی اور ہر مدح لیاقت پہلے بیان کرنیکی رکھتی ہے بہت تاب ہی عقدہ بند زبان تحریر اور گرہ لسان تقریر رہتا ہے کہ کون سے صفت سے آغاز اور کون سی مدح سے ابتدا کرے شعر مجلس تمام گشت و بپایان رسید عمر ۔ ما ہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم ۔ بے شایبۂ تکلف و بے آمیزش مبالغہ ایسا فاضل اور ایسا کامل کہ جامع فنون شتی اور مستجمع علوم جیسے متنہا ہو اب سوا اس سرگروہ علما سے روزگار کے بساط عالم پہ جلوہ گر نہین ان حضرات کی طبع رسا شکل رابع سے پہلے اس سے نتیجہ حاصل کرتی ہے کہ بدیہی الانتاج سے ارباب فہم و ذکا اور ناخن فکر عقدۂ لا ینحل کو پہلے اس سے وا کرتا ہے کہ گرہ حباب کو انگشت موج دریا ۔ فہمی اس درجہ کہ فراست و ذکا سمجھ لیا کہ زبان سوسن نے کیا کہا اور رمز شناسی اس مرتبہ کہ واقعی معلوم ہو گیا کہ نگاہ نرگس نے کیا اشارہ کیا اگر انکا حدس صائب صحیفۂ گل پہ تفسیر نہ لکھتا بلبل ابھی مہمل رہتی اور اگر انکا فکر رسا سطر شمشاد کے معنی نہ بیان کرتا قمری ہیچ خوان مہمل انکی وقت طبع اور حدت فہم کے سامنے لالہ کے داغ دل اور سنبل کی پریشانی اور ارغوان کے جگر خونی کی وجہ مضمون پیش پا افتادہ ہے اگر انکی رائے روشن نجوم تا ہو فقط ہو ہو مہ کو اشارہ انگشت سے تقسیم کرے اور جز و لا یتجزی کو دو نیم قلب المومن عرش اللہ گویا انہین کے دل کی شان مین ہے کہ حامل وحی انکے انفاس فیض اقتباس کے واسطے گوش بر آواز رہتا ہے اور لی مع اللہ ان پر علی الدوام صادق ہے کیونکہ کوئی وقت ایسا نہین ہے کہ جبرئیل بارگاہ قرب الٰہی پر دیر تک اجازت بار کا منتظر رہے راہ حق مین تیز رو اور مسالک دنیا مین کاہل کوش لیکن تونگری ظاہری و درویشی معنوی کی پردہ پوش ہے با کسانیکہ راہ خدا داشتند ۔ چنین خرقہ زیر قبا داشتند ۔ اگر مولوی جامی زندہ ہوتے یہ بیت بیت چو فقر اندر لباس شاہی آمد ۔ بہ تدبیر عبید اللٰہی آمد ۔ سوا اس برگزیدۂ انفس و آفاق کے اور کسی کی شان مین نہ کہتے جو کہ ارباب معنی پر یہ بات ظاہر ہے کہ لباس فقر مین مصروف طاعت ہونا اور گوشۂ خلوت کو واسطے فراغ عبادت کے اختیار کرنا موجب شہرت ہے اور صیت بلند بسبب کثرت اہل دنیا کے اس شغل اہم سے باز رکھتی ہے لباس اہل ظاہر کو اختیار کیا اور از بسکہ احقاق حق اور فریاد رسی عباد اور عدل و انصاف افضل عبادات ہے منصب صدارت کو اپنے ذمہ پہ لیا سبحان اللہ کیا طریقہ داد ہے اور کیا سررشتۂ انصاف ہے کہ نوشیروان

انکے دیوان عدالت مین عہدہ پیشکاری کے لائق بھی نہین سمجھا جاتا باقی رہا عدل عمر میان بسبب ادب کے کچھ نہین کہا جاتا شکر کہ ظاہری سے انکے در بارمین دار اگو گنار نہین اور جلالت باطنی سے انکی خلوت مین فرشتے کو بار نہین باوجود ان مراتب بلند اور اس منصب ارجمند کے خلق محمدی اختیار کیا ہی کہ افادہ علوم اور افاضت مسائل دین کے وقت ہر ادنی کو انجاز سخن ہی بمفحواے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے موزونی سخن کی طرف بھی متوجہ ہوکر نظم و نثر مین اوقات شریف کو مصروف فرماتے مین تری امت خاتم المرسلین اس جگہ بقدر گنجایش کاغذ کچھ نظم اور کچھ نثر آپ کا درج کتاب کرتا ہون تاکہ معلوم ہو کہ فصاحت و بلاغت کو کیا رتبہ عطا کیا ہی۔

دیباچہ رسالہ لا تشد الرحال

الحمد للہ الذی جعل البیت امنا و مثابۃ للناس اجمعین وجعلہ ہدی ومبارکا للعالمین ۞ وفضل المدینۃ علی سائر البلاد وشرفہا بحلول خیر العباد وجمع لہا بین طرفی الفضل والفضیلۃ وہی تنفی الناس کما ینفی الکیر خبث الحدید بہا روضۃ من ریاض الجنۃ والنزول فیہا من المأثم جنۃ ۞ وشرف بیت المقدس وبارک حولہ واشہر بین الناس مجدہ وطولہ وجعلہ مہبط الوحی ومتعبد الانبیاء ومستقر عبادۃ المکرمین والصلحاء وفضل المساجد الثلثۃ علی سائر العالم وعظمہا وکرم فضائلہا واجل ان تحد وتعد او تحصر بکلام او تحصی بنظام تشد الرحال الیہا من کل بلدۃ وقریۃ وفلاۃ ۞ والصلوٰۃ فیہا بمائۃ الف او الف او خمسمائۃ صلوٰۃ والصلوٰۃ علی سیدنا محمد الذی ہو افضل من کل راکع وساجد وعلی آلہ واصحابہ الطاہرین العزا لا ماجد یا ذکرا لمسجود فی المساجد ورضوان اللہ علی المتقین باثارہم الذین بذلوا جہدہم فی استنباط الاحکام وتحقیق عقائد الاسلام وقطعوا علی تمہید اصولہا وقوانینہا وتلخیص مجملاتہا وبیان تفاصیلہا وابرموا قواعد الدین وشیدوا ورفعوا مبانیہا وشیدوا وارشدوا المسترشدین بالایضاح الحجۃ والزموا المعاندین باقامۃ الحجۃ وحفظوا قواعد الشریعۃ الحنیفیۃ السمحۃ البیضاء من ان تتزلزل لہا شبہۃ اہل البدع والاہواء شکر اللہ سعیہم واعاد الینا نفعہم ۞ اما بعد فیقول العبد المستکین محمد صدر الدین وفقہ اللہ للعمل فی یومہ لغدہ قبل ان یخرج الامر من یدہ ان العلم فی ہذا الزمان قد اندرس آثارہ وسقط عن القلوب محلہ ومقدارہ ونضبت انہارہ وقلت اشجارہ وثمارہ وتکدر ہواؤہ واظلم فضاؤہ وتغیرت خضرتہ وتبدلت نضرتہ وذہبت طراوتہ وبہجتہ ونداوتہ وغربت شموسہ واقمارہ وولت اصحابہ وانصارہ وافلت ثوابتہ وسیارہ ورحلت اخبارہ واخیارہ حتی صار الیوم غریبا فاضحی وفقہاؤہ افنیا فاضحی العالم مغلوبا والجہل مطلوبا والنقص کمالا والحمق جمالا والکمال وبالا والحکمۃ ضلالا والعقل فضولا والہزل مقبولا والبدعۃ سنۃ والضلالۃ حکمۃ وانصرفت الہمم عن تحصیل الحق بالتحقیق وزلت الاقدام عن سواء الطریق بحیث لا یوجد راغب فی العلم ولا خاطب للفضیلۃ وصارت الطبائع کانہا مجبولۃ علی الجہل والرذیلۃ ما بقی من العلم الا

الاسم ولا من الدين الا الرسم والا الذين يتشبهون بالجسامة بالعلماء وهم في غير هذه البلدة فاكثرهم كالترى بالحلى قلوبهم الغفلة
فالبكا ودون يفقدون حديثا او يحسدون الناس على ما آتاهم الله من فضله فانوا جارهم واعرضوا من الحق كفروا به وارادوا البيت [illegible]
طائفة منهم يضيعون الاعمار ولا يستفيدون بالانوار فيحسبون انهم يحسنون صنعا وغاية ما ينتهي اليه نظرهم هو النقل عن الكافي
والكفاية من غير التفات الى دراية واستبصار في رواية والقواشر اشرهم على تصحيح الروايات من الفتاوى غير [illegible]
والنقل من شخص معين او مجهول من غير ان يخطر ببالهم التفحص عن الادلة والاصول ولم يعلموا ان الذاهل عنه كبان يحكي غير
اساس او اسيل عما هو عليه لم يقدر على ايراد حجة او قياس فيا حسرة على ابناء الزمان انهم قد اتخذوا ظهريا ما عليه هو الا
شيا [illegible] المختار عند جماعة منهم الاخذ بالقول المرجوح الذي لا يغني من جوع ولا ينفع من لوح ومنهم من يتمسك برواية
فقهية نادرة فيه زعما منهم ان لكل جانب لذة كل يفضي [illegible] الطعن في الائمة المجتهدين بل [illegible] القدح في الاولياء
المقربين الصراط المستقيم والحلي باقدامهم واساسهم وان [illegible] لا يهتدون الى طريق الحق بل يترددون في
تقليد ابائهم ولا دليل وهم اضلوا كثيرا وضلوا عن سواء السبيل ومنهم يقلدون آباءهم فهم على آثارهم مقتدون اولو كان
آباؤهم لا يعقلون شيئا ولا يهتدون وبعضهم يستنبطون الاحكام عن الاحاديث والقرآن ولا يعلمون شيئا من [illegible] الاسلام
وهم اذا وقعوا في معضلة عميا وخبطوا فيها خبط عشواء والذين هم عاشون عن الاتباع والتقليد يقولون ان هذا ليس [illegible]
واذا رجعوا الى [illegible] يقبلون قولهم بلا حجة ولا دليل ولقد من الله سبحانه على هذه الامة بوجود العلماء في كل عصر
الذين جدوا في العلم [illegible] وبذلوا [illegible] الاصابة [illegible] وصرفوا في تحصيل العلوم اعمارهم واحيوا [illegible]
لياليهم ونهارهم فالفوا وافادوا وصنفوا واجادوا وافضلوا لمن [illegible] الحق [illegible]
القوم الذين لا [illegible] اليهم ولا [illegible] قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون وكفى [illegible]
على غواية كبرائهم انهم جوزوا السفر الى زيارة قبور الانبياء والاولياء متمسكين بحديث لا تشد الرحال [illegible]
[illegible] عن الضلال [illegible] تفرق البال وتشتت الحال فضاعت اعمارهم [illegible] من الحق المبين [illegible]
هو المسئول ان يوفقنا للصدق والصواب ويصون عقولنا عن الزيغ والارتياب ويجعلنا ممن شرح بالحق صدرا [illegible]
في فتح باب الاشكال فرفع قدره هو على ما يشاء قدير وبالاجابة جدير

اشعار عربی

وكنا كغصني بانة [illegible]	على دوحة حتى [illegible]	[illegible]	[illegible]
سليمين من خطب الزمان [illegible]	[illegible] من قول الحسود [illegible]	[illegible]	[illegible]

عفا الله عنه ابجد شاه فانی	غفلت زا العهد القدیم ضیوا	

نثر فارسی

زہی منت بخت بیدارم کہ من ہیچ در حساب نا کرده چون حرف باطل نغلطم بزبان گوہر فشان ہمی گذشت از ز دستانی
بی اعتباری برآورده روشناس شهرستان صحبت خطاب گردانید و از نشیب گاه فراموشی بالا داده و بر فراز
والا پایگی یاد آوری رسانید یاوری طالع را گذری بسر وقت بیدلان افتاد که در گردان بزم دلفسردگان راکه
چون غبار شکسته در کناران راه نتوانستندی یافت از رہ سپری وادی بی آرامشی رہانیده از نزدیکی بیابان حضور گزیده
سامان فراہم داد کاروان نسیم مصر در بیت الحزن بار اقامت برکشاد و ساربان زمام ناقهٔ لیلی را بکف اختیار قیس شکسته
پا داد قطره ام دریا شدیم کیمیا خزینه گوہر خار خشک گل تر شاخم رو کش روز بازارم رشک نوروز عروس دوا کردم توتیا خوشه ام
خرمن سبزه ام چمنی یاسم امید هم خیز الم بہار جاوید گردید پیشم را بانبی طالع امر را ارجمندی بخشیم را سحر نفسیم را اثر سر افگندیم را سرفرازی
شکسته خاطرم را دلنوازی پدید آمد ہمانا ہمایون فال طائر سایهٔ اقبال گسترده که خطاب سلیمان بموری ناتوان رسانیده
و زبان حال را بردان پرور کرد انی القی الی کتاب کریم گویا ساخت سراپای دل را شگفتگی گشایش رو آورد و تنگناه
سینه را بوالعجب انشراحی فرو گرفت ناظر پریشان را پیرایه فردی جمعیت و پایه خردمندی آرامش حاصل شد نسیم
الطاف قدیم شادابی وزیدن گلشن عاطفت از سرنو شگفت چون از دور افتادگان از یاد رفته و فراموشان را
دل افتاده پرسش بوجهی بسامان بود خاطر حسرت اندوز بگوناگون کامرانیها برآسود و بدیع انبساطی روزی روزگار
اخلاص سرشته گردید پیت نیافت صبحدم آغوش دوست از بهر دوست پیچید که دل از ذکر این پیام گرفته از ان بازکه
بفصل خصومات را بهگرد گرفته انفاس گرامی را بنا بایست داده ام نقوش سخن گذاری و نکته سرائی از ساحت
ضمیرم یکسر قلم سترده و تار عنکبوت نسیان بر زده اباهی سراوقات آن یکسر تنیده آمد در راس المال تخیلات آن که در خزانه
خیال داشتم بتاراج احتیاط مشی از پیست نشان سست فطرت که حفظ ضوابط معمول عدالت را عرش المعرفه بالغ نردی ده
سدرة المنتهای دانش پژوهی شمرده اند داده و افزونی تعلق و فراوانی شغلهای دیگر ضمیمه آن نسبت و دست مایه آسودگی
چندانی بدست نیامده آورده که لختی آئین سخن طرازی و نکته سنجی ایکار برم گرچون آہنگ این صناعت را با گوہرم سرشته اند
گاه گاه چیچ آن تار پود تسبیح این علائق را از هم میگسلانمد و هرگاه بین هدیه نوازادگان طبع از احیای نورانی برفراز اقتباس
منزل میگیرند بچو بلبلی که بوستان سرائی بلبل دیگر در چمن بگوشش آید و آهنگ ناله ساز و بی اختیار لوای بیان خراش
از دفاتر بیان بر میدمد و بسر جوش شوق بیخودی جوش بی ہنگام نازا زجا میرود ہر چند از آشوب درونی دہر دونی سرانجام

سخن را آنچنانکہ باید گذاردہ ام و گزین کارے بسزا برساختہ ام اما فرو ہیدہ فرہنگان انصاف گوہر و سخن سرایان دیدہ وران رام سلۃ الصدر روح دردان توانم فہمید اکنون از حال عم بزرگوار می نویسم شفای ایشان از نادرہ حکمت و اور جہان آفرینست و با چیرہ دستی وران دو دریایست بکار بسیار تحقیقی روی نیاز آورد و بند جلائل نعم الٰہی را دریافتند شرح آن بکالبد گفتار در نگنجد فی الجملہ بسر نوشت آسمانی طیلسان صحت بر دوش گرفتہ روی بہار آوردہ اند و در چہار حراست علی الاطلاق منزل گرفتہ والسلام حررہ محمد صدر الدین ختم اللہ بالحسنی

غزلیات فارسی

آتش عشق فلک در دل و در جانم سوخت
آخر این شعلہ چہ پیدایم و پنہانم سوخت
روز ہجران تو بسوختن مرا صبح وصل
شکر ایزد کہ ز آہ شرر افشانم سوخت
شرر دوزخ ہجران تاب کسی بود بلند
جنت از حسن تو دوزخ از افغانم سوخت
بزم افروز شبستان نشدم آن شمعم
آنکہ یک عمر بساختہ ام آنم سوخت
گو لئیمی کہ ز شرر بادہ و سبز کند

زانکہ از داغ دگر دید کہ نتوانم سوخت
پنبہ مرہم او ہر قیامت باشد
در شب وصل تواند لبش ہجرانم سوخت
رحمت از مہر عذابم کشی ای نار جحیم
چون مقابل شدہ با سینہ سوزانم سوخت
بار آن لب بر خار ست و ہمان بالش گل
بخت خوابیدہ سر خاک شہیدانم سوخت
بر شنگہ کان مست ترسا بچہ در کارم کرد
خاست از ہند سموری کہ گلستانم سوخت
لیکن آزردہ از و جان حسد دانم سوخت

دل ز خوناب جگر سوخت و مژگانم سوخت
عشق آن داغ کہ در سینہ سوزانم سوخت
ہیچ گہ ہیچ جفا پیشہ نپرداخت بکین
کہ سراپای مرا نجات عصیانم سوخت
برگ جمعیت دیوان جزای ہم خورد
سر شور دیدہ من ز آتش یارانم سوخت
دل پر درد چو خوناب جگر سوخت مرا
آتشی بود کہ در خرمن ایمانم سوخت
گر ز آتش سخنی ہیچ کمالم ننزد دیدہ

ولہ

حسن کی راہزن کافر و دیندار شود
پردہ دیدہ ما را بالغ دیدار شود
این شرر شور دہ در صحبت رندان بود
در میان واسطہ ثابت و سیار شود
مست در گوشہ پیمانہ وحدت بودیم
اینچنین ہیچ دری و شدہ دیدار شود

آفت بچہ بالاست بیت زنار شود
ہر داری بر ہم از روی جنون اسرار شود
ہمہ بدست دمی نوعی بیدار شود
ربا از نی زلب حق من سر میرود
کار ما بادہ کشی بود و دگر کار شود
بود سر رشتہ کارم بسر زلف سیاہ

یا در دل کہ جدا از ہیچ پیدا شود
خواہش بوسہ گل از رخنہ دیوار شود
بود از گردش چشم تو گلستان دل ما
لن ترانی ز لب آمد ز طلبگار شود
عشق بی پردہ تماشای جمالش میکرد
رنگ کشاکش سبحہ و زنار شود

شکر سد چو بطوف حرم آورد نیاز
سعی خویش برو اگر بخت مددگار نبود
دل خون گشته مدد کرد و گرنه صد بحر
ورنه آئینه قابل زنگار نبود
از کساد ہنر ست اینکه بهیچم نخرند
چون مرا جوهر صافی ساغر سرشار نبود
از علاج دل بیمار چه باد ست کشید
پیش ازین این روش و شیوه و شغل ...

روی دل جز بطرف خانه خمار نبود
صحبتی بود عجب وش میان من و یار
خرچ یکروزه این چشم تلف کار نبود
سهل و آسان شده امروز ...
جنس تا بود گران ناز خریدار نبود
در دلم آن مژه صد خنجر الماس شکست
گر مسیحا تمنای تو بیمار نبود
آه از خجلت آزرده بیازار جسته را

دست تا بند نقابش به سیاه ندم مردم
صد شکایت بلب در خصت اظهار نبود
گر و غم جز دل ناشاد محل نگرفته
ورنه دشوار تر از ترک وفا کار نبود
لطف ساقی نگه و در چمن آخر کرد
زهر چشم تو بآن گرچه مددگار نبود
طرز آتش سخنی طرح من ایجاد نمود
هیچش از نفس گران مرتبه دربار نبود

ولہ

خواهیم دم دعا بدعا تا گریستن
این درد را نگشته دوا گریستن
پیشش بضبط گریه بگوشم ز رشک غیر
نگریستن بحال من و نا گریستن
بی عندلیب خوش شو و ناله در چمن
باز از چه رو ست از پی طوبی گریستن
ای چشم و علیه ریز ادب را نگاه دار
ای ابر با گریستن ما گریستن
از سوز سینه نعود ندارد کم ...
خوش صرفه برد از لب گو با گریستن
ور عاش بقصر ارم و در غم ...
... جگر قلم آسا گریستن
ای دل غمین مباش بالفت کشیده ...
در بزم او بجای تماشا گریستن

شد بسکه بی اثر بدعا ما گریستن
دل قطره قطره خون شده از چشم ...
هر رحم تا بیاورد او را گریستن
از اشک ریزی مژه خالی نشد دلم
خواهیم در غم زمان به تمنا گریستن
شوید ز دیده لذت خوابی که دیده بود
امیست در مدینه و بطحا گریستن
ابر آب شد ز گریه ام و برق خنده زن
از کاوکاو آن مژه دریا گریستن
طوفان نوح بود حدیثی شنیده که
خنده بچشم شبیه بود با گریستن
موج بزن کتر کم ابر بهار را
با خنده همعنان بود اینجا گریستن
سیراب تازه این غزل کرد گریه ام

سوز دلم نمود دو بالا گریستن
تاراج داد و شعله ما گریستن
چه چو شو سنگدل نتواند شد از دگر
خواهم چو زخم از همه اجزا گریستن
واعظ اگر بیاد قصه گریه نارد ست
بشنفت از آن گرفت زلیخا گریستن
رسوا شدن چو برق بود یا چو شم
اینجا که جمع کشم با گریستن
آدروش به رحم بطرزی که نسیم
چشم ترم نمود ... رسوا گریستن
دل را همیشه خنده من خون کند چو گل
ای دیده تا بجا بود ارا گریستن
یارب نگاه بوالهوس ... که شد مرا
بینم که میرسد بکجا ها گریستن

ای دل بیا کہ خاک کنم ابر و برق را	از تو بجوان تپیدن و از ما گریستن	اشعار تر درین غزل آمد کہ بلطف و اشک
چون چشم من فواقی آن بارگیستن	آزردہ تجھ کا عہدہ عرفی و طالبا	از تو قصیدہ خواندن و زیبا گریستن

غزلیات ریختہ

نالون سے میرے کب تہ و بالا جہان نہ تھا	کب آسمان زمین نہ زمین آسمان مین	مجھسا بھی کوئی عشق مین ہی بدگمان نہین
کیا شکوہ کیا مجھے رنگ خزان مین	جان ہر دل فلک کا میری پیچ کھاتیان	آن ناتوانیون کو پہونچی توان مین
قاتل کی چشم تر نہو یہ ضبط آہ دیکھ	چیون شمع سر کٹی پہ اٹھا بیان دھوان مین	آنکھون نے دیکھ کر تجھے سب اپنا پڑا
کہتے تجھے جو ہیشہ چپن ہی دہان مین	اٹھتا ہون اس سے کچھ مین نکلتا ہو منھ سے کچھ	کہنے کو یہ نہ تو ہیگی زبان اور زبان مین
اے بلبلان شعلہ وہم ایک نالہ دیکھی	گم کردہ راہ باغ ہون یاد آشیان مین	اکثر کر سحر کو سجدہ مستانہ کے سوا
طاقت قبول خاطر پیر فغان مین ہے	مہکا ہوا ہی بیت حزن دیکھتا کوئی	آیا فہیم مصر کا ہو کاروان مین
اس بزم مین مین کون ہی آگاہ وگرنہ	وہان خندہ زیر لب ادھر اشک نہان مین	افسردہ دل مہو در رحمت مین
کس دن کھلا ہوا در پیر مغان مین	لب بند ہو تو روزن سینہ کو کیا کرون	نہتا تو مجھسے نالہ آتش عیان مین
ہر دل تمام نفع ہی سودا عشق مین	اک جان کا زیان ہی سوا ایسا زیان مین	ہر جذب شوق رحم کہ مد نظر ہی یار
جا سکتی وہان تلک نگہ ناتوان مین	کیا کچھ نکہ دکھاؤن پر اک دن سکے واسطے	ملتا بھی ہمکو منصب ہفت آسمان مین
نازو نگہ روش سبھی لاکو ہین جان کے	ہر کون ادا وہ تیری کہ جو بوستان مین	شب اسکو حال دل سے جتایا کچھ اس طرح
ہین لب تو کیا نگہ بھی ہولی ترجمان مین	وہ شاخ نخل خشک ہون کنج باغ مین	تجھے بھی بھول کر بھی جیسے باغبان مین
ملتا تو اپنے غیر سے ہو پھر مصلحت	ہمکو تو سادگی سے تری یہ گمان مین	اچھا ہوا نکل گئی آہ حزین کے ساتھ
اک قہر تھی بلا تھی قیامت تھی جان مین	بیوقت آئی دیر مین کیا شور شین کرین	ہم پیر دیر میکدہ بھی نوجوان مین

آزردہ نے پڑھی غزل اک میکدہ مین کل ٭ وہ صاف تر کہ جیتے ہی پیر مغان مین

ولہ

شب بیہوش گئے یہ دکھا مجھے یاد شراب مین	تھا غرق مین تصور آتش سے آب مین	کیا جانو جوا شر ہی دم شعلہ تاب مین
یہ وہ ہی برق آگ لگا دے نقاب مین	قسمت تو دیکھ کھولی گرہ کچھ تو رہ گئے	ناخن ہمارے ٹوٹ گئے بند نقاب مین
یارب یہ وہ خواب حق مین ہو خواب مرگ ہو	آوے وہ مست خواب اگر میرے خواب مین	حال اس نگہ کا اسکی سراپا مین کیا کہین
اور ضعیف نفس گئی جا شہد ناب مین	ہر وقت آرزو سے عذاب جحیم ہی ٭	ہاتھون لئے پھرے کہو سخن کیا کیا عذاب مین

یارب یہ کس نے چہرے سے اُلٹا نقاب ہے
کچھ گفتگو ہی ٹھیک نہ تھی ایسی بات مین
کیا عقل محتسب کی ہر لایا ہی کھینچ کر
سو جا سے چاک جامہ ہی سوز خلاب مین
ہم جان و دل کو دے چکے موہوم امید
لگتی تھی اک بھنک سے کانونکو خواب مین
کچھ بھی لگی نہ رکھی ڈبو دی رہی سہی
یعقوب کے خیال و زلیخا کے خواب مین
الفت مین اُنکے اب تو ہی جانونکی پڑگئی
ڈوبے تو سو رہے اسی زمزم کے آب مین
تھی جو جہان مین روز ازل جای درد کی
رونیکا مادہ ہی نہین ہر سحاب مین
ہین دو دلون مثل شیشہ پہ سامان شکست
جتنا پڑھے ہم اور پڑے ہی حجاب مین

سو رخنہ اب نکلنے لگے آفتاب مین ؛
خورشید زار ہوئے زمین کے جھلک ذرا
سو وارد ون کو محکمہ احتساب مین
بے اعتدالیان مری ظرف تنگ سے ہین
اب ہر سو ہو ڈبو دی یہ کشتی شراب مین
اُٹھتے ہین صبح کی یہ کہان سرگرانیان
دل کو شہ ڈالتا تھا سوال و جواب مین
تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون نہیں کیا
دل کس شمار مین ہی جگر کس حساب مین
کیا اور ذوق بادہ کشی لیگئی مجھے
آیا پسند دل میرا اُس انتخاب مین ؛
امداد چشم کیا ہو لگی دلکو آگ جب
جیسا ہی میرے دل مین نہین ہی حباب مین
یہ عمر اور عشق ہی آزردہ جاسے شرم

ذکر وفادہ سنتے ہی مجلس سے اُٹھ گئے
سو آفتاب مین تری گرد نقاب مین
کیا پوچھتے ہو چارۂ از خویش رفتگان
تھا نقص کچھ نہ جو ہر صہبا سے ناب مین
آواز صور تیرے شہیدونکی روز حشر
زاہد نے مہر کا جلوہ یہ دیکھا ہی خواب مین
جو دیکھتے ہین اُس سے یہ گذرا کبھو نہین
لکھا ہوا ہی یون تو سبھی کچھ کتاب مین
ہر ہر روئین سے خرقہ کی بہر کو ہی چکان
یہ کم نگاہیان تری بزم شراب مین
اس چشم اشکبار کے کیونکر ہو سامنے
جلنے کے بعد خون نہین رہتا کباب مین
انوار فکر سے ہوا کچھ بھی انکشاف
حضرت یہ باتین کہتی ہین عہد شباب مین

ولہ

حسن کی شان سے ہی یہ رہی مستور نہین
جو کہا کرتے تھے رسوا ترا معذور نہین
لاکھ ہنگامۂ منصور دکھا دین دم مین
ہمکو جز روز سیاہ و شب دیجور نہین
چارہ اب کیا ہو جو ہو نشتر و مرہم یکسان
چارہ جز شعلۂ بیچ خانۂ زنبور نہین
پرزے پرزے نکرو نامہ مرا ان دیکھے
دیکھنا بھر کے کنکھیو نسے بھی دستور نہین

ورنہ ہوتا کبھو یون جلوہ سر طور نہین
ہین تو ہمجنس فراہم ہو سامان طرب
پر ہم افشا سے سر تر بین ہین امور نہین
مژدہ ای چرخ کہ اب میری طرح سے رکھتا
کون سا داغ ہی سینے مین جو ناسور نہین
محتسب کو کیا بیکار تری آنکھون نے
یہ بھی چھاتی سے لپٹتا ہی کہ منظور نہین
دامن اسکا تو بھلا دور ہی ہان دست جنون

عذر کرتے ہی بنی اُنکو بھی جب دیکھا
بزم ماتم سہی گو انجمن سور نہین
خانۂ غیر تجلی کدہ ہو اور نصیب
طاقت اُٹھنے کی ذرا نالہ رنجور نہین
دل یہ رختہ ہی کو آگ لگا دی ہمنے
ایک میخانہ بھی اس دور مین معمور نہین
ہو نیا قاعدہ یہان ذبح کا قاتل کیطرف
کیون ہی بیکار گریبان تو مرا دور نہین

ریختہ یہ ہی کہ جیون آیت محکم ہی صاف
خواہش سلطنت قیصر و فغفور نہین
آستان ہی تری درگاہ وہ تجلی پرتو
خاک درسے تری دریوزہ گر نور نہین
ہون او انظم مین کس طرح مناقب تیرے

معنی و در مین لفظ بھی مہجور نہین
مدد ای پیر تو لطف نبوی کو ای عمل
پہونچے پا سنگ کو جسکی جبل طور نہین
پایۂ عرش پڑھانا تھا وگرنہ یہ نام
سلسلہ یہ تو تناہی ہر وہ محصور نہین
یون خدا کی تو خدائی سے ہی کچھ دور نہین

مین ہون اور گوشۂ تیرہ یہ تمنا ہی اب
شمع تو نسا ای ظلمتکدۂ گور نہین ؛؛
کون سا در ہی کہ خورشید جہان تاب سحر
لوح پہ عرش کی ہو تا کہو مسطور نہین
ترک رد سے خوش آزردہ محالات سے ہی

جناب مولوی رشید الدین خان رحمۃ اللہ علیہ

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول یگانۂ روزگار یہین نتیجۂ قرون و ادوار یکتاے زمان قدوۂ دوران مولوی محمد رشید الدین خان طاب سراہ و جعل اللہ الجنۃ مثواہ شاگرد رشید و مخلص خالص العقیدت جناب جنت مآب زبدۂ اکابر روزگار مولانا رفیع الدین رضوان اللہ علیہ کے تھے اور انکی خدمت مین ایسا اخلاص وافر رکھتے تھے کہ حضرت موصوف آپ کی تربیت مین مادام الحیات ایسے مصروف تھے جیسے کہ باپ فرزند کی تربیت مین اگرچہ کسب و کمال ان حضرت کے دونون بھائی یعنی مولانا عبد العزیز اور مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت سے بھی کیا تھا لیکن تکمیل جمیع فنون انھین کی خدمت مین انصرام کو پہونچائی ہرچند بسبب عادم متداولہ مین یکہ فنی تھے لیکن علم ہیئت اور ہندسہ مین علم یکتائی بلند کیا تھا مدت العمر فرقۂ امامیہ کے علما سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور باہم تحریر رہی اس بحث مین رسالہ ہاے متعددہ فراہم ہو گئے طریق مناظرہ کا یہ تھا کہ تقریر یا تحریر مین خصم کو بجز اعتراف عجز کے چارہ تھا نہ تو ہی اور زہادت اور تشرع اور عبادت کا بیان خامۂ بے زبان کی مجال نہین کہ ایک شمہ اسکا لکھ سکے ہرچند حکام وقت چاہتے تھے کہ انکو عہدۂ قضا سپرد کرین تاکہ انکی نیک نیتی اور عدل و انصاف سے عباد اللہ کی حق رسانی ہوتی رہے لیکن ازبسکہ اپنی اوقات کو بیشتر تربیت مستفیضان کمال مین مصروف رکھتے تھے قبول نکیا جب تقاضا سے موفور احبان مختلفہ مین حکام کیطرف سے وقوع مین آیا اور مجبور ہو گئے بسبب کمال قناعت کے ایک امر جزوی پہ قانع ہو کر عہدۂ مدرسی مدرسۂ شاہجہان آباد قبول فرمایا ازبسکہ ایثار و کرم جبلی تھا سو روپیہ کی تنخواہ انکو ہرگز کفایت نکرتی تھی اور خدمت فقرا و مساکین سے کسی وقت اپنے تئین معذور نرکھتے تھے بقدر مقدور دستگیر تھے میرزا بیدل علیہ الرحمۃ نے خوب کہا ہے رباعی بیدل وارد زطبع اہل ہمت ؛ آثار سخا جلوہ کند بصورت ؛؛ با بیخبران پند و بخبا جان بسم ؛؛ با خوردان لطف و با بزرگان خدمت ؛؛ عمر آپکی قریب ستر برس کے تھی اور آخر عمر مین ارادہ بیت اللہ کا کیا چونکہ ہر ارادہ پہ ارادت اللہ غالب ہے مرض صعب مین مبتلا ہوئے اور احرام کعبہ معنوی یعنی دیدار فیض انوار شاہد حقیقی باندھکر دار آخرت کو راہی ہوئے آپکی وفات

تیرہ چودہ برس کا عرصہ گذرتا ہوگا بسبب کثرت توغل علوم دینیہ اور مباحثات علمی کے اشعار نظم کیطرف کچھ توجہ نہوتے تھے
مگر بکیفیت خطاب اور بہانۂ جواب سے گاہ گاہ نثر عربی کا اتفاق ہوتا تھا از انجملہ یہ رقعہ دستیاب ہوا کہ لکھا جاتا ہے

رقعہ عربی

اسرت القوافل من بيمن شباحه على الى من قد بدعتها الطيرة من جوى او فدة البعد و نجى الكمد الوجد الى جانب
الحبيب الذى تنزه قدحه المعلى عن القدح والنسيب الذى استوعب نسيمه صنوف المدح الذى ذا نظم محل قلائد القلائد
واقوا نثر عقيد فرائد الفرائد ذو خلق عظيم و طبع كريم و سجية سرية و همة علية ما من علم الا اصاب مشكلاته و ما من فن الا غاص
فى بحار تحقيقاته اما الادب فقد شيد اركانه و اما الفقه فقد ابرم بنيانه و اما المعقول فمنه واليه و معول ارباب الصناعة
اليه واخر والفضائل فخر الاماثل صدر الافاضل زين المحافل مولانا المولوى محمد صدر الدين لازال ظل افاضته
على روس المستفيدين اما بعد اهداء اهدايا السلام واداء مناسك الاحترام والاعظام فينهى ورود مشرقة مشرقة سنية
بهية فتحنا ثمائمها مضرية و تجليت كلما تفحص الوجود الا استاورثه فقابلتها مراراً و قابلتها بالاجلال اكثاراً و استنشقت
منها روائح تحيت العنبر و نظرت الى معانيها فاذا هى لالى رطبة وما سواها من المعانى جندل واما فيها من الالفاظ
فهو انحف من ثمرات الاتحاد هذا ثم ما اصعب من الزمان هذا اصطلت نيران الهجران فوى الذى جعلنا ابتهاك وجهنا من
صفوة احتنكا لى انه فارقتك ما اطيقت تقلبى بالنوم و ما اقتت ليلتى عن النوم يسر لنا الله لقاك و يسر لك الحسنى فى آخرتك
ودنياك والسلام يا ذوى الاكرام

جناب مولانا شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ والغفران

مولی الکرام مخدوم الانام عالم باعمل فاضل اجل اسوۂ افاضل عصر نخبۂ زبدۂ ارباب فہم مقتدا اکابر روزگار محی کمالات
مشہور دیار محی الشرع والسنۃ ماحی بدعت مؤسس اساس دین مبین بادینا مولانا حضرت شاہ رفیع الدین
قدس سرہ العزیز برادر حضرت مخلف الصدق حضرت شاہ ولی اللہ غفر اللہ کے اور چھوٹے بھائی مولانا مخدومنا حضرت
شاہ عبد العزیز دہلوی کے تحصیل علوم عربیہ اور سند حدیث نبوی کی خصوصاً اپنے والد ماجد کی خدمت میں کی
علوم و فنون میں مستند الیہ ارباب استعداد تھے چونکہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم مغفور بسبب کبر سن اور
ضعف مزاج و کثرت امراض کے دماغ تعلیم و تدریس طلبا نرکھتے تھے سلسلۂ درس کا حضرت کی ذات بابرکات
سے جاری تھا فضلا سے نامی ہر دیار کے کہ ارباب کمال سے بشہرہ یکتائی حاصل کر چکے تھے جب آپ کی خدمت میں پہنچے
اپنے تئیں طفل ابجد خوان اور مبتدی محض سمجھ کر ابتدا سے انتہا تک پھر تحصیل علم پر کمر باندھی اسی واسطے

دیار ہندوستان کے جمیع فضلائے نامی الحال حضرت کے فیض موہبت کے مستفیضون مین سے ہین ٭ ہر فن کے ساتھ اسطرحکی مناسبت تھی کہ ایک وقت مین فنون شتا پہہ اور علوم مختلفہ درس فرماتے تھے جب ایک کی تعلیم سے دوسرے کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوتے حضار خدمت کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسی فن مین جامع یکتائی ان کے قابلیت استعداد پر قطع ہوا ہے باوجود ان کمالات کے افاضہ فیض باطن کا یہ حال تھا کہ جنید بغدادی اور حسن بصری اگر انکے وقت مین ہوتے تو بیشک و ریب اس فن مین اپنے تئین کمترین مستفید ان حضور کے سمجھتے ٭ اور سخا و کرم کا یہ حال تھا کہ زر و ردا اور گل ور منہ کو گلدستہ مین محبوس مشاہدہ کرنا سخت ناگوار ہوتا تھا ٭ الغرض ملک تھے صورت بشر مین ٭ کوئی زبان کمالات و حسنے اوصاف مین کہان تک زبان قلم کو فرسودہ کرے کہ اگر بالفرض ایک حرف اس دفتر سے لکھا جاوے ایک دفتر طیار ہو سکتا ہے ٭ حضرت نظم و نثر زبان عربی مین بہت بہت کہتے ہین مگر چند اشعار پر قناعت کرتا ہون ٭ ٭ ٭

ہذہ ابیات فی بیان معراج النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

یا احمد المختار یا زین الورى	یا خاتم الرسل ما اهلا کا	یا کاشف الاسرار من تتجد	یا منجی فی الحشر من والاکا
بل کان غیرک فی الانام من اشتکى	فوق البراق وجاوز الافلاکا	واستمسک الروح الامین رکابه	فی سیره واستخدم الاملاکا
خدمت لک الدنیا وما اعوزته	نفخت بتقاک طامین روداکا	فردوتهم فی خیفة عن قصدهم	الله صانک عنهم ووقاکا
واخترت من لبن وخمر فطرة	الاسلام بالهدى الیه هداکا	فدرست لک الرسل العظام قبیلهم	فطوت منهم طالهم مسراکا
واممتهم فی القدس بعد تجاوز	منهم بامر الله اذ ولاکا	وبکى الکلیم لما رآک علوته	وهنا فسوف یحق فیهم ذاکا
وتزینت حور الجنان بشاشة	بک سیدی شوقا الى لقیاکا	فتشبث العرش المعظم لاثما	ببهیک نال الفضل اذ واداکا
فلقیت روح القدس عند سدرة	القصوى تجاوت من المحال بلاکا	اذ ناک ربک فی منازل قربه	جلى لک الاکوان ثم حیاکا
واتم نعمته علیک فلم تسل	ان توشر الآفاق والاماکا	القى الیک کنوز اسرار ثمت	عن حیطة الافهام اذ ناجاکا
وسالت فینا العفو منه شفاعة	فاجابه ربک قد وهبت مناکا	حتى اذا تم الدنو تسترت	منک الهویة فی سنا مولاکا
فرایته جهرا ابصرتنی لو	ما کان الا الله فی مجلاکا	وکساک نورا من اشعة ذاته	فنعاک عنک اذا به ابقاکا
فلک المناصب والسیادة للورى	وخلافة الرحمن یا بشراکا	جعلت لک الاقدار والانوار	النجات والنیران تحت مراکا
اعطاک تخفیفا وتیسرا لسلى	ودین قویم محکم لقراکا	وسواه من نعم جسام ما لها	عد وحسبی منتهى اولاکا
فرجعت مسرورا بها فی الجنة	وجمیع خلق الله قد هناکا	ابصرت وین الله بعد دنوه به	ومحوت راس الجهل والاشراکا
فاتهم انتیک سیدی مستجدا	من حسنک البدر التمام الاکا	یا لیتنی قد فزت منک بنظرة	فی بدر وجه نوره الاملاکا

جناب مولوی مخصوص اللہ سلمہ اللہ تعالے

عالم باعمل مبرا از حرص و امل زبدہ فقہاے زمان اسوہ علماے جہان معارف دستگاہ مولوی مخصوص اللہ فرزند رشید مولانا رفیع الدین مرحوم مغفور ہین جنکا ذکر سابق ہو چکا ہے ؛ علم و فضل مین گوے سبقت اقران و امثال سے لیگئے ہین ایک مدت دراز تک تدریس و تعلیم طالبان کمال مین مصروف تھے اور علوم دینی اور فنون یقینی کے مشاغل مین شب و روز اوقات گرامی کو خرچ کرتے تھے چونکہ تیس پچیس برس تک مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز کی خدمت مین روز و شب قرارت کلام الٰہی و حدیث رسالت پناہی کی کرتے تھے اور تقاریر سراسر افادت مولانا موصوف کو بخوبی گوش ہوش فرماتے تھے ؛ حدیث و تفسیر مین ایسا پایہ کمال بہم پہونچایا کہ اس دونون فن کے نکات جو ان حضرت کے سینہ بے کینہ مین ہین اور کہین نہین لیکن از بس طبیعت عبادت دوست اور مزاج زہادت پرست واقع ہوا ہے ایک عرصہ ہوا کہ سررشتہ تدریس کو ہاتھ سے دیکر گوشہ نشین ہین اور اوقات آپ کی ایسی مجمع ہے کہ شاید سلف مین اولیاء کرام کی اوقات ایسی ہی ہوگی از بسکہ توجہ عبادت اور تقوی شعاری کی طرف مصروف ہے نظم غزلی اور انشاے تازی کی طرف میل نہین اسواسطے کچھ کلام آپکا اس کتاب مین مندرج نہین ہوا ؛

جناب جنت مآب مولوی عبد القادر قدس سرہ

حضرت بابرکت کثیر الافادت جناب غفران مآب کامل واصل زبدۂ علماے متالہین اسوہ کملاے ربانیین محقق مسائل دین موسس مبانی شرع مبین ہادی شریعت پیر طریقت مولانا شاہ عبد القادر صاحب غفر اللہ لہ ؛ آپ خلف الرشید ہین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے اور کہین برادر مولوی شاہ عبد العزیز اور مولوی شاہ رفیع الدین قدس سرہما کے آپکے علم و فضل کا بیان کرنا ایسا ہے کہ کوئی آفتاب کی تعریف فروغ اور فلک کی مدح بلندی کے ساتھ کرے زبان کو کیا طاقت کہ ایک حرف حضرت کی صفات سے لکھ سکے اور قلم کی کیا مجال کہ آپکی مدایح سے ایک ذرہ لکھ سکے کسب فیض باطن سواے والد ماجد کے اور بزرگون کی خدمت سے بھی اتفاق ہوا ہے آپ جز و زمان مین ایسا مکاشف صحیح کم کسی اہل کمال سے اتفاق ہوا ہے ؛ بارہا ثقات کی زبان سے سنا گیا کہ جس امر مین کچھ فرمایا ویسا ہی بے کم و کاست ظہور مین آیا باوجود اسکے کہ بسبب کثرت اخلاق کے کسیکے حق مین کچھ ارشاد نکرتے اور کسیکو نفرماتے کہ ادھر بیٹھ یا ادھر لیکن من جانب اللہ لوگون کے دل مین آپ کا ایسا رعب چھایا ہوا تھا کہ روساے شہر جب آپ کی خدمت مین حاضر ہوتے بسبب ادب کے دو دو پہر خاموش بیٹھے اور بدون آپ کی تحریک کے مجال سخن نپاتے اور ایک دو بات کے سوا یارا نہ دیکھتے کہ کچھ اور کلام کرین ؛ کرامات حضرت بحد تواتر پہونچ گئی ہین اگر انکا بیان کیا جاوے کتاب مین گنجایش نہین۔

بیت مردان خدا خدا نباشند و لیکن ز خدا جدا نباشند ❊ از بسکہ ترک حضرت کے مزاج مین سبقت تھا تمام عمر اکبر آبادی مسجد کے ایک حجرے مین بسر کی ❊ آپ کا کچھ کلام نظم و نثر سے راقم کو دست یاب نہین ہوا غالب یہ ہو کہ جو آپ کی اوقات منزہ تھی اس سے کہ اپنی طبع اقدس کو ان امور کیطرف متوجہ فرماتے ادھر ملتفت نہین ہوتے ہونگے تین پینتیس برس سے زیادہ گذرتے ہین کہ حضرت نے جہان فانی سے رخت سفر عالم نورانی جاودانی کی طرف باندھکر جوار رحمت الہی مین آسایش کی

جناب مولانا عبد الحی غفر اللہ لہ

افضل الفضلا اکمل الکملا قامع بنیان بدع و اہوا بانی و مبانی زہد و تقوی فضائل دستگاہ فواضل پناہ جامع صفات جلال و جمال قامع اساس کفر و ضلال مولانا عبد الحی صاحب غفر اللہ لہ ❊ مولانا عبد العزیز قدس سرہ کی خدمتین نسبت دامادی اور شاگردی کی رکھتے تھے - ہر فن کے ساتھ نسبت خداداد تھی کہ جس فن مین جس نے آپ سے بحث و مناظرہ چاہا آسی فن مین جانا کہ شاید دوسرا انکا نظیر نہین پیدا ہوا ایک مدت درس و تدریس علوم مین صرف ہمت کی اواخر مین زبدہ سادات کرام اسوۂ اولیاے عظام سید احمد مغفور مبرور کی خدمت مین جنکا ذکر اس سے پہلے ذیل اولیا و صلحا مین ہو چکا ہے پہونچ کر بیعت کی اور تادم زیست انکے سایۂ عاطفت سے کبھی علیحدہ نہوئے سفر و حضر مین مثل سایہ کے آنکی تبعیت مین حاضر رہتے انھین کی خدمتین سفر بیت اللہ کو اختیار فرما کر فرض حج ادا کیا اور وہان سے مراجعت فرما کر چندے بموجب ارشاد پیر طریقت کے وعظ گوئی مین اوقات شریف کو بسر کیا اور لوگونکو نہایت ہدایت حاصل ہوئی اور باتفاق مولوی محمد اسمعیل صاحب کے جنکا ذکر بعد اسکے بتفصیل آتا ہے ترغیب جہاد فی سبیل اللہ مین سرگرم رہے جب سید صاحب مغفور اس ارادے پر کوہستان کیطرف تشریف فرما ہوئے آسی نواح مین چند سال تک رفیق رہے اور پھر مرض بواسیر کی شدت سے سفر ناگزیر اختیار کیا انا للہ و انا الیہ راجعون

محی السنۃ قامع البدعۃ مولانا مولوی اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ

علم برکش ای آفتاب بلند | خرامان شو ای ابر مشکین پرند
ببار ای ہوا قطرۂ ناب را | بگیر ای صدف در کن آب را

بنال ای دل رعد چون کوس شاہ | بخند ای لب برق چون صبحگاہ
بر آی در از قعر دریای خویش | بتاج سر شاہ کن جای خویش

یعنی شاہ کشور شریعت گستری مالک الملوک دیار دین پروری قامع بنیان شرک و طغیان حاوی موجبات علم و ایقان موسس اساس کمال مہذب اوضاع حال و قال سالک مسالک ہدایت و ارشاد و مجلی آئینہ صافی اعتقاد مرکز دائرہ علوم منطقہ آسمان فہوم مرتقی مدارج درجات عالی پیشوای ادانی و اعالی مرجع مآب فضائل کامروای طلبۂ فاضل نحو فہم

سراپر تفسیر قرآنی وقیقہ یاب معالم تقدیسات ربانی جامع کمالات صوری ومعنوی نکتہ سنج کلام الٰہی وحدیث نبوی قدوہ اہالی پیشگاہ قبول جلال غوامض معقول ومنقول بانی مبانی فضل وافضال مشید قواعد تکمیل واکمال جامع حق ویقین مثبت ولائل دین مولای مخدومی مخدوم الانامی مولوی محمد اسمٰعیل قدس سرہٗ آپکو حضرات ثلاثہ یعنی مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی اور مولانا شاہ رفیع الدین اور مولانا شاہ عبد القادر غفر اللہ لہم کے ساتھ نسبت برادرزادگی کی تھی اور بسبب اسکے کہ جناب جنت مآب مولانا شاہ عبد القادر صاحب نے بعد انتقال والد ماجد انکے بجائے فرزندون کے پرورش کیا تھا اور حضرت مبرور مغفور کی نواسی بھی انکے ساتھ منسوب تھین آنکی تربیت اپنے ذمہ پر لیکر روز و شب حضرت کی تکمیل مین ساعی تھے ازبسکہ جوہر قابل محتاج تربیت اور نیاز مند تعلیم نہین ہوتا آپکے آئینہ خاطر نے مصقلہ تائید الٰہی سے ایسی صفا اور جلا حاصل کی تھی کہ اسرار ازل بے حجاب آپ پر منکشف تھے اسی واسطے اوائل حال مین مطالعہ کتب کی طرف چندان التفات نفرماتے تھے اور حال یہ تھا کہ حضرت مبرور کی خدمت مین زانوے سبق خوانی تہ کر کے بیٹھتے ازبسکہ بسبب استغنا کے یہ محفوظ نرہتا تھا کہ سبق کس جاسے سے شروع ہوگا کبھی اسکے مابعد کی عبارت سے شروع کر دیتے جب حضرت مغفور ہان سے امتناع فرماتے تو آپ فرماتے کہ اس مطلب کو آسان سمجھکر نہین پڑھا اور فی الواقع اگرچہ مطلب عقدہ مالاینحل ہوتا اسطرح اسکی تقریر کرتے کہ موجب حیرت اعالی و اداانی ہوتا اور کبھی اسکے ماقبل سے آغاز کرتے جب حضرت اس سے متنبہ فرماتے تو آپ اسمین کچھ شبہہ کر دیتے اور وہ شبہہ ایسا ہوتا کہ حضرت استاد کو اسکے دفع مین بہت متوجہ ہونے کی حاجت ہوتی اس استعداد خداداد کی اعانت سے پندرہ سولہ برس کی عمر مین تحصیل معقول ومنقول سے فراغت حاصل ہو گئی چونکہ آپکی ذہانت کی دھوم تمام شہر مین تھی اکثر فضلا سے کمل کر دعوی کتاب دانی و دقیقہ شناسی کا رکھتے تھے وہ مقامات باریک کہ جنکے صاف کرنے مین روزگار دراز فکر کرنا چاہیے آپ سے سر راہ ملاقی ہوکر باعتبار ظاہر کے بارادہ مناظرہ کے اسکا استفسار کرتے اس لحاظ سے کہ اگر انکے مکان پر جا دینگے تو شاید مطالعہ کتاب یا اعانت شروح اور حواشی سے اسکو بیان کرین اور آپ بے تامل اسکو اسطرح سے تقریر فرماتے کہ انکو اس جرأت سے کمال خجالت حاصل ہوتی کو کر اس زبدہ ارباب کمال کا داعی ہجر کہ ہزار ہزار مجاہدہ پسندیدہ کو زبان پر لا کر انکے آتش شوق کو تسکین دے

بیت

گہر نثار کند بر سر زبان چشم
مرا چو نام شریف تو بر زبان آید

لیکن کیا کیجے کہ نہ زبان کو طاقت تقریر ہی اور نہ قلم کو یارا ے تحریر معقولات مین آپکا نتیجہ وہم مثل یقینیات اور منقولات مین آپ کی تنہا نقل مانند متواترات توفق کا یہ حال تھا کہ ہر مسئلہ کو آیات و حدیث کے ساتھ مستند فرماتے تھے بیشتر کتب علم معقول پر حواشی تحریر کیے اور اوائل سن طبیعت وفا و حدت وشار کی طرف مائل تھی ایک رسالہ منطق مین لکھا اور اسمین شکل اول کو بعد الطبائع اور شکل رابع کی

ابدہ البدیہیات ہونے کا دعوا کیا اور اسکے دلائل اس قوت و استحکام کے ساتھ مذکور فرمائے کہ اگر معلم اول موجود ہوتا
اپنی براہین کو تار عنکبوت سے سست تر سمجھتا اور ایک رسالہ اثبات رفع یدین میں مسمی بقرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین
تالیف کیا اور حدیثیں اشہر اور نہایت قوی سے اسکا استدلال کیا ہی اور دلائل تھا سے سابق جو اسکے مقابل میں
لاوین انپر سوالات ایسے اسطرح پر اٹھایا ہی کہ منصف غیر متعصب کو سوا التسلیم کے اور چارہ نظر نہیں آتا اور رسائل
کثیرہ فنون شتی میں آپسے یادگار رہیں - جی چاہتا ہی کہ آپکے حال ہدایت اشتمال میں سے قدرے ذکر ارباب
کمال کیا جاوے تاکہ خلق ہونا ایسے فرد کامل کا نمونہ قدرت رب ذو الجلال سمجھا جاوے - اوائل حال میں از بسکہ کسب
فیض باطن کا بہت خیال تھا جناب سید غفران مآب زبدۂ اولاد حضرت خیر الانام مسمی سید احمد علیہ السلام میر احمد قدس سرہ العزیز
کی خدمت میں اعتقاد بہم پہونچایا اور اُنسے فیض باطن کو کسب کیا اور پیر کی رفاقت میں سفر حجاز اختیار کر کر بنا سکے حج کو ادا کیا
اور وہاں سے ہندوستان کو مراجعت کر کر حضرت کی خدمت میں اطراف و جوانب میں بسر کی اور ہدایت و ارشاد سے عباد اللہ
کو راہ راست دکھائی - اس اثنا کے احوال تو اسقدر ہیں کہ زبان قلم اسکے تصور سے شق ہوتی ہی مگر آخر میں بارشاد پیر الطائفہ
پیر طریقت کے احوال مردم شاہجہان آباد کی طرف ملتفت ہوکر راہ رشد و ہدایت کو وا کیا اور وعظ و نصائح سے اہل غفلت کے
کان کھول دیے جو جو مسائل کہ اوپر مواظبت کرنی ضروریات دین سے تھی اور بسبب سستی اور کاہلی کوئی علماے
وقت کے عوام روزگار کیا بلکہ خواص کے گوش وہم تک بھی نہ پہونچے تھے آپکی سعی و جہد سے سب پر کھل گئے
اور دروازہ اعلام سنت اور ہدم بنیان شرک و بدعت کا وضیع و شریف کے کان تک پہونچ گیا باوجودیکہ ارباب مشیخت
و رضا جویان تشخیص کہ سلسلۂ اعتقاد و سر رشتۂ ارادت خاص و عام کا اُنکے ساتھ متعلق تھا اور کسیکو اُنکی ریاست کا گمان
نہوتا تھا اس گمان سے کہ اگر مسائل حقہ گوش مردم روزگار تک پہونچا تو ہمارے حق میں موجب ضعف اعتقاد کا
ہو جائیگا علم منازعت اور لوا مخالفت بلند کر کے درپے اذیت و اہانت ہوئے لیکن چونکہ موید بتائید اللہ تھے
اس ہدایت و ارشاد سے باز نہ آئے اور خلق کو یہانتک توفیق اختیار سنت نبوی اور ترک بدعات و اہواء
کی ہوئی کہ ایک اور ہی طرح کا نور ہر ایک کی پیشانی احوال سے چمکنے لگا اور آن مفسدان مبطل کا بازار کاسد ہو گیا
اور لوگوں نے جان لیا کہ یہ بزرگ بطمع اخذ و جر کے امور حق کو آجتک چھپاتے رہے اور بچشم خود دیکھا گیا کہ وضیع و
شریف کو توفیق نماز کی ایسی ہوئی کہ مسجد جامع میں نماز جمعہ کے واسطے ایسی کثرت ہونے لگی جیسے عیدگاہ میں نماز عید
کے واسطے ہوا کرتی ہی اور تائید الٰہی اور اُنکی صدق نیت اور خلوص طویت کی برکت سے الی الآن وہ ہی حال
بحال جیسا تھا ہے اور یہ ثواب انھیں حضرت کے جریدۂ اعمال میں لکھا گیا اور آجتک اسکا اجر اُنکی روح پر فتوح پر

پہونچتا جاتا ہی الحمد للہ علی ذلک فالحمد للہ علی ذلک آپ کی عادت یون تھی کہ روز جمعہ اور روز سہ شنبہ کو مسجد
جامع مین مجلس وعظ کو مرتب فرماتے تھے طرفہ تر یہ ہی کہ سامعین کو کہ ہزار ہا سے متجاوز ہوتے تھے اس
چار روز کے عرصے مین بسبب اغوا سے مغویان ضلالت نہاد کے یا بسبب انحراف نفس امارہ کے اگر شبہہ پیدا ہوتے
اور ارادہ کرتے کہ اپنے وعظ مین آپ کی حسن تقریر سے اُسکو دفع کرین گے جب درس کی مجلس مین آکر جامع
ہوتے تو حضرت ابتداء وعظ مین کلمات چند بطریق تمہید کے ارشاد کرتے اور انکی تقریر کی جامعیت سے وہ حضرات
مذکور ہوتے ہین کہ ہر شخص اپنے شبہہ کا جواب پا لیتا اور کچھ خدشہ باقی نہ رہتا یہانتک کہ بعد اختتام درس کے کسیکو بہ
طاقت نہ رہتا کہ ان شبہات کو پھر اپنی زبان سے بیان کرکے دلیل طلب کرے اور عمدہ مقاصد تردید شرک و بدعت
اور احیاے سنت تھا آپ کی حسن تقریر سے وہ مسائل غامضہ کہ طالب علم کو بعد رد و قدح کے ذہن نشین ہو جہلا
عامی کو بمجرد استماع کے سمجھ مین آجاتے تھے اور اسطرح منقوش خاطر ہوتے تھے کہ مخالفین سے بعضے اہل علم
چاہتے کہ کچھ دلائل علمی سے اُسکو رد کرکر اُسکے ذہن سے نکالین ممکن نہوتا۔ جب یہ مطالب خوب جم گئے بموجب
ارشاد سید اصفیا اپنے پیر طریقت ہوا اسکے اسطرح جیسے تقریر وعظ کی بنا ڈالی کہ مسائل جہاد فی سبیل اللہ بیشتر بیان ہوتے
اور یہانتک آپ کے صیقل تقریر سے مسلمانون کا آئینہ باطن مصفا اور مجلا ہو گیا اور اسطرح سے راہ حق مین گرم
ہوگئے کہ بے اختیار چاہنے لگے کہ سر انکا راہ خدا مین فدا ہو اور جان انکی اعلاے لواے دین محمدی مین صرف ہو
اور بعضون نے پیر طریقت سے طلب کیا اور آپ معتقدین کو تشنہ چھوڑکر اُنکی خدمت مین راہی ہوئے اور بالاتفاق حضرت
ممدوح کے جہاد پر کمر باندھی اور کوہستان مین تشریف لیجا کر اطراف ہندوستان مین خطوط طلب بھیجے اس نواح سے جوق
جوق روانہ ہوے اور حضرت کی خدمت مین سواے مردم کوہستان ہندوستانیون مین سے لاکھ آدمی سے زیادہ
مجتمع ہوگئے اور کار ہاے نمایان راہ خدا مین ظہور مین آئے تائید الٰہی سے آنحضرت کا رعب کفار کے دلمین ایسا گھر
ہوا کہ جہان کہین گروہ قلیل غزات مسلمین سے متوجہ ہوتا اور اُسکا سرگروہ یہ حضرت ہوتے لشکر کفار اگرچہ مور و ملخ سے
زیادہ ہوتا بے سر و پا فراری ہوتا اور وہان کے معاملات کی تفصیل حضرت بابرکت زبدۂ اولاد سید المرسلین کے
احوال کے ضمن مین ہو چکی ہے چونکہ مشیت الٰہی مین سلسلہ اس کام کا یہین تک تھا اتفاق تقدیر سے لشکر کفار کو
غلبہ ہوا اور یہ حضرت قلعہ بالاکوٹ کی نواح مین ہمراہ پیر طریقت اور اکثر مسلمین غزاۃ کے جنت اعلی کی طرف
راہی ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس واقعہ کو چودہ پندرہ برس گذرتے ہین اور چونکہ یہ طریقہ آخر الزمان مین
بنیاد ڈالا ہوا ان حضرات کا ہے اتباع اس سنت کی پیروی عباد اللہ نے ہاتھ سے نہین دی اور ہر سال

مجاہدین اوطان مختلفہ سے بہ نیت جہاد اُنھی نواح کی طرف راہی ہوا کرتے ہین اور اِس امر نیک کا ثواب آپکی روح مطہر پر ہمیشہ پہونچتا رہتا ہے مہربکیف اگرچہ نظم و نثر عربی بھی آپ سے یادگار ہوگا لیکن راقم کو دستیاب نہین ہوا اسواسطے یہ کتاب اس زیور سے خلیع العذار رہی

زبدۃ المحدثین جناب مولانا محمد اسحاق غفر اللہ لہ

مخدومی مخدوم الانامی افضل الکرام اشرف العظام مالک سیرت فرشتہ صورت جامع رموز حقیقت و طریقت مؤلف او امر شریعت فخر علما سے دین مسند المحدثین یگانۂ آفاق مولانا بالفضل اولانا مولوی محمد اسحاق آپ نواسہ ہین مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم قدس سرہ کے علم حدیث کو شاہ صاحب مبرور و مغفور کی خدمت مین حاصل کیا اور بیس برس کامل تک یہ فن شریف اور علم منیف اُنکے حضور مین بیٹھکر طلبہ جدید الفکر کو پڑھا یا امتناع سنت سے کوئی کام آپ سے سرزد نہوتا تھا کہ وہ فعل رسول مختار نہو تا چونکہ حق جل و علا نے صورت اور سیرت دونون عطا کی تھین آپکی صورت سے آثار نجابت ظاہر ہوتے تھے اور یقین ہوتا تھا کہ حضرت سید الثقلین صلوات اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا فیض جنھون نے پایا ہوگا اُنکی یہی صورت و سیرت ہوگی سچ ہے امت خاتم المرسلین ؐ بعد وفات شاہ صاحب موصوف کے ان کا فرق مبارک دستار خلافت سے مزین اور تمام معتقدین صافی اعتقاد کی رجوع اِنکی طرف ہوئی ناز اور فخر کرنا چاہیے ایسی خدا جوئی پر کہ سب کچھ چھوڑکر سفر حجاز اختیار کیا اور وہان مع قبائل و عشائر پہونچکر فرض حج ادا کیا اور پھر تشریف لاکر مواعظ و نصائح سے خلق کو راہ ہدایت دکھاتے رہے بعد ایک مدت کے از بسکہ شعائر اسلام مین ضعف اور رسوم کفر و بدعات مین قوت آتی جاتی تھی نیت ہجرت کو مصمم کر کر تمام قبائل کو ہمراہ لیکر راہی مکہ معظمہ ہوئے اور باوصفیکہ تمام سکنا سے شہر اور سلطان وقت بمبالغت تمام مانع آئے چونکہ شوق الٰہی غالب تھا آپ ممتنع نہوئے اور مکہ معظمہ مین جا کر توطن اختیار کیا اور بسبب کثرت کرم کے آپ کا کیسہ ہمیشہ خالی رہتا تھا خصوصاً اُن لوگون کی مراعات کے سبب جو ہندوستان سے واسطے حج کے وارد مکہ شریفہ ہوتے تھے وہان کے لوگون نے حضرت کے وجود مطہر کو از جملہ مغتنمات سمجھا اور انکا وہان ہونا موجب برکت جانا شاہجہان آباد سے جدا ہو کر اُس دیار مین چھ برس کامل تشریف رکھی اب ایک برس کا عرصہ ہوا ہوگا کہ اُسی دیار مین جہان فانی کو وداع کیا اور عالم باقی کیطرف راہی ہوئے چونکہ حضرت بابرکت کو حدیث نبوی کی خدمت سے ایک لمحہ فرصت نہ تھی نظم و نثر کیطرف ہرگز التفات نہ کرتے تھے سو اسواسطے اپنے اس قسم کا کلام کچھ یادگار نہین

جناب مولانا مولوی محمد یعقوب سلمہ اللہ تعالےٰ

صاحب خلق محمدی تابع شریعت احمدی جامع محامد صفات حاوی حمائد اوقات خالق کے محب اور خلائق کے

محبوب مولوی محمد یعقوب صاحب ہین برادر حقیقی مولوی محمد اسحاق مرحوم کے ہین۔ علم و فضل مین اقران روزگار سے پایہ کم نہین رکھتے الاخلاق جمیل اور صفات جزیل اور قناعت اور استغنا مین اپنا نظیر نہین رکھتے اکثر دیکھا گیا کہ جب کوئی بطریق پیشکش و ہدیہ کے کچھ لایا کبھی قبول نکیا جو سرمایہ اپنے پاس رکھتے ہین اُسی مین اوقات بسر کرتے ہین خواہ بہ تنگی اور خواہ بوسعت اور حسب استعداد اپنے مال کے زکوۃ نکالتے رہتے ہین اس کم استعدادی مین توفیق ایسی امور خیر کی ایسے ہی مردان خدا کا کام ہی آپنے کبھی ہمراہ اپنے برادر مرحوم کے ہندوستان سے ہجرت کی اور مکہ معظمہ مین توطن اختیار کیا۔ جب تک شاہجہان آباد مین رہے گوشہ عزلت مین پا بدامن رہتے تھے اور ابناے روزگار کیطرف کبھی رجوع نرکھتے تھے اور یہی حال ہی اُس بلاد مین بھی کہ کچھ وجہ قلیل مین جو کسی کسب حلال سے بہم پہونچتا ہی اپنی اوقات گذاری کرتے ہین اور اوقات شبانہ روزی کو عبادت خالق زمین و آسمان مین بسر کرتے ہین حق جل و علا ایسے زبدہ اہالی روزگار کو تادیر سلامت رکھے کہ اپنے خاندان عالیشان کے یادگار ہین آمین رب العالمین

جناب مولانا نواب قطب الدین خان سلمہ اللہ تعالے

تحصیل علم و فضل خصوصاً فقہ و حدیث خدمت بابرکت مولانا اسحاق صاحب مرحوم مغفور میں کی۔ اتباع شریعت مین سب پیشتر وان مسالک دین سے آپکا قدم آگے بڑھا ہوا ہی وضع و لباس مین اپنے استاد عالی نہاد سے ایسے مشابہ ہین کہ جس نے اُنکو نہ دیکھا ہو اُنکو دیکھے اخلاق و حلم علاوہ فضل و کمال علمی کے ایسا آپکی ذات مین جمع ہی کہ اورون مین بہت کم پایا گیا ان دونون فنون مین توغل کامل بہم پہونچایا تقوی اور ورع کا تو حساب نہین آپکے اجداد والا تبار عالی خاندان والا دودمان تھے ہمیشہ پیشگاہ سلطنت سے مناصب جلیلہ رکھتے تھے اب اس جزو زمان مین بھی آپکو تقرب حضرت سلطانی سے وہ عزت و جاہ حاصل ہی جو چاہیے۔ چوتھے دن اپنے استاد کی پیروی اور خلق کی بھلائی کیلیے مجلس وعظ منعقد فرماتے ہین اکثر رسائل زبان ریختہ مین واسطے فوائد عوام کے تحریر کیے اور اُنمین مسائل ضروریہ ہر طرح کے مشرح فرماے اور حق یہ ہی کہ اُن رسالون سے خلق کو بہت فائدہ ہوا کہ ضروریات دین سے ہر شخص مطلع اور آگاہ ہو گیا کتب حدیث سے مشکوۃ کا ترجمہ زبان اردو مین بہت صاف و شستہ و فائدہ مند کیا ہی اور اکثر فوائد کتب متداولہ و غیر متداولہ اُسپر بڑھایا۔ جب اُس کتاب کا چھاپہ ہوا با وجود مبسوط ہونے کے خلق نے ہاتھون ہاتھ خرید لیا اور ہر روز رواج دین اور تقویت شرع مبین مین مصروف رہتے ہین اللہم زد فزد اب جو شخص راہ ہدایت پر چلے گا ثواب اُس کا انکے جریدہ اعمال مین مرقوم ہوگا ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ؛

جناب مولوی عبد الخالق سلمہ اللہ تعالے

آپ کا شہرہ علم وفضل کا اوائل حال سے آجتک شہر شاہجہان آباد مین ایسا بلند ہو کہ اس سے گوش فلک کر ہی دینداری اور تقوی شعار ترویج ملت مین ساعی ہین اور اعلای دین پر داعی بہت لوگ انکے ارشاد ہدایت سے راہ راست پر آگئے اور بہت شائقان تحصیل کمال کو انکی خدمت مین فوائد علمی سے بہرہ حاصل ہوا وضع بہت متین اور کلام بہت رزین اخلاق ویسا ہی امانت ودیانت ویسی ہی اس جامعیت کے ساتھ کوئی کم نظر سے گذرا ہی

جناب مولوی نذیر حسین سلمہ اللہ تعالے

زبدۂ اہل کمال اسوۂ ارباب فضل وافضال مولوی نذیر حسین صاحب بہت صاحب استعداد ہین خصوصاً فقہ مین ایسی استعداد کامل بہم پہونچائی ہی کہ اپنے نظائر واقران سے گوے سبقت لیگئے ہین روایت کشی مین آج بے نظیر ہین باوجود اس کمال اور اس استعداد کے مزاج مین خاکساری اور حلم گویا کوٹ کوٹ کر بھرا ہی باعتبار سن کے جوان اور باعتبار طبیعت حلیم اور وضع متین کے پیر

جناب مولوی محبوب علی سلمہ اللہ تعالے

اجلہ سادات کبار سے ہین علم حدیث وفقہ مین اقران وامثال سے بیش جہاندیدہ وسفر کردہ تحصیل علوم عقلیہ ونقلیہ کی جناب مولوی شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ العزیز کے خاندان رفیع الارکان سے کی ان فنون مین ایسی مہارت رکھتے ہین کہ مسائل جزئیہ مثل لوح محفوظ کے انکے تختہ حافظہ پر منقوش ہین چونکہ راقم کے والد ماجد مرحوم کے ساتھ اتحاد قدیم تھا اسی نظر سے اس احقر کو بھی نظر الطاف سے منظور فرما کر بزرگانہ عنایت کرتے ہین۔

جناب مولوی نصیر الدین شافعی مذہب سلمہ اللہ تعالے

شاگردان جناب مولانا محمد اسحاق مغفور مرحوم سے ہین کتب درسیہ خصوصاً دینیات مین بہت اچھی مہارت رکھتے ہین باوصفیکہ بسبب علوم دینی مرجع عوام وخواص ہین خصوصاً بتقریب بادشاہی سے سرافراز ہین لیکن امر حق کے اظہار مین کچھ پاس ولحاظ مطلقاً نہین رکھتے بالفرض اگر اسکے اظہار مین اپنا ہی نقصان ہو پروا نکر کر امر واجبی کو کبھی نہین چھپاتے اس امر مین گویا شمشیر برہنہ کا حکم رکھتے ہین ایسے زمانۂ ناپرسان مین ایسا حق گو بس غنیمت ہی اور پھر قناعت اور استغنا اور متانت وضع اور سلامت روی ایسی ہی کہ کچھ بیان مین نہین آسکتی

جناب مولوی کریم اللہ سلمہ اللہ تعالے

جامع فنون ہین خصوصاً دینیات مین دستگاہ کامل ہی توکل وقناعت مین اپنا نظیر نہین رکھتے باوجود عیال داری اور

تا اہل سے کہ اہل دنیا کیطرف کم رجوع کرتے ہیں بیشتر اوقات گرامی کو تدریس طلبہ شائق میں مصروف اور عنان ہمت
افادۂ طالبین کی طرف معطوف رکھتے ہیں

جبر محقق نحریر مدقق مولانا فضل امام طاب ثراہ

اکمل افراد نوع انسی مہبط انوار فیوض قدسی سرابسر چشمہ عین الیقین موسس اساس ملت و دین ماحی
آثار جہل نادم بنای اعتسافات محی مراسم علم بانی مبانی انصاف قدوۂ علماے فحول حاوی معقول و منقول السنہ
اکابر روزگار مرجع اعالی و ادانی ہر دیار مزاج دان شخص کمال جامع صفات جلال و جمال مورد فیض ازل و ابد
مطرح انظار سعادت سرمد مصداق مفہوم تمام اجزاے واسطۃ العقد سلسلہ حکمت اشراقی و مشائی زبدۂ کرام
اسوہ عظام مقتدای انام مولانا مخدومنا مولوی فضل امام ادخلہ اللہ المنعام فی الجنۃ النعیم بلطفہ العمیم
حال یہ ہیں کہ آپ کے اوصاف حمیدہ اور محامد پسندیدہ تقریر کر سکے اگر ہزار برس مشق سخن کرے اور اسی ذکر میں زبان
سخن سنجی سے معاف نرکھے یقین ہے کہ ہزار سے ایک نہ ادا ہو سکے علوم عقلیہ اور فنون حکمیہ کو انکی طبع وقاد سے
اعتبار تھا اور علوم ادبیہ کو آنکی زبان دانی سے افتخار اگر انکا ذہن رسا دلائل قاطعہ بیان نکرتا فلسفہ کو معقول
نہ کہتے اور اگر انکا فکر صائب براہین ساطعہ قائم نکرتا اشکال ہندسی تار عنکبوت سے سست تر نظر میں آتی اس
نواح میں ترویج علم حکمت و معقول کی اسی خاندان سے ہوئی گویا اس دودہ والا تبار سے اس نے علم کبھی بہم پہونچایا
ہے باوجود اس کمالات کے خلق اور حلم کا کچھ حساب نہ تھا ہمیشہ سرکار حکام وقت میں مناصب بلند سے سرافراز اور
ابناے عہد سے ممتاز رہے پایہ ہمت آپ کا بلند تھا اور سلوک آپ کا حق پسند بسبب کثرت ایثار کے تنگی دست خالق
دیکھ سکتے تھے اور بسبب خلق و سیع کے ہر عاجز و زبون کو عرض و نیاز سے ممتنع نکرتے تھے۔ اگرچہ وطن اصلی آپ کا
خیرآباد ہے لیکن چند در چند اسباب سے حضرت شاہجہان آباد میں اسطرح سے توطن اختیار کیا کہ گویا یہیں کے
روساہیں سے محسوب ہونے لگے۔ ایک مدت مدید ہوئی کہ ترک روزگار کرکر باتفاق خود وطن مالوف کیطرف تشریف لیگئے اگرچہ
سب اہل و عیال کی یہاں بدستور بود و باش رہی اور جب سے گئے پھر معاودت نفرمائی عرصہ اُنیس برس کا ہوتا ہے
کہ عالم فانی سے ملک باقی کیطرف سفر ناگزیر اختیار کیا اور یہہ واقعہ جانکاہ پانچویں ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ میں سانح ہوا اگرچہ نظم و نثر
تازی و دری آپکا بہت ہے لیکن ترتیب کتاب کے وقت راقم کے پاس موجود نہ تھا اس واسطے یہ نسخہ اس شرف سے مشرف نہوا

جناب مولانا مخدومنا مولوی فضل حق نور اللہ تعالے مرقدہ

مجمع کمالات صوری و معنوی جامع فضائل ظاہری و باطنی بنای بنای فضل و افضال بہار آرای چمنستان کمال

شکل آرائے اصابت رای مسند نشین دیوان افکار رسای صاحب خلق محمدی مورد سعادات ازلی و ابدی حاکم محاکم مناظرات فرمان روائے کشور مکالمات عکس آئینہ صافی ضمیری ثالث اثنین بدیعی و حریری الحق وقت و لوذعی اوان فرزدق عہد و لبید دوران مبطل باطل و محق حق مولانا محمد فضل حق ہین حضرت خلف الرشید ہین جناب مستطاب مولانا فضل امام غفر اللہ لہ المنعام کے اور تحصیل علوم عقلیہ اور نقلیہ کی اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت سے کی ہر زبان قلم نے انکے کمالات پر نظر کر کے فخر خاندان لکھا ہی اور فکر و تحقیق نے جب ہنرکار کو دریافت کیا فخر جہان پایا جمیع علوم و فنون مین یکتائے روزگار ہین اور منطق و حکمت کی تو گویا انھین کے فکر عالی نے بنا ڈالی ہی علمائے عصر بلکہ فضلائے دہر کو کیا طاقت ہی کہ اس سرگروہ اہل کمال کے حضور مین بساط مناظرہ آراستہ کر سکین بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ آپ کو یگانہ فن سمجھتے تھے جب آپکی زبان سے ایک حرف سنا دعوائے کمال کو فراموش کر کر نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھے با اینہمہ کمالات علم ادب مین ایسا علم سرافرازی بلند کیا ہی کہ فصاحت کے واسطے انکی عبارت شستہ محضر عروج معارج ہی اور بلاغت کے واسطے انکی طبع رسا دستاویز بلندی مدارج ہی سحبان کو انکی فصاحت سے سرمایۂ خوش بیانی اور امرأ القیس کو انکے افکار بلند سے دستگاہ عروج معانی الفاظ پاکیزہ انکے رشک گوہر خوش آب اور معانی رنگین انکے غیرت لعل ناب سرو انکی سطور عبارات کے آگے پا بگل اور گل انکی عبارت رنگین کے سامنے خجل نرگس اگر انکے سواد سے نگاہ کو ملا دیتی مصحف گل کے پڑھنے سے عاجز نہ رہتی اور سوسن اگر انکی عبارت فصیح سے زبان کو آشنا کرتی صفت گویائی سے عاری نہوتی دل متردد ہی کہ اگر ان اوصاف نامحصور کا شمار بھی ہو سکا تو فرصت تنگ سخن مین کیونکر گنجایش ہوگی اور بالفرض اگر حوصلہ سخن مین بھی سمایا تو قلم فرسودہ زبان آتش لسان اور کاغذ بیچارہ اس قدر وسعت کہان سے لاوے اور علاوہ اسکے اندیشہ اپنی جان پر لرزان ہی کہ اس سرخیل سرگروہان روزگار کے اوصاف جمیلہ مین مثلاً بلندی شان کے مدح کے درپے ہو تو بالضرور تلاش معنی بلند مین منتہائے عالم بالا کی طرف صعود کرنا چاہیے اگر خدا ناخواستہ ایسے مقام سے پاؤن رپٹا تو گو کہ جس جگہ گریگا وہ بھی معنی بلندی ہوگا لیکن ازبسکہ اس سے اُن تک ہزار مرحلہ راہ بالا ہی اس بیچارہ کے پاؤن سر کی خیریت کا کھٹکا نا نہین لگتا ناگزیر عنان تفکر کو اس وادی بے منتہا سے پھیر کر کچھ حال سعادت اشتمال لکھتا ہون مولود میمنت آمود آپکا ۱۲۱۲ ہجری مین ہوا ہی سبحان اللہ وہ کیا زمانۂ سعید اور وقت حمید تھا ایسے طالع پر عطارد کو غیرت ہی اور اسکی سعادت پر مشتری کو حسرت اب سن شریف آپکا باون تک پہونچا گو پہونچے طبیعت کو ویسی ہی رسائی اور ذہن کو ویسی ترقی ہی اس ترقیات روز افزون کے ساتھ یہ آرزو ہی کہ ایسے صاحب کمال کے خزانۂ عمر مین بھی ترقی روز بروز عطا ہو آمین رب العالمین اگرچہ آپکا کلام

لطیف اور سخن پاکیزہ جد تحریر سے افزون ہے لیکن ناظرین کتاب کے واسطے قدرے اسمین سے درج قرطاس کرتا ہون

نثر فضلی

اما بعد فان الدنیا غرور مآلها قرور بل بها قرور ما مرور وظلها حرور لا یوازی همومها سرورها ولا یوازن ثبورها سرورها
ولا تحکی فی معافاتها ولا منها ولا تستادی افراحها و اتراحها ولا محنها ورحتها ولا تبلا فی سمومها نعیمها ولا سموم بها نسیمها
ولا تشکلها رخاءها ولا نزعها رخاءها بل آثر باقیها شمالها و نقصها منها کمال عاقبتها عافیتها اوصاب وحلومیها وسلوتها علاقم
وصاب اولها حبور وآخرها ثبور ود صفائها غبار و بقائها عبور وا ملوا لبور وقصورها قبور فکل من عمر فیها مؤس
وکل ما عمر فیها مطموس وکل من الوری وان شری فان مصیره الی الثری مبادیها آمال ومنادی عواقبها آجال
ومنایا فیها من صفو عیش الا ویکدره نوازل الاحداث وما علیها من ذی سن ونفس الا ومنتواه منازل الاجداث
الا ان الدنیا مستحیل لا یغنی عن حوالها وتغیر انحوالها حیلة فضعا وشباب وشیبة وتباب واتراف
واتراب ولهو واتراب ثم فقر واقتراب فقر وتراب یتشبون ثم یمتون ویبعثون ما یمنون فکل ما یمنون به انفسهم
یمنون وکل ما یعلمون ینتجه الیقین وریب المنون فانما للمنون ما یمنوا ان وللخراب ما یبنون وللترک اموالهم
والبنون لا یغنی فاتقا عنهم فواقهم ببقیهم فواق ولا تنبیه عن فراقها انبادانسه وانتشارهم واق ولا یکیه عند
بلوغ التراق وحضور التلابین والراق انتی ولا راق لا یفید المرتعد صماصیهم ولا یزید العمر عند
تمامه تیهم والناس لاجل الاهل للاجل ناسون وعاجل یواسون حولا یرقون او ماسون ثم عند الناس
ناسون ثم لا تغناس ما یقاسون ما یلوون فلا یلوون ولا یهاون فسوف یعلمون اری الموت لقیام الکرام
یخص النخاصة بالاخترام فکم اغتال ثبیلا وغادر لا یعقیب عدیلا وکریا بهالم تکلفت یدیا سنة الله التی قد خلت من
قبل ولن تجد لسنة الله تبدیلا کلا بل السامة طامة عامة غامة والسامة بل لا تذر یا منة ویا منة کل من علیها
فان فما لنبات من ثبات ولا لحیوان من دوام حیوان ولا تابید للاوابد بل لیست الخوالد بخوالد فما
انتشار ما شیئی الاهوی وما انتشار نیار الاخوی وبازهر نجم الاهوا وبا نجم زهر الاذوی ولما لم تدم ثبها نبطا
العناصر علی حال بل لا یزال الستحیل بعضها لبعضها کالنار هوا ثرا والهوا رباثرا والماء ارضا فالمرکبات
التی منها تخلق بالبلی والمخلوقة الخلق ولا سرعها الی البقا وباتفق اجتماعه من ما اختلفت من المواد واقربه
الی الفشار ما خص بالتولید والاثمار والاغتذار من الارض والماء واسبقه الی الرمس ما اعطی قوة الحس
واخصه باخترام المنیة من خص بالنفس الدابة المجردة السنیة والبنیة الواهیة المطروة الدنیة فالنفس

منطاعة الى الانسلال والبنية متسرعة الى الانحلال فلا بد له من الكبد والاضمحلال دماله بالاحتيال عن الاغتيال محيص ومحيد فلن يجد عنه ما يفيد وما يغنيه ولن يقيه ما يتردى اذا تردى فاذا اجاءه الردى لن تستطيع له ردا فانقضاء حكم حتم لا يحول له حول وحرم فانما سمى الموت يقينا لانه حق جزم فليس امره بمقدور وانما هو امر الله وكان امر الله قدرا مقدورا بل امر من صغير او كبير او قدرا وتقديرا الا وهو بتقدير عزيز قدير لا بتدبير وتقدير واذا القضاء لا يرد فالرضا به اجدر والانسان كما قال عز من قائل خلق هلوعا اذا مسه الشر جزوعا واذا مسه الخير منوعا لكنه سبحانه خص خواص عباده بالاستثناء وكرمهم بذكرهم في اثناء آيات كلامه بالاثناء وابعد حسن الجزاء بازاء حسن العزاء ووعد الاجر الجزيل من اختار الصبر الجميل واصاب من اناب اليه وتاب عند خطب تاب فما اصابه من جزع بما اصابه فمن تجنب بجنابه يقضي بجنابه ومن يدفع بجنابه من تحمل بالاضطرار وتجمل عند الاختيار وتاسى بالاعتبار فقد تاسى بكبار الاخيار في حسن الاختيار والجزع ينقلب عجزا او عجاوا لصبر يستوجب فرجا وتعلى درجا ومن تاسى وبالا وبيلا لم يجد سوى التجلد سبيلا ومن لم يستطع جلدا عنه بالكابد كيد الم تعلم ابدا فاصبر صبرا جميلا وانكان رزئي احدايك جليلا فان الوالد اذا ترك مولوده لا يترك له مجلود اذا الم ازل نداتت بنعاته الموعف على مستعانه وبذرني خبر وفاته الى ان اذنبه بعمالته فبالله اي خير وهب به او فاة واي خير وهب وفات واستار بار واي سار سار واي عنار غار فقد كان من الثقات الاثبات والدهاة الهداة يعامل بالصفا فات ويجامل بالمواسات ويتعدى عن التعدي والمعاودات فعو وابا حسن العاودات مترددا بالالتفات واسوادات مواظبا على العبادات والباقيات الصالحات فلو اباح الشارع التوبيخ والتفجع مكروبا كان الندب الى عدميه فمثل ذلك الندب المندب مندوبا لكن الحمد لله على انه خلف خلفا على سنة نيفا واسني منه تقريبا والانجع الناس نفسهم عليه اسفا فكيف يكون حال المولى الداهية فما اصابه من الداهية فالبشر على البلد معطور ولوا له زرين صبور لكن الحيوة الدنيا عند اهل الزور والزور زور وورد انت تعلم يا مولاي ان الصابر ماجور وان الجسايع مازور فسلم الامر الى القادر المقدور واصبر تامة اصابك ان ذلك لمن عزم الامور خلف الله عليك ووقف لديك بخير والقاك ووقاك كل ضرر وضير والسلام

قصيده

لا تصغ بهوى ابيض الماليد	فاخر الموت في اجفانها اسود
قد خاب من غازل الغزلان يا ملدا	و بادمن رام الشن الكريم في لبيد
في غمز الحاظها فتك لاسود وان	حاكين بيض الظبا بالطرف والجيد
مع الرشفة واستعد من ضفته	تلك العذاب عذاب غير مردود

لا تنتهي منظرة من غير بهج ... ولا ترشح سوى النجل من الجود
فلا يرونك لين في معاطفها ... ان القلوب بلين قسي الجلاميد
لبشر البشر تدبير با بعذاب فلا ... تنزرك غرة غر من ثنا غيد
ان العقائل يقتلن معقولا ولا ... يقتلن مقتولا من الماكات سود
فيمن قتيل التصابي ذل مبتهل ... ومبد صيد المعنى غرة الصيد
قد صاد في تايل يرى بلا خطا ... ويلاه من عامد في قتل مجهود
المشلا في الجفن مضا الظبا ولا ... تنقضي القواضب الا عند تجريد
حسنا و قمت شتات الحسن اجمعه ... فبدوت شمل عقلي اي تبديد
اذ تجلت لجذا المتبتل صعق ... خر ورموسي دويق الطور اذ لاود
شهدت بهند تي شمرتهند تت الا ... سيافت ظلما تقطع اي تهنيد
لم انسها اذ الست لي بنهج وجي ... كانما بدر تم فوق الملود
عادت قلي ثم عادت وهي عايدة ... تعاد عيد سقامي موسم العيد
شفت سقامي من حمر الشفاه كما ... عذب الرضاب بنباب وقنديد
ثم انثنيا فلا ندري اذ لكما من ... خمر المراشف ام من خمر راقود
شانتهي طيب العيش ما جنت ... الا المراشف بالمجد محسود
ما الطيب العيش لولا ان محمد ... عما قريب الى قبر وملحود
فلا ملاذ سوى خير الورى جمعا ... في الخلق والخلق والاحسان والجود
بداه تعدلن باتيه مقتضيا ... فكم ينالك من فوق ومنقود
احمى الصناديد اذ الناس محضهم ... اذ يفزعون لاهوال الصناديد
ان زار آدم قدرا عند مولده ... فكم ابي لتلي قدرا بمولود
لانه قد تمنى الرسل لو سبقوا ... منها على نار نوحي اهل المانيد
فلا بانه موسى في العروج ولا ... في اليمين عيسى وفي الملك ابن داود
بدا المحاسن بل بحر ومرحمة ... سفينة مستوى الجود لا الجودي

كم في جوري الحور من حور وكم بهو ... نواعس الطرف من بيض وتسويد
يبكي المشوق بعبرات موردة ... ما في ميا سمها من حسن توريد
النظم نظم كما عقد الاقوام نظم ... بسبب بجفوة عدل النعد معقود
انتقار بين شقار بل اذ طلبا ... ودرسل الصبغ احبو التقليد
لا تحسو فيظ المفتون يصيب عنه ... ما في عيون النشادي من عربد
بحوذ محموم مجمود يقتضب ... من عارم لاحظ في الاجفان مغمود
لا يقتضب لسيف الا اوليس قد ... تقاصب للحظ من مرة وتجديد
قسيم التلب والاعطاف منتثرة ... جسم كمار له قلب كجلمود
سبت فؤادي بقد وبما فليس له ... فاديه ان كان ليفادي كل معقود
بانت على بقد عادل وبعثت ... وفرقت بفتور الطرف مجاوسك
خشيت فعنت فؤادي وانشفت ... وعدت فخنت بانجاز المواعيد
امست تجبر تشوي او بليها رحا ... ونادت حبيب صبري اي تقديد
رشفت وارشفت حمر الرضاب كما ... سقيتها وسقتني ماء عنقود
وطيبت روحا برياها وناظرة ... بحسنها وسماعا بالاناشيد
وصل الغواني وكاس البابلي ... ورنات الاغاني لضرب الطنبور والعود
صرفت ريعان عمري في هوى ولهو ... والذ لك من عذر وتهديد
زند يا حميد بمغناه الرحيب تفز ... فكم بمغناه من جود لمنجود
احيى المجد وتراحيماء يجود على ... المحد ودعفو محدود
هو الشفيع عليهم والشفيع لهم ... في يوم هول شديد الهم مشهود
اختاره الله محبوبا وارسله ... بالرحمة والارشاد وتشديد
فاق النبيين طرا في الكمال وفي ... الجمال والعزم والاجمال والجود
ولا ابن يعقوب حسنا والخليل قرى ... ولوح غرابادي الفتح وتهديد
اصحابه بذلوا في نصر ملته ... او جاهدوا في المغازي كل مجهود

افنیک یا خیر مود او محبت بلا	قد طروته المعاصی ای قطرته	جزاوا الشمس تدنو فی القیامة	لنظلة تحت ظل منک ممدود
وان نجوا و تحت اللواء غدا	یا ذا لواء بعز النصر معقود	انشدتک فاقبل بدحتی کرما	حتی افوز بانشادی نشیدی
ابدی الیک مدیحا کالمسندر	و نیل نولک بالتقصید تقصودی	لا شک انک غوث الخلق اجمعهم	ولا تبالی اباطیل المناکید
	علیک ازکی صلاة الله ما صدحت	فی مورق البان ورقاء تغرید	

قصیدہ

فؤادی بالم والدمع باصح	وسهدی دائم والجفن دامی	فقلبی بالفتی بجوی ولوع	ولوع فی اضطراب واضطرام
ودمع بل دم صرف جری لنا	نیا طی ساجما اسی انسجام	وطرف ارقته بوفیه غمض	دلیل سهر مد ساجی الظلام
طویل لا یقاس بدزمان	فساعة کشهر بل کعام	کان کواکب الجوزاء تلت	باجفان ودام بالدوام
حمامی حاضر والوجد باد	جسیم ذابل والشوق نامی	یرانی الحب حتی لن ترانی	فلولا انتی حیلوا مقامی
اذاب الشوق احشائی واوری	لظی فی اضلعی دبالا غلامی	تاتینتنی بهول کشم بهشیم	وال علی معدلة القوام
سری فی القرابی فصار غرما	وذاک الهوم من اوری الوام	مرامی نظرة من ذات لحظ	مصیب لیس یخطی فی المرامی
کلمت لغضب لحظه ابرجی	ظباه من انتقام والتمدام	فهل شفقة مضاربه لتبتسم	فلا یلتام مالی من کلام
جروح السیف قد تلتام لکن	ظبا الالحاظ غیر ظبا الحسام	فکم سیف له ثلم و نبوة	وما لشبا الالحاظ من انثلام
جراحات الجوارح غیر جرح	تحنیه فلونه قبل بام	مرضت لا من الحاظ اغن	ولکن اشتقاو شفت سقامی
فانهمت ناظر اشمل شمالی	وخمر الکرى تریاق السمام	شفانی حین هم الهم جسمی	بلی لقیت عن سه و حمام
سحابی لما اسی حمامی	کما ندم الندام علی ندامی	وصد عنی الطبیب وصد عنی	نعیم و اهلی حثیث حماسی
لیشفعنی العداة دنیر ورسی	اداوی و شمت بی خصامی	فمن نزار یرمی الی خلیع	ومن لا یج یرمانی باتهام
ومالیسند هم ابا الا	عماذا او عمدا او لتعامی	الا من یحب یحبه عدو ما	بان ما مریب بیابسی
وان جوی الهوی فی القلب	وقد حک فینی نفع فی الضرام	و انی قد اخذت العشق دینا	وملکیت المحبة من رباسی
وانی لست اعرف من و نیر	فتیت او ورا عن امام	وانک لست اول من بلا ذی	وانی لست اول مستهام
فکم جابت کمثلک ظن جبت	الهوی نهرا لا یجد اذانی ملامی	فضا غوالی مواعظ تقضوا	تبیین الحلال عن الحرام
ولو عدلوا الما عذلو واعفوا	وماعنفوا بجفنی مستهام	ولو عنت لهم عذار عشتی	لواذی من حفا وبیرا کتمام
لکشفت فی الهوی لعدوی عذری	لم کشفت البراقع واللثام	ولو ظاعت من الاعذار سبیلا	طلوع الشمس من تحت الغمام

بازرنا بودتا بوا عن تقام　　وخیر المحمود و السلام
نفی الباغون صحوی عن هوا　　وهل اصغی الی یوم اللیام
رفیق عاتق عذب سنیته　　زکی النشر مسکی الختام
جمال زاهر کالروض عفت　　یفوز بالاقاع لدی اشتمام
لقمن اصلی وجفا فوانی　　فها فی مالفمن بالتزام
وبات یذلقنی بردا وبروا　　شفیعی نوحی ولیس لی مناسک
وباتت یدی للتشیبا وشاها　　وتحنا فی الزحام واصطلام
نبشنا ثم صابتنا وکذ تا　　بجاه محمد خیر الانام
بلا ذالناس اولاذ وخلال　　شفاعتهم ولا جالت وحام
وموسی والمسیح ومن سواهم　　اذا زنا عوا باهو ال عظام
ابرالناس اشدهم تمیتا　　ودادها هم جمیعا بالذمام
اشاع الفضل قسم العطایا　　وبالفضل فیه من التمام
محی وحمی اباطیلا وحقا　　فما اعلاه من ماح وحام
تقدم آدما خلقا وموسی　　بمعراج ونوح باعتزام
وداود او ارشد مبارک　　وتحکیم بین ارباب الخصام
تجلی الادیان طرا اذ اتانا　　بدین کان خیر مدام
ویجبه بدا الجبابسش طام　　تقطع علی الکواکب بانتظام
بلوجه العصاة غدا فتحی　　شفاعة الاثیم عن الاثام
بشیر منذر نور بشیر　　حباه الله اسمی الاسامی
شهاب صدقه حج روا　　مسلسلة امام عن امام
رمی الابطال کفار غزاهم　　تحجبا فوقوا بانصرام
بمولده رمی ایوان کسری　　واشرف سابناه علی انهدام
بدا النور قیصر وزر بصری　　لاعین قاطنی البلد الحرام

وانعنهم لقوسی حاجبیها　　بازرناق بلا رشق السهام
فکیف الصحو عن تمل سکور　　کان رضابه صفو المدام
یریني فرعها فوق المحیا　　ودجی لیل علی بدر التمام
تنفسی من تلاقی طول هجری　　فوافی باختیال واحتشام
شفیعی من کان قد اشفی الفرط　　الاتنحی واسمی کلامی بالکلام
تحیاتی وقد علقت یداها　　یدیه فلذی ویدیکیام
بزنیا باشتیاق والتقاء　　وکان صبوحنا خمر اختشام
شفیع الخلق احمدهم جمیعا　　حمید الخلق محمود المقام
وخیرتهم ابوهم ثم نوح　　وابراهیم عن نیل المرام
فجاوالا تدن به فادے　　ونجاهم من الدار العقام
هما من فی السما والارض فخرا　　فلیس له سمی او مسامی
فلیس له عدیل فی اعتدال　　وعدل الجسم فی اقسام
حمی وسما فهما نام وسام　　علیه فی بنی حام وسام
وابراهیم اکراما وعیسی　　بمقته ویوسف بالوسام
واقدام علی الجلی وحسبه　　وحسبه فی المغازی بافتحام
کشمس اشرقت ضوأ فضل　　الکواکب فی انطماس وانعدام
همام لیستغاث لکل هم　　فیکشف کل هم باهتمام
الی فهدی صراطا مستقیما　　عمن عمود احبار فی مرام
رئیم رحمة بر رؤف　　یری بادر صفوح ذو انتقام
کاهم بهائم وحسنین جذع　　ونطق حصی وتسبیح الطعام
والجم کل منطیق بذکر　　حکیم لایعارض فی النظام
فوا وبعهده کسری کسیرا　　وانشق الف کسری بالرغام
الا یا ماحی من کل هول　　ویا من حبل رافته عصاما

تصرم جل عمری فی الملاہی ۔۔ وبالہوای بعد من انصرام
فما لی غیر لطفک من ملاذ ۔۔ یکون بہ اعتضادی واعتصامی
یجوز عنی بجح واعتذار ۔۔ فارغب فی الحطیم عن الحطام
وکن لی لی ثری قبری انیسا ۔۔ وکن لی شافعا یوم القیام
الا یا قوم عطشنا ناہیو ما ۔۔ وبجنداک عمر اللج طامی
قد انقضت عرامی ورم عظمی ۔۔ وما لغرای ہوای من انفصام
فسل ربی لیودینی شہیدا ۔۔ لطیبۃ عند عزک الکرام
فدیۃ خلنی لزورک فی حیاتی ۔۔ قرارک مستکینا باستلام
انا الساوی فنادنی شرابا ۔۔ طہورا سالغایز ذی اوامی
علیک صلواۃ ربک ما تغنت ۔۔ علی ورق الفضا ورق الحمام

جناب مولانا مولوی محمد نور الحسن سلمہ اللہ تعالے

فضایل پناہ کمالات دستگاہ رنگ چہرۂ فضیلت آب روی شریعت دقایق آگاہ حقائق ومعارف پناہ خازن گنجینۂ اسرار ازل جامع شرائف علم وعمل ارسطو فطرت فارابی فطنت بانی مبانی فضل وافضال موسس اساس تکمیل واکمال قطب سماء ہدایت وارشاد منطقۂ فلک راستی وسداد عضادۂ اصطرلاب دانش وحکم بہ تکنۂ سنجی معروف وبدقیقہ فہمی علم موشگاف دقایق علم وفن مولوی محمد نور الحسن سلمہ اللہ تعالے ۔ شاگرد رشید مولانا محمد فضل حق زادت فضیلۃ کمالات علم اور فضائل خلق وحلم مین یگانہ روزگار حدت ذہن اور رسائی فہم مین یکتاے قرون وادوار فاضل اجل سرگروہ فضلاے اکمل خلق جبلی سے بہین فرو دافراد است محمدی اور سعادات ذاتی سے سرگروہ نزدیکان بارگاہ صمدی اس نحو دربابکین معقول ومنقول مین ایسی مہارت تامہ رکھتے ہین کہ اگر موجود کی معدوم اور جائز کے ناجائز ہونے کا دعوے کرین تو خصم کو بدلیل عقلی ونقلی دنشین کرسکتے ہین ۔ وجود ایسے فرد کامل کا ایسے روزگار نا پرسان مین دلیل قدرت پروردگار ہی کمالات ظاہری تو آپ کی ذات بابرکات مین جسطرح مجتمع ہین وہ تو نہایت ظہور اور غایت وضوح سے احتیاج بیان کی نہین رکھتے جاہل باطنی اور شرایف معنی جسقدر انکی ظرف استعداد مین فراہم ہین اگر خامہ وزبان انکے بیان مین سرگرم ہو تو ایک قرن تک چاہیے کہ سوا اس ذکر کے اور کسی حرف کو زبان پر نہ لاوے تو شاید اسکے ایک حرف کے بیان سے عہدہ برا ہوسکے سبحان اللہ خلق مجسم حلم مصور وقار متشکل خلق ایسا کہ بندگان الٰہی کی دلشکنی آپ کے اعتقاد مین خانہ خدا کی بنیاد گرانے سے کم جرم نہین رکھتی ۔ اور حلم ایسا کہ اگر اسکو ایک جگہ فراہم لا کر فرق فلک نہم پر رکھدین تو بسبب گرانی بار کے طبقات کرات کو اسطرح توڑتا ہوا پستی کو مائل ہو اور محیط کے دوسری طرف سے گذر جاوے کہ اوج سے حضیض تک نگاہ کو ایک جادۂ مستقیم محسوس ہو اور وقار اس درجہ ہین کہ فلک دوار کی ہزار گردشین انکی تمکین کا ایک نشست مین سر مو تفاوت پیدا نہین کرسکتین اور ان کمالات پر مزید ہی تقوی وثاری وزہد شعاری نقل کسی صحابی سے کہ وہ کہتے تھے اگر مال تمام عالم کا مجکو دیکر چاہین کہ ایک اذان نہ سنون مجھسے نہو سکیگا بے کم وکاست وبلا اغراق مبالغہ

انکو حق مین صادق آتی ہی مقتضا مرانکی کرسہ بیان راہ نیکان یہ بخشید کریم بود راقم کے حال پر ان حضرت کی نگاہ توجہ کو ایسا معروف کر دیا ہی کہ بدرجہ غایت نظر تربیت استادانہ سی منظور فرماوین تاکہ شاید یہی نظر عنایت بارگاہ کریم مین اس احقر کی نجات کا سبب ہو جاوے کوتاہ شب و فسانہ بسیار زبان قلم قاصر ہی کہا تک کہی اگر زمانہ مساعد ہوگا تو ایک نسخہ علیحدہ ان سرگروہ کلام دہر کی محامد مین لکھونگا

مولوی کرامت علی سلمہ اللہ تعالے

خلف الرشید ہین مولوی حیات علی خوشنویس علیہ الرحمۃ کے اور شاگرد رشید ہین مولانا فضل امام صاحب کے فضل و کمال انکا حد تقریر اور حیطۂ تحریر سے زیادہ ہی استحضار مسائل اس مرتبہ کو پہونچا ہی کہ حصولی انکے ذہن مین حکم حضوری کا رکھتا ہی عرصہ چند سال کا ہوا کہ شہر شاہجہان آباد کو تلاش معاش کی تقریب سی چھوڑا اور حیدرآباد کیطرف راہی ہوئے چونکہ السفر وسیلۃ الظفر حدیث مشہور ہی گردش فلک نے وہان انسے موافقت کی اور بالفعل ہزار روپیہ ماہیانہ کی منصب سے سرفراز ہین اس نواح مین مع قبایل اور عشایر کے بسر کرتے ہین نظم و نثر انکا کچھ راقم کو بہم نہیں پہونچا

جناب مولوی مملوک العلی سلمہ اللہ تعالے

شاگرد رشید مولوی رشید الدین خان صاحب علم معقول و منقول مین استعداد کامل اور کتب درسیہ کا ایسا استحضار ہی کہ اگر فرض کرو کہ ان کتابون سے گنجینۂ عالم خالی ہو جاوے تو انکی لوح خاطر سی پھر نقل انکی ممکن ہی ان سب کمال اور فضیلت پر خلق و حلم احاطۂ تقریر سے افزون ہی اگرچہ ظاہری دنیاداروں کی ہی لیکن سیرت اور سریرت مین درویشانہ اگرچہ چودہ پندرہ برس سی مدرسہ شاہجہان آباد مین عہدہ مدرسی رکھتے تھے لیکن اب کئی سال سی سرگروہ مدرسین ہین کہ مدرسی اعلی اس سے عبارت ہی انشا و نظم و نثر کیطرف کم توجہ ہی اگر ایسا فاضل اسطرف بھی متوجہ ہوتا تو یقین ہی کہ اس فن مین اپنے اقران و امثال سے ممتاز ہوتا

جناب مفتی سید رحمت علی خان عرف میر لال سلمہ اللہ تعالے

جامع صفات پسندیدہ مجمع اوصاف حمیدہ زبدۂ ارباب فضل و افضال حامی ہنر و کمال سید رحمت علی خان عرف میرلال کہ حضور سلطانی سے بخطاب سراج العلما ضیاء الفقہا سید رحمت علیخان بہادر کے ممتاز ہین کمالات ظاہری و باطنی آپکے حد تقریر اور احاطۂ تحریر سے متجاوز ہین علاوہ کمال توغل مشاغل علمی کی شایستگی اوضاع و پسندیدگی اطوار حسن خلق اور کمال بردباری و حلم اس مرتبہ پر ہی کہ بیان اسکا مجال خامہ و حوصلہ نامہ نہین قدیم الایام سی عہدہ افتا کا سلاطین سلف کی طرف سی انکے خاندان عالیشان مین مستمر ہی اب یہ عہدہ آپکی ذات بابرکت سمات سے مشرف ہی آباو اجداد راقم کو انکے خاندان بلند مکان کے ساتھ رابطۂ اتحاد قدیمی چلا آتا ہی اور یہی سبب ہی کہ لذات توجہ آنحضرت کی راقم آثم کے حال پر بکمال مبذول ہی بسبب کثرت شرائف مشاغل یعنے توغل علمی کے نظم و نثر کی طرف مطلق توجہ نہین

جناب آخون شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

عالم باعمل وارستہ آزو امل ہبط فیض ازل واہب آخون شیر محمد صاحب تھے اوج جبل الجنۃ مثواہ مولد آپکا افغانستان تھا لیکن ایک عرصہ دراز سے بارادۂ تحصیل علم و فضل کے وارد ہندوستان جنت نشان ہوکر اطراف وجوانب مین علماے کرام کیخدمت سے فیض علم و ادب حاصل کیا اور جب شاہجہان آباد مین وارد ہوے مولانا شاہ عبد القادر قدس سرہ کیخدمت سے اس افادت مین علم حدیث کو تحصیل کیا اور مولانا و بالفضل اولانا مولوی محمد اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق رہے چونکہ قناعت اور توکل ایک جامہ تھا کہ خیاط قضا نے انکے قامت استعداد پر سیا تھا حکیم غلام حسن خان مرحوم کے مکان پر سکونت اختیار کی اور مدت العمر ہرگز اخوان زمان اور ابناے روزگار کیطرف روے التفات نلاے اور شب و روز شغل ظاہری تدریس علوم عقلی و نقلی رہے اور مشغلہ باطن توجہ الی اللہ زبان خلق کے ساتھ گفتگو مین رہتے اور دل خدا کے ساتھ مشغول یہ وہ کام آن واحد مین اقوال سلاسل اختلال حکیم فلسفی کو داصلی مبطل مین سچ ہے

پاے استدلالیان چوبین بود ۔ پاے چوبین سخت بی تمکین بود ۔ سواے علوم ظاہری کے کسب فیض باطن خدمت حضرت بابرکت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ سے کیا اور مرتبہ خلافت کا پایا اگرچہ سلسلۂ پیری مریدی کا آپنے جاری نہین کیا لیکن استحقاق اس امر کا ہزار در ہزار مرتبہ مین رکھتے تھے ۔ اور آخر مین سکونت ہندوستان سے دل برداشتہ ہوکر بارادہ ہجرت اور اداے حج کے بیت اللہ کیطرف روانہ ہوے اثناے راہ مین انتسوین ماہ صفر ۱۲۵۲ ہجری مین نقد حیات کو متقاضیان اجل کے سپرد کیا اس واقعہ کو چھ برس کا عرصہ ہوتا ہے

جناب مولوی امان علی سلمہ اللہ تعالی

عالم اکمل فاضل اجل صاحب اطوار صدق و صفا زبدۂ کملا اسوۂ اتقیا مولوی امان علی سادات صحیح النسب سے ہین اور تحصیل علم حدیث فیض مواہبت مولانا شاہ عبد القادر قدس سرہ سے کی ہے بسبب قناعت و استغنا کبھی اہل روزگار کی طرف رجوع نہین کی اور ہمیشہ بے پروایانہ زیست کرتے ہین اور چونکہ رزاق انس و جان کے خزانہ تقدیر سے وظیفہ روز و شب ہے اسی پر قانع ہوکر اغراض دنیوی کو وسیلہ تعلق و خوشامد اخوان زمان نہین کیا جو کہ علم و عمل و طب مین مہارت تامہ رکھتے ہین اس بہانہ سے لطف رب جلیل نے شفاے اسقام انکے خامۂ فیض علامہ کی زبان مین ودیعت رکھی ہے اور اس حیلہ سے تقوی و ثواب اخروی انکے گنجینۂ اعمال مین تو وہ تو وہ جمع ہوتے جاتے ہین راقم کو انکی خدمت مین نیاز و اعتقاد بدرجہ کمال حاصل ہے اور انکی طرف سے راقم پر بھی مراتب الطاف اندازے سے زیادہ وقوع مین آتے ہین غرضکہ صفات حمیدہ حوصلۂ اندیشہ مین نہین گنجایش رکھتے لکھنے اور بیان کرنیکا تو کیا محل ہے ٭

جناب مولوی محمد جان غفر اللہ لہ

کتب تحصیلی کو اچھی طرح سے پڑھا تھا اور مسائل علمی نہایت مستحضر تھے فاضل اجل تھے اور عالم اکمل طبیعت نظم و نثر فارسی کیطرف بہت مائل تھی نثر متین اور نظم رنگین انسے یادگار ہین اور اس کمال پر اخلاق ایسا کہ کسی مین اسکا نمونہ نہین دیکھا گیا اور متانت وضع اور پاس آشنائی

اور ایسا تھا کہ کسی اور مین اسکا عشر عشیر مشاہدہ نہین ہوا اور مدت تک سرکار انگریزی مین عمدہ سررشتہ داری فوجداری پر مورر ہی اور امور رجوعہ کو نہایت ہوشیاری اور دیانت کے ساتھ سرانجام دیا چند سال کا عرصہ ہوتا ہی کہ اس جہان فانی کو رخصت کیا راقم سے بسبب قرب قرابت کے محبت مفرط رکھتے تھے اگرچہ نظم و نثر انکی طبع زاد بہت ہین لیکن باختصار ایک مخمس کی دو بند پر قناعت کرتا ہون کہ غزل شفائی پر لکھا تھا ناظرین کو بفحوای مشتے نمونہ از بسیاری انکی جودت طبع اور تیزی فکر پر دلیل ہو سکتا ہی مخمس

در دلش عشق سیه فالی کی ورا آزار رشتہ کند	اینهمه آسوده گهی با همه دشوارت کند	بیخبر از خود لیک بجان غیر وارت کند	گو حریفی تا نگاه تیز در کارت کند
	انتقام من کشد جای گرفتار رشتہ کند		
ای چه تا بنده داری هنر زبان گفتار عشق	و انکت بتابد طاقت و شسته از رنج عشق	تا کجا آخر صبوری باید اندر کار عشق	میبری زنده شفائی منش یا اظهار عشق
	ترسم این بیطاقتی با عاقبت خوارت کند		

مولوی نوازش علی سلمہ اللہ تعالے

شاہجہان آباد کے علما کی خدمت مین کتب تحصیلی کو حاصل کیا اور حدیث نبوی کو حضرت بابرکت مولوی محمد اسحاق محدث دہلوی غفر اللہ سے پڑھا استعداد کامل رکھتے ہین ازبسکہ طبیعت ہدایت وارشاد کیطرف مائل ہی اکثر اوقات مجلس وعظ بھی انکے یہان منعقد ہوتی ہی اور ساکنین شہر شاہجہان آباد اکثر بشوق اتمام وارشاد وعظ کہنے کیواسطے اپنے اپنے گھر مین انکو تکلیف دیتے ہین خلق و علم مین یگانہ روزگار اور قناعت و توکل مین شہرۂ آفاق ہین۔

مولوی محمد رستم علیخان سلمہ اللہ تعالے

تحصیل سے فارغ اور کتب ہیئت و ہندسہ کو راقم کے نانا صاحب مرحوم نواب دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ سے اچھی طرح پڑھا اور حدیث و فقہ جناب مولوی اسحق علیہ الرحمہ سے اور طب مین مہارت معقول رکھتے ہین اور مریض انکے علاج سے شفا پاتے ہین اور کتب فارسیہ کو بھی بہت تحقیق کے ساتھ پڑھا ہے غرضکہ عالم مستعد اور فاضل اجل ہین بالفعل خدمت نقل نگاری پر حضرت بادشاہ جمجاہ سراج الدین محمد بہادر شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ کی سرکار مین مامور ہین۔ اور خطاب مصلح الدولہ حکیم محمد رستم علیخان بہادر سے ممتاز راقم سے بھی رابطہ محبت بکمال رکھتے ہین انشا و نظم و نثر کیطرف کم متوجہ ہوتے ہین مگر اخبار سلطانی ہر ہفتہ انکی نثر طبع زاد کا نمونہ ہی۔

حاجی محمد سلمہ ربہ

ساکن ہین نواح جونپور کے اور بعد ادای حج بیت اللہ کے شہر شاہجہان آباد مین وارد ہوئے اور مولانا محمد اسحاق صاحب سے کتب حدیث کو تحصیل کیا اگرچہ اور فنون سے بھی آگاہ ہین لیکن فن حدیث کو اچھی طرح سے جانتے ہین ورع و تقوی مین مستثنی ہین راقم نے جناب مستطاب مولانا مخدومنا مولوی محمد صدر الدینخان بہادر کیخدمت مین انکو حاضر ہوتے دیکھا اور انکی جوہر کی تحقیق طبع ہوا اسواسطے کہ حاجی صاحب موصوف مولانای ممدوح کیطرفسے مدرسہ دار البقا مین درس دیتے

ملا سرفراز سلمہ

یہبی بڑی مستعد شخص ہین کتب معقول و منقول و حکمت و ہندسہ و ہیئت بہت تحقیق سے پڑھاتی ہین حدیث اور تفسیر جناب مولانا مولوی صدر الدین خان بہادر سے پڑھی ہی اور اب جناب ممدوح کی طرف سے مدرسہ دار البقا مین مدرس ہین —

ذکر قرار و حفاظ شکر اللہ سعیہم

اگرچہ اس شہر کرامت بہر مین فضل الٰہی سے حافظ اس کثرت سے ہین کہ رمضان شریف مین باوصف کثرت مساجد کے کہ حد شمار سے باہر ہین کوئی مسجد ایسی نہین ہوتی کہ اُسمین دو دو تین تین شخص کلام اللہ تراویح مین ختم نکرتے ہون اور مسجد جامع مین تو شمار سے باہر کلام اللہ تراویح مین ختم ہوتے ہین لیکن تیمنًا چند اشخاص نامی کا ذکر لکھتا ہون —

قاری قادر بخش سلمہ اللہ تعالیٰ

حروف کو مخارج سے ادا کرنا جیسا کہ حق ہی اور پھر الحان داؤدی سے حق ادا ہی اسپر وہ خدا شناس کا ہی اور ورع و تقوی کا حال تو جیسا ہی اُسکے بیان مین زبان قاصر ہی کمال قناعت کے وجہ قلیل پر اکتفا کر کر گوشہ مسکنت مین بسر کرتے ہین عمر شریف آپ کی قریب ستر برس کے پہونچی ہی

حافظ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ

انکے برادر حقیقی قاری صاحب موصوف گو کہ قرارت مین وہ مرتبہ کمال کا نہین لیکن کلام اللہ کو اس صحت کے ساتھ پڑھتے ہین کہ مافوق اُسکے متصور نہین اور اوراد و وظائف مین اوقات شبانروزی صرف ہوتی اور صورت سے للہیت ظاہر ہوتی ہی —

قاری محمد بیگ غفر اللہ لہ

علم قرارت مین اقران و امثال سے گوے سبقت لیگئے تھے اور مخارج حروف کو اس خوبی سے ادا کرتے تھے کہ حروف کو خود اُسپر ناز تھا غرضکہ جامع علم و عمل تھے اور از بسکہ قناعت و توکل سے ان حضرت کا خمیر تھا تمام عمر اغنیا کے دروازہ کا نام نہین لیا دو تین برسکا عرصہ گذرتا ہی کہ دنیاے فانی سے رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون —

قاری احمد سلمہ اللہ تعالیٰ

ایسے عالم علم قرارت ہین کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا اور زبان اُسکی اوصاف سے قاصر ہی دینداری اور اتباع شریعت اور اکل حلال اور اکتساب خیرات اور اجتناب از نواہی سب ایک ذات ستودہ صفات مین جمع ہین اس جامعیت کے ساتھ اور شخص سے کم نظر سے گذرا ہی

حافظ عبد الرحیم سلمہ اللہ تعالیٰ

اگرچہ علم قرأت حاصل نہین اور تجوید حروف جسقدر چاہیی اور اسکا نام قرارت رکھا جاوے انکو پہنچ مین محسوس نہین ہوتی

لیکن فیض واہب العطیات سے آواز خوش اور طیب لہجہ اسطرح عطا ہوا ہی کہ طیور کو طیران اور پانی کو جریان سے باز رکھتا ہی اسکا ایک ادنے وصف ہی جس مجلس مین اس مرد خدا نے قدم رکھا اور بارادہ قرأت قرآن لب ہلایا اہل مجلس سراپا گوش اور گوش سراپا ہوش ہوکر متوجہ ہو جاتے ہین بلکہ جس وقت خاص و عام کے گوش زد یہ ہوتا ہی کہ آج فلان مجلس مین اس صاحب کمال کا گذر ہوگا اجتماع خلایق سے وہ مجلس حکم میلہ کا بہم پہونچاتی ہی اور اُنکے قرآن کے پڑھنے مین وہ اثر ہی کہ وقت استماع کے سامعین کو دنیا و مافیہا فراموش ہو جاتے ہین ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۔

ذکر بلبل نوایان سواد جنت آباد حضرت شاہجہان آباد

بہر کجا کہ رسوم وصف دوستان گویم　　ہوا سے یار فروشی دکان نمی یابد

جناب مرزا اسد اللہ خان غالب مدظلہ العالی

ہماے اوج مفاخر و معالی جاگزین سدرۃ المنتہی مراتب بلند و مدارج عالی موسس اساس شیوا بیانی بانی بناے الفاظ و معانی عندلیب بہارستان سخن گستری طوطی شکرستان معنی پروری اوج سماے برتری و والا تباری مہر سپہر بلند اختری و گہر درج اقتداری شاگرد رحمٰن استاد سحبان المعی زبان لوذعی بیان فرزدق دہر و لبید اوان سمی وصی رسول اللہ جناب مستطاب مرزا اسد اللہ غالب تخلص دیوان حافظ انکی لسان الغیبی کے عہد مین دلون سے فراموش زبان خلاق المعانی انکے معنی ایجاد کے زمانہ مین خاموش چراغ انوری الکفین کے شعلہ فکر سے روشن اور سینہ آذری الکفین کی آتش حسرت سے گلخن عنصری انکے رشک افکار سے ایسا جل گیا کہ گویا اُسکا پیکر فقط عنصر آتش سے متکون ہوا تھا اور سحبانی اُنکی حسرت کمال سے ایسا رو دیا کہ مگر اُسکی بینائی چشم فقط عنصر آب سے بنی تھی زلالی انکے چشمۂ ہنر کا تشنہ لب اور ابو اسحاق انکے خوان اطعمہ استعداد سے نعمت طلب خاقانی اس خسرو معنی کی کمتر رعیت اور خسرو اس بادشاہ سخن کے آگے سرگرم خدمت ملاحت کلام سعدی انکے خوان فیض کی نمک خوار اور شیرینی زبان حافظ انکی نغمت مقال سے روزینہ دار رنگینی معنی سے صفحہ کو گلزار رنگ اور طراحی فکر سے کاغذ کو ارژنگ کرنا خاصہ اسی چمن طراز سخن وری اور نقاش صحیفۂ ہنر پروری کا ہی اگر الفاظ ثقیل سے گرانی اُٹھاسے تو کوہ کاہ کا حکم پیدا کرے اور اگر سخن مین متانت صرف کرے تو ورق بیاض صدمۂ صرصر سے جگہ سے نہ ہلے قلم انکا معنی روشن کی تراوش سے فوارۂ نور اور عبارت پاکیزہ انکی لطف کیفیت سے شراب انگور اگر اس سخن طراز کے کمال استعداد کو جو ظرف حصر و شمار سے افزون ہی خامہ دو زبان بیان کرے اول چاہیے کہ ملکہ عقل فعال سے عاریت مانگے اور زبان قلم تقدیر سے مستعار رکھے ؛ مین ارادہ کرتا ہون کہ اس

حضرت کے اوصاف حمیدہ اور محامد پسندیدہ کو دفتر کتاب مین درج کردن اور عقل فریاد کرتی ہی کہ ہر گاہ مین سے
اس تقدس پژوہ اور امداد مستمد افیاض کے ساتھ جب اس امر کا قصد کیا کارکنان بارگاہ جلال سے کمی استعداد کا
طعنہ سنا اور سوء ادب کی سرزنش حاصل کی تو با اینہمہ نقصان عقل و ہوش کس شمار مین ہی فی الحقیقت اگر لنگ لنگان
اپنے تئین جادۂ مقصود مین ڈالدیا تو ہوس حق السعی یعنی شاباش کی متوقع ہوئی اور حال یہ ہی کہ دشوار پسندان بلند نگاہ
بلکہ دقیقہ یابان انصاف طینت کے آگے حصول صلۂ آفرین تو کیا خجلت نارسائی اور طعنۂ نا عاقبت بینی سے اٹھانکو
جگہ نہ ہیگی ظہوری نے سچ کہا ہی؛ کسی کہ از عہدۂ ثناے کسی بیرون نیاید چہ اولی بعجز اعتراف ننماید؛ بہتر یہ ہی کہ فکر
کو اس اندیشۂ محال سے باز رکھے اور اپنی نارسائی کا پردہ فاش نکرے بیت نامی است بعہد بلند و پستی؛ ہان پا
لغزوت رستی؛ نام نامی اور اسم سامی انکے والد ماجد کا عبد اللہ بیگ خان تھا آپ اتراک سے ہین اور سلسلہ آپکے
نسب کا افراسیاب و پشنگ تک پہونچتا ہی آپکے بزرگ سلجوقیون کے عہد مین بسبب اسکے کہ آنکے ہمجنس و ہم گہر تھے
فرمان روائی رکھتے تھے؛ جب سلجوقیون کے عہد سلطنت کا دور انجام ہوا انکے آبا و اجداد نے سمرقند مین توطن اختیار کیا
اس حضرت کے جد امجد اپنے پدر مشفق سے ایک امر سہل پر قدرے شکر رنج بہم پہونچا کر ہند مین تشریف لاے اور لاہور مین
معین الملک کے رفیق ہوئے اور اُنکے تباہ ہونے کے بعد وارد دہلی ہو کر سلطان عہد کی سرکار مین سررشتۂ ملازمت
ہاتھ مین لا کر سلسلۂ چاکری کو استحکام دیا حضرت ممدوح کے والد ماجد دہلی مین متولد ہوئے اور یہین نشو و نما حاصل کی پھر
کسی سبب سے بود و باش اکبرآباد مین اختیار کی اور حضرت ممدوح کو والدۂ مشفقہ کے کنار شفقت اور آغوش عاطفت
مین پانچ برس کا چھوڑ کر جنات نعیم کے گلگشت کی طرف متوجہ ہوئے آپ کے چچا حقیقی نصر اللہ بیگ خان کہ اُس عہد
مین مرہٹہ کی طرف سے اکبرآباد کے صوبہ دار تھے آپ کی پرورش اور تربیت مین مصروف ہوئے جب ہندوستان مین
تصرف حکام انگریزی کا ہوا نصر اللہ بیگ خان لارڈ لیک بہادر کے رفیق ہو کر چار سو سوار کے رسالہ سے اعادی بادہما کے
ساتھ سرگرم جنگ رہے جرنیل لیک صاحب نے اس کار نمایان کے صلہ مین دو پرگنہ مضافات اکبرآباد سے انکی
عین حیات تک جاگیر مین عطا کیے پھر اُنکے سانحۂ ناگزیر کے بعد جو ۱۸۰۶ء مین پیش آیا جاگیر موافق قرارداد کے
ضبط ہوئی اور جاگیر کے عوض مین اس حضرت کے واسطے نقدی مقرر ہو گئی پھر وہان سے بسبب انس طبیعت اور میل خاطر
کے شاہجہان آباد مین تشریف لائے اور اُس معاش پر قناعت کرکے گوشہ نشینی اختیار کی ہی اور بہترین شغل آپ کا اس عالم
تنہائی مین سخن سنجی اور معنی پروری ہی حق یہ ہی کہ جان سخن پر منت اور سر معنی پر بار احسان رکھتے ہین ہر دائرۂ الفاظ
دہن شکر اور ہر حرف زبان سپاس ہی انکی نعمت تربیت کا راقم آثم کو جو اعتقاد انکی خدمت مین ہی اُسکا بیان

نہ قدرت تقریر مین ہی اور نہ احاطۂ تحریر مین آسکتا ہی اور چونکہ ؎ دلہارا بدلہاراہ باشد ؎ آن حضرت کو بھی وہ شفقت
راقم کے حال پر ہی کہ شاید اپنے بزرگون کی طرف سے کوئی مرتبہ اُسکا منشا وہ کیا ہوگا مین اپنے اعتقاد مین انکے
ایک حرف کو بہتر ایک کتاب سے اور انکے ایک گل کو بہتر ایک گلزار سے جانتا ہون اور اگر دیکھا جاے تو حق بھی یہی ہی
خوشا حال آن لوگون کا جو آپ کی خدمت بابرکت سے مستفید ہوتے ہین اور جواہر گرانمایہ کہ آپ سے حاصل کرتے ہین اُسکو
مغتنم جانکر کبھی جزودان حافظہ مین محفوظ اور کبھی صندوق بیاض مین امانت رکھتے ہین اسطرحکے سفینا مین عطاے
مستفید کے پاس خروار خروار فراہم آگئے ہین اور چونکہ مثل مبدار فیاض کے آپ کی طبیعت فیض موہبت نسبت بخل سے مبرا ہی
آپ کو اُن جواہر بے بہا کے اعطا مین کچھ دریغ نہین ہی ؎ منطقش کہ بدوست جان توانا ؎ چون بادہ خرد فزای دانا ؎
آپ کا جواہر خانۂ نفائس سخن حد شمار سے افزون اور طرف حصر سے بیرون ہی ایک دیوان قصائد و غزلیات کا تیس جزو
سے زیادہ مرتب اور منطبع ہوا ہی اور اسی طرحسے نثر اور ایک کتاب پنج آہنگ نام نہایت فوائد جلیلہ پر مشتمل قریب چودہ
پندرہ جزو کے آپ کے نتائج فکر سے ہی کہ منشیان معنی رس کے واسطے مغتنمات عظمی سے ہی اور ایک مثنوی مشتمل اوپر غزوات
حضرت رسالت دستگاہی ختمی پناہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگرچہ ہنوز ناتمام ہی لیکن پھر بھی قریب پندرہ سولہ جزو
کے ہوچکی ہی انشاء اللہ تعالے جسوقت اتمام کو پہونچے گی گلدستۂ بزم احباب ہوگی ؎ راقم تیمناً و تبرکاً کچھ نظم اور کچھ نثر اُس
کتاب مین لکھکر ہدیۂ نظر ارباب شوق کرتا ہی تاکہ معلوم ہو کہ نظم کس رتبہ کا ہی اور نثر کس شان کے ساتھ

آرایش گفتار در ظہور نور و نموداری صبح

دمیکہ سرہنگ سیاہ شبگاہ روزگار بہ باز قراست خاتم سلیمانی گلوی اہرمن شب درہم افشرد و آن رخشندہ گوہر یزدانی
رہا بدان روشنی کہ تو بیداری آفتاب است از دہانش بدر آورد گلبن زندگی راکہ شکنجۂ خزان خواب برگ و بار فرو
ریختہ بود ہنگام کشایش نوبہار فراز آمد و قدح و شیشۂ پیمانہ را آب رفتہ بجوے و خمار آلودگان شبانہ را رنگ پریدہ بروے
باز آمد تو تو پردہ ہاے ظلمت کہ بر روے آفاق فروہشتہ بود از میان برداشتند و شادروانی از نور بدان درازی
کہ پہناے گیتی را فرو گیرد در جہان جہان برافراشتند ؎ سحر لور رقیبانہ برکشاد و بساط شب از نہیب غریبانہ در نوشت گلیم
خسرو زرین افسر زمردین اورنگ چون خواست کہ لواے جہان کشا بہ تسخیر ہفت کشور افرازد نخست لشکریان را بجہت آ
ہمواری راہ بتاراج گنج گوہر پرویزی حملہ آرد بخونگرمی اوباش گرسنہ چشم لوامع سحری آتش فتنہ بر آسمان درگرفت کہ
کالاے نارواے تنگمایگان شبنم بہر دران دستبرد بہ تاراج رفت بسپاس فیروزی وشکرانۂ بہروزی خمستان نور را درکشادند
و ذرہ ذرہ را باندازۂ گنجائی و قوت ازان بادۂ روشن در دادند چنانکہ زیر و رختان کہ آبروی صافی آشامی و طالع زود شناسی

شهر یارش نبود هم بدان ذره و سایه که بحسب تقسیم دوران صلای عام بوی رسید سیه مستی آغاز نمود و سایه با انهمه که در آفرینش از روشنی دور است هم از اسباب شوکت جهانگیری حضرت نور است حقا که اگر اینها بیه تیرگی باستے نمے گذاشتند پروانه سوز و لی ظلمت شب یکدام نداوسے نگذاشتند ❊ مثنوی ❊ بامدادان که شب روان نیز

نقد جان باختند در ره عسس	دهشت دزد از میان برخاست	از سر کوچه پاسبان برخاست
خستگی روے تافتم از در	رفت پیوند با لشے از سر	گرد از راه کاروانها جست
گونه گون مرغ ز آشیانها جست	در نهانخانها سوز و گداز	دل ز انده و رسته و شمع از کار
همه آغاز فروغ و فراغ	خونبهاے هزار شمع و چراغ	گشت شمع و چراغ هر خانه
ذره رقص کرد پروانه	نو عروسان خویشتن آرائے	گوهرین بارهٔ نگارین پاے
پیش از ان دم که دست در شستند	دست و پا از حنا فرو شستند	شانه باغ را بجلوه گری
تازه گردید رسم پرده دری	تا دران صبحدم بگوشه باغ	زغن چشم نیمباز به زاغ
بر لب آب جوهر آئینه	دید روے خود اندر آئینه	چرخ نیرنگ ساز شعبده زاے
گرده از زاغ آشکار نماے	تیرگی از میان کنار گرفت	کار بر روشنی قرار گرفت

صبح صادق برات نور آورد | روشنی مژدهٔ سرور آورد

سخن در هجوم ظلمت شب

هنگامی که روشنی روز که جان جهانی زنده باوست از هنگامه روی بر تافت و تیرگی شب که نمودار نجم رخشنده باوست بر آفاق دست یافت آفتاب جهانتاب را روزگاریکه بازی سر آمد ناخیل خیل نقاش از هر گوشه و کناره پرواز اندر آمد قضیه از سپهر پس از آنکه دران سیاهی پردهٔ بر افراخت ❊ بازی چند از پس آن پرده نمودار ساخت شام آمد و رفت سر بپابوس خیال ❊ بر تخت شهی نشست کاوس خیال ❊ از گردش گونه گونه اشکال نجوم ❊ گردید دماغ دهر فانوس خیال ❊ بدل گشتن خرام تدرو بسایه هر دو بال افشانی پروانه پر سوخته و پر تو شمع افروخته بینوا ماندن روشنا سان باغ در آشیانه و بچراغ رسیدن گمنامی چند از دودمان پروانه سپراندختن خسرو روز در ستیزه و خندهٔ دندان نمای زنگی شب بدین آویزه چیره دستی سپاه زنگبار بر لشکر روم و خموشی بلبل یکتا چهره غوغای یوم بچشی شاه در خفتن به بخت دزدان گرفتار و اضطرابی دزده و بیداری عطاسی شاهان کامگار از پس پرده سر بر آوردن دوشیزگان شوی نادیدهٔ آسمانی و فرو خفتن کشاده رویان بیوه شیوهٔ چمن بیاکدامانی

۵۵۲۳۷

بدر جستن ماہی و خرچنگ و بره گاو از ہر کرانه و وَہم را به گمان خرامیدن شیر اندر انمیانه و شکسته شدن طلسم روز به ہنگامهٔ لوح ماه و ورخ نمودن صد ہزار پرند از یک پرند سیاه بدان بوالعجبی یار روزگار در میان نهاد که چرخ پیر از کهکشان انگشت حیرت بدندان نهاد مثنوی شام نگو جادوی مشکین لباس

ہم به ہنر ہم به اثر روشناس	تازگی کسوت عباسیان	تیرگی خاطر تماسیان
غالیه سای نفس مقبلان	پرده کشای ہوس بیدلان	ہمسبق پرده کشایان راز
ہمنفس پرده نشینان ناز	نکته وران را به سخن جانفزای	راه روان را دم راحت کشای
رہروزدان به نهانخانها	قاسم مہتاب به ویرانها	سرمهٔ آواز خدا با تیسان
شهپر پروانه مستانه جانیان	رام کن شوخ عروسان نیکو	غازه ده شمع شبستان بردی
بربط آوازهٔ شبگیر ما	رشتهٔ شیر ازهٔ زنجیر ما	گجستگی آئین شب را نازم که گرچه

تیره و ظلمانی است لیکن جمعیت به روزگارش بدان فراوانیست که ہرچند دیده وران نجست و جو شتافتند جز طرهٔ مهوشان و خواب عاشقان که آن بابالین پریشان است و این به بستر ہیچ جا از پراگندگی نشان نیافتند رباعی

شب چیست سویدای دل اہل کمال سرمایه ده حسن بزلف و خط و خال معراج نبی بشب از ان بود که نیست وقتی شایسته تر ز شب بهر وصال

عبارت در صنعت مقطع الحروف

روان راو او داد ور زرش راز	در آور داز روان دل راد آواز	روان در دل روشن زبان راز دار
درون دل روشن آواز دارد	روان آوارهٔ واوی ور روشن	ده آور وره دل روی زروش
وداع رزح واد دل وران اه	ززدوح آوخ ز دل در دو زراه آه	ماز دار رب دد دو دوازده دار

ان دروری درج در وورا ورد و وذن ذات اورا وزارت واو از درا ورار دوان ودل ز دوار دی رو وراز راه ارادت روی دل زار زی داور روزی ده آ دردم دراسے دل وران راه آواز ورای زرا در دراو وراو رراو وان ودای آرا سے رار آوردوان روزی ده آدم ددو دام ودروش دل زار را دل آرام در روزازل آدم را دل داد وروان داو واورا ک را وررو زن ودل ر روو اداو آدم زاد از دای زر دای زر آدرو دول زودول نه ووداغ از زود او آب رزدر در زد آوسدو آ ز زدرد دی زروان داد از دل ورود ده وآن ادراک از روان زرد و ده زرو رز در دروزدن دل ازه وودل ازان ازه ذره وره آرود دل آب درد دغ و آرام

دل در آز و آرزو در وغ دل داده از دار زدار دردم اژدر دور دو آرزو راه ره روا از ذوق آزادی در آرم در رد می دل وا دام دور
وا زدی در رود دل و دل از درد دوری دام دوزم در آزار از لرد ارمی و ردی در راه آری از ورد و زدو وره زن آزار
سه و دروغ آن از دو و دو داغ آوازه اش ؛ ارزو آرزو آزرو در واز اش ؛ راه رود دل آزاز زاغ و ذوق داغ و راه رواز
روه از آواز زاغ ؛ وه ده ای آدم زاو از روای از واو واز آزرم دور ای زر در روا از دوری زر زر زر و زرو دار ای دل آزار
را در دوام آرزو می درم در آورد و در دان را ز زاری دل آزردن و اور را ارزق وان دو داغ آزار دل زوای دل را ز زاری ما

انتخاب غزلیات

آشنا یابد کشش خار رهست دامن ما
بود آمیزشش جان در تن ما یا تن ما
تا رود شکوهٔ تیغ ستم آسان از دل
خود ز رشک است اگر دل بود از دشمن ما
دعوی عشق ز ما کیست که باور نکند
آتش و گرد نمایان ز رم توسن ما
ما بودیم به این مرتبه راضی غالب
بر دوست راه ذوق نظر بسته ایم ما
فرمان در و تا چه روائی گرفته است
متاعم را بغارت داده اند از نا روائی ها
سوزد ز بسکه تاب جمالش نقاب را
پس از تمری بیادم داور سهم و راه پیکان را
پیچد بوقت ذبح تپیدن گناه من
چندانکه ابر نیسان در گوهر آفرین است
هر چه فلک نخواسته است هیچکس از فلک نخواست
هم محک تو زر ندید هم زر من محک نخواست
رند هزار شیوه را طاعت حق گران نبود

گویی این بود از این پیش به پیراهن ما
سایه و چشمه صحرا دم عیسی دارد
بخیه بر زخم پریشان فتد از سوزن ما
می پرد مور رنگ جان بسلامت ببرد
می چکد خون دل ما زرگ گردن ما
طوطیان را بود سبزه جگر گون منقار
شعر خود خواهش آن کرد که گردد فن ما
با خندهٔ خود این همه شوخی نمیکند
صد جا چو نی بناله کمر بسته ایم ما
گر دمی چون نی زنی با هم چنان بر خویشتن نالیم
دانم که در میان نه پسندد حجاب را
گره در هم و پیراهنا چاکش نگرید
دانسته و ششنه تیز نکردن گناه کیست
گمان زیست بود بر منت ز بیدردی
ظرف فقیه می نخست باده با گزک نخواست
ترفه خوش است در بزم پیر دین خشن خوش است
لیک صنم بسجده در ناصیه مشترک نخواست

لب تو چون باده کرد و شیشه هم از شیشه جدا
اگر اندیشم منزل نشود رهزن ما
دوست با کینهٔ ما مهر نهان کرد و رزد
تا چه برق است که شد تا مرو خرمن ما
سخن ما ز لطافت نپذیرد تحریر
نور ده خون جگر از رشک سخن گفتن ما
نقشی ز خود به راه گذر بسته ایم ما
خود را بنزد و بید تو بگر بسته ایم ما
نیرزم التفات دزد و رهزن بی نیازی بین
گر پندارم سر آمد روزگار بی نوائی ها
رسید منتهای منقار هما با استخوان غالب
اگر از ناز نجوید هم نگاید چه عجب
نازم به نزد و یا بی نازد بگوش و گردن
بر است مرگ دلی بدتر از گمان تو نیست
جاه ز علم بخیر عالم نه جاه بی نیاز
عشق به خار خار غم پیر نهفتن نخواست
سهل شمر و سر سری تا تو ز عجز شمری

غالب اگر براوری دلو خود از فلک سبوست
در کشاکش ضعفم نگسلد روان از تن
گسست تیغ در کمان به نشاط کند نیست
دوشینه مستی کز بکیده است لبش را
زہی شگفتگی دل که از جبین پیداست
چشم بد دور چه خوش می شوم امشب که ...
که بنده خوبی او خوبی خداوند است
دراز شب بیداری من انجمنی نیست
عسس بخانه و شحنه در بزم سر اخفت است
نه بدر جسته شرار و نه بجا مانده رماد
بیچاره باز داد دمی شکوه گرفت
بردی صید تو از ذوق استخوان زنش
خاکم ار کاوی هنوزم ریشه در گلو است
میان غالب و واعظ نزاع شد ساقی
گر نیست خون دیده بدامن درین چه پیچ
حق آن گرمی هنگامه که دارم نشناس
ما همچنان در شمار نفس سنج
فغان من دل خلق آب کرد ورنه هنوز
داده نه یاری بر دلسکه ز یاد میدهد
ای آنکه از غرور به هیچ نخرسی
بنوی گذشته ایم که میدانم نخسه آید
در قفل و شحنه نهان ساخته غالب امروز
دستی که نراشست بخون که فرد برد

میرنجد از تحمل ما بر جفای خویش
اینکه من نمی میرم هم ز ناتوانی ماست
لذت عشقم ز فیض بینوائی حاصل است
کام درد به پیمانه می در نسکر آبهاست
در روغن بچراغ و کدری به ایاغ
نفس سوخته و سینه پریشان شده است
شد نگار از نازکی چنان که فشارش نتاند
تر گشت من خبر آرید تا کجا خفت است
ماه است آفتاب به ور روزم سیاهی کچراغ
سوختم لیک ندانم به چه عنوانم سوخت
خود اولین قدح می بنوش و ساقی شو
رها ز تیزی پرواز بسمل افتاده است
نشاط جم طلب از آسمان نه شوکت جم
بیا به لابه که هیجان قوت غضبی است
آه از شرم تو ناکامی ما زود باش
امی که در بزم تو مانم به چراغ دم صبح
گفتیم هوش خود وقت می نیم شبی
نگفته ام که مرا کار با فلان افتاد
نازم با تنیاز که بگذشتن از گناه
ز ان پا به باز گوے که پیش از طلوع بود
سخن هیچ واند ده گسارش گردم
گذارید که ماتم زده تمنا ماند
یک گریه پس از ضبط ده صد گریه ضیاع

هان شکوه که خاطر دلدار نازک است
از دوست میل قرب نگشتن غنیمت است
آنچنان تنگ است دست من که پنداری تهی است
رسید تیغ تو ام به سر و ز سینه گذشت
تا خود از شب چه بجا ماند که مهمان شده است
اگر نه مهر من از مهر خود عزیز مدار
نازنین بالش بکوی غیر بوسیدن مده
نشست لبشهر چنین زنان به نگه خلق
دل به مهر و نقی مهر درخشانم سوخت
رضوان چو شهد و شیر به غالب جدا کرد
که آخر از طرف تست گر جفایی هست
کنه نخل تازه از سر هر زبانا افتاده ام
قدح میاش ز یاقوت باده گر عنبی است
جیحون و نیل نیست ولست از خدا ترس
در تلافی پائیه مهر و دنا سه تا سنج
قاصد من برا همره دمن به
بشرط آنکه ز یک قلزم فزون ندهد
مست عطاے خود کند ساقی ما
با دیگران ز عفو و با از غرور بود
چه عیش از وعده چون باور ز عنوانی آید
برم از غیر دلی را که حزین تو شود
ما را بنود هستی و ورا بنود صبر
تا تلخی آن زہر توانم نه گلو برد

بوصل لطف باندازهٔ تحمل کن
گر تپیدن دل افگار برهم نرسد
بر خویشتن ببخشا سے گفتم ار توانی
دعا کنید که نوعی ز امتحان بشود
نازم فریب صلح که غالب ز کوی تو
تنم از لاغری صد خرده بر موی کمر گیرد
بدین قدر که سلیقه تو کنی و من نکنم
می یکده قدح باده فریبم به سبو داده
بی دوست زلبش خاک نشانیم سپهر
عیشی بخیال اندر و داغی بجگر بر
مطرب به غزل خوانی و غالب بسماع است
وان سینه سودن از تپش بخاک غناک نگر
رقیب یافته تقریب رخ بیا سودن
گیرم که خود از قسمت دری رانکند کس
مفت یاران وطن کو سادگیهای نیست
در سور نوحه خوان و به بزم غزل قیص
همدم نمک به زخم دلم مشت مشت ریز
از بذله سنجان چند کس دریکنشین گشته جمع
گیرم امروز دهی کام دل آن عین کجا
زپارهٔ جگرم در دهن مها د عقیق
گیرم زتو شرمنده آرزم نباشم
هم اسد اللهم و هم اسد اللهیم
از ادیم نخواهی و تو سهم کرین نشاط

کز مرگ تشنه بود آب چون زسر گزرد
می به ز باد مکن عرض کراین جوهر لب
دارم دلی که دیگر تاب جفا ندارد
بپی عتاب بها تا بهانه طلبد
ناکام رفت و خاطر امیدوار برد
دلم ورکعبه از تنگی گرفت آواره خواهم
ترا از باده نوشین چه مایه کم گردد
از بیتابی رقم سولیش و دود چون نامه نویسم
صد چشمه روان است بدان راهگذر بر
بالد بخود آئینه که در باغ نگنجد
ساقی من و آلات می از حلقه بدر بر
برقی که جانها سوختی دل از جفا سر دشمن
ترا اگر گفت که از بزم سرگران برخیز
پیچد بخود ز وحشت من پیش بین منت
ور غریبی مردن و از جور باز آورد نعش
پاداش هر دو فا بجفاے دگر کند
آخر نه پرستشی لب سر آید ده است شرط
زین دود و زین شراره که در سینه من است
اجز ناکامی سی سال ما گشت تلف
منماے رخ بما که بدعوی نشسته ایم
تا رفتن مهر تو ز دل چون رود از ما
بخشش خداوندی گر فرا خور ظرف است
بالم بخود چنان که نگنجم به بند تو

دوری در روز دریان نشناسی هش دار
پیش این قوم به شوراید زمزم نرسد
به التفات نگارم چه جای عقیبت است
شکایتی که ز ناخیست هم به ناوارد
سرت گردم اگر پای نزاکت درمیان نبود
گویا من وسعت تنهاهای هند و چین گوید
ساقی و گرم برد به میخانه ز مسجد
بعنوانی که دانی ده و برخیز و از کافه
از خاده وسقر تا چه و بهدوست کو دارم
سروے کو کشنه ش تمناسے تو در بر
در گریه از پس نازکی رخ مانده به خاکش نگر
شوخی که خونبار رنگین دست از حنا پاکش نگر
نایافته یارم به نزد آمدن چه شکیبم
تشبیه من هنوز به مجنون نکرده کس
فرسوده رسمهاے عزیزان فرو گذار
غالب به بین که دست عیسان حید به عوض
هری هی چه خوش باشد به دو آتش به پیش دوزخ دیم
سازم سپر گر نه لبها مان خورم دریغ
حدیث تشنگی لب به پیره گفتم
در خلوتی که ذوق تماشا شود هلاک
غالب نام آورم نام نشانم مپرس
هم مهوش بتی ده هم بی تو نگه کن وفا
خجلت نگر که در حسب نامم بیا فشنده

جز زدزہ و دست لبصبا کشودۂ ما	یا ہیچ کافر این ہمہ تختی نمیسرود	اے شب ہجر کہ من کرتو فردای گیتی

رباعی

اے دادہ بباد عمر در لہو و فسوس	زنہار مشو ز رحمت حق مایوس	ہش دار کہ آتش جہنم حق را
تہذیب غرض بود نہ تہذیب نفوس	چون درد تہ پیالہ باقی است ہنوز	شادم کہ بہار لالہ باقی است ہنوز
در کیش توکل غم فردا کفر است	یکروزہ سے دوسالہ باقی است ہنوز	

اشعار ریختہ

کاو کاو سخت جانی ہاے تنہائی نہ پوچھ	صبح کرنا شام کا لانا ہے جوے شیر کا	تھی نو آموز فنا ہمت دشوار پسند
سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آسان نکلا	تھا زندگی مین مرگ کا کھٹکا لگا ہوا	اڑنے سے پیشتر بھی میرا رنگ زرد تھا
کی میرے قتل کے بعد اُسنے جفا سے توبہ	ہاے اُس زود پشیمان کا پشیمان ہونا	دوست غمخواری مین میری سعی فرماوینگے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جاوینگے کیا	واے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہو	ابتلک تو یہ توقع ہے کہ وان ہو جائیگا
دریاے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک	میرا سر دامن بھی ابھی تر نہوا تھا	سر پھوڑنا وہ غالب شوریدہ حال کا
یاد آگیا مجھے تری دیوار دیکھ کر	جان ہے بہاے بوسہ ولی کیون کہے ابھی	غالب کو جانتا ہے کہ وہ نیم جان نہین
قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھون	مین جانتا ہون جو وہ لکھینگے جواب مین	ہین اور حظ وصل خداساز بات ہے
جان نذر دینی بھول گیا اضطراب مین	ہاے گر مژۂ یار تشنہ خون ہے	رکھون کچھ اپنی بھی مژگان خونفشان کیلیے
گدا سمجھ کے وہ چپ تھا میری جو شامت آئے	اُٹھا اور اُٹھ کے قدم مین نے پاسبان کے لئے	ظالم میرے گمان سے مجھے منفعل نچاہ
ہے ہے خدا نکردہ تجھے بیوفا کہون	مندگئین کھولتے ہی کھولتے آنکھین غالب	یار لائے میرے بالین پہ اُسے پر کس وقت
شب کو کسو کے خواب مین آیا نہو کہین	دُکھتے ہین آج اُس بت نازک بدن کے پاؤن	کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ
ہمکو جینے کی بھی امید نہین	منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید	ناامیدی اُسکی دیکھا چاہیئے
زندگی اپنی جب اس شکل سے گذری غالب	ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے	نقش کو اُسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہے
کھینچتا ہے جسقدر اُتنا ہی کھنچتا جائے ہے	گرچہ ہے طرز تغافل پردہ دار راز عشق	پر ہم ایسے کھوے جاتے ہین کہ وہ پا جائے ہے
یہانتلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے کہ مین	زلف گر بن جاؤن تو شانے مین الجھاوے مجھے	

نواب محمد ضیاء الدین احمد خان بہادر نیر رخشان تخلص سلمہ اللہ تعالے

بہار افروز دولت و اقبال بانی مبانی جاہ و جلال مہر سپہر فلک پایگی و آسمان اقتداری محور چرخ والا ہمتی

گردون مداری زبدۂ بلند پایگان آفاق نوبہار گلشن اخلاق نخل بند حدیقۂ حشمت بلند چمن پیرا سے مراتب ارجمند
مسند نشین دولت خداداد عظمت نہاد اقبال نژاد یگانۂ عطایہ روزگار وحید ارکین شہر و دیار مرجع آمال عالم و ما
مآرب جہان نواب محمد ضیاء الدین خان بہادر نیر رخشان تخلص دام اجلالہ انکی رفعت شان کے سامنے بلندی آسمان
کی کمتر ہی پستی زمین سے اور انکی حشمت و اقبال کے آگے جاہ سکندر اور دستگاہ دارا دونے آدمرتبہ بند دکھین سے
ورے اسکے آستان کے بسبب بلندی کے دور سے فروزان ہین عوام کی نظر مین کواکب آسمان ہین فلک نے
داغ غلامی انکا اپنی پیشانی پر جلایا اُسنے عالم مین آفتاب نام پایا ابر نیسان انکی گہرباری سے عرق آلود انفعال
اور دریا انکی جود سے مالا مال اگر انکے بحر کف سے سمن کو آب دیوین مانند گل کے زردار ہو جاوے اور اگر انکی
سحاب عشرت سے لالہ کو سیراب کرین مانند یاسمن کے بیداغ نظر آوے انکی سخاوت نے صدف کو مٹھی بھینچنے کے
جرم سے دریا مین غرق کر دیا اور انکی جود نے لعل و جواہر چھپانے کے گناہ سے کوہ بدخشان کو سنگسار کیا ذرہ اگر انکی
را سے استعانت کرے ریگ زمین چشمۂ خورشید سے موج زن ہو مہر اگر انکے خلق سے رو چاہے موسم خزان
رشک گلشن ہو دولت انکی بدولت بلند پایہ اور اقبال انکے اقبال سے رفعت سرمایہ انکی کثرت جود سے قارون اپنی
تہی دستی سے حیران اور انکی افراط بخشش سے ابر نیسان اپنی بے مایگی پر گریان انکی سخاوت کے دور مین حاتم کو
سخی کہنا سخن استہزا ہی اور انکی شجاعت کے سامنے رستم کو شجاع ٹھہرانا کلام ظرافت انتما صبح انکے خندۂ لطف سے
تابان اور آفتاب انکے ضمیر سے درخشان سخاوت انکا اور انکی طبیعت بعینہ موج او دریا لطف انکا اور انکا مزاج جیسے خضر او
آب بقا انکے صیت کرم نے حاتم کو سرگرم دریوزہ کیا اور انکے انعام عام نے جعفر کو سرمایۂ جود و کرم دیا انکے
گرمی عزم کے آگے سرعت آسمان خاک سے افسردہ تر اور انکے اخلاق کے سامنے بہار خزان سے پژمردہ تر انکی شمشیر
سے مصاف اعدا ارغوان کا راو زار انکی ادا سے بزم احباب زعفران زار سبحان اللہ انکی رفعت مرتبہ آسمان سے
ہم پہلو اور انکی رسائی تدبیر تقدیر کے ساتھ ہم بازو لطافت سخن سے نفس انکا رشتۂ گوہر اور صفائی عبارت سے
کلام انکا موج کوثر سخن کو اس صاحب قدرت کی زبان سے وہ رتبہ حاصل ہوا ہی کہ اگر ہر حرف کو دعوی
دو حرف کن کا ہو تو لائق ہی اور کلام کو اس والا فطرت کی طبیعت سے وہ پایہ بہم پہونچا کہ ہر نکتہ اسکا الہام سے
اور ہر دقیقہ اُسکا کشف سے فائق ہی مضامین غزل کی شوخی بعینہ خرام آہو اور عبارت کی متانت بلند وقار
کی اوضاع سے مشابہ ہی موبمو بہار طبیعت کی گلفشان اور نسیم نفس کی نہال نشان فکر انکا مثل ملائکہ کے
آسمان پیما اور اندیشہ انکا مانند دعا کے مستجاب کے تا عرش رسا سبحان اللہ بے پایانی محیط ثنا کی اس مرتبہ

ہین کہ اگر فکر رسا ہزار برس شنا کرے کنارہ پیدا نہو اور صحرای محویت کی بے منتہائی اس درجہ کہ اگر اندیشہ بلند تمام عمر سیاحت کرے منزل مقصود آشکارا نہو اور ہوش نارسا اور طبع خام یہ چاہتی ہی کہ افتان خیزان اسی دریا مین دست و پا مارے اور اسی صحرا مین قدم رکھے ؏ مراست طبع روان لیک نام نشست بلند ؏ چگونہ آب رود از نشیب سوی فراز بہتر یہ ہی کہ اس وادی ناپیدا کنار مین قدم نرکھے اور کچھ احوال دولت اشتمال کو بسبیل اجمال لکھے آپ خلف الرشید ہین نواب جہانبان آسمان گردون جناب مستطاب معلی القاب فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر مرحوم والی فیروزپور جہرکہ کے ؏ اور علاوہ قرابت قریبہ کے نسبت تلمذ کی مرزا اسد اللہ خان غالب تخلص کی خدمت مین رکھتے ہین کمال توجہ استاد سے کلام انکا سخن قدما کے ہم پایہ ہی اور نہایت علوشان سے فکر انکا رفعت سرمایہ کمالات اسقدر اور بہرہ وسعت خلق کا یہ حال ہی کہ اگر اسکو خلق محمدی سے تعبیر کرین تو بجا ہی راقم کو اس سرگروہ ارکین روزگار کی خدمت مین بہت اخلاص اور کمال اختصاص ہی اور دعوی اتحاد پر نازان اور اس قدوہ اہل کمال کیطرف سے بھی کمترین عباد پر مراسم الطاف اور مدارج اعطاف اسطرح سے مبذول ہین کہ زبان تقریر کو نہ طاقت سخن ہی اور نہ یارا ہی بیان احقر اس کتاب مین کچھ نظم اور کچھ نثر انکا مندرج کرتا ہی تا کہ معلوم ہو کہ سخن کو انکی طبع والا سے کسقدر اعتبار ہی اور کمال کو انکے فکر بلند سے کتنا افتخار

تقریظ دیوان ریختہ مرزا اسد اللہ خان غالب

شاہد وسہی بالا ناطورہ ایست از قدسی خانوادہ فکر بہر نزدہ گرم جلوہ گری ؏ لاابالی خرام محبوبہ ایست مقنعہ از رخ برداشتہ و دامن بکمر بر زدہ در انداز پردہ دری ؏ یوسفستانیست حور انشرا دان معانی در روی دوش بدوش ؏ عبہر زاریست جلوہ گاہ حیرتیان باختہ ہوش ؏ پہناور پرندیست مانند سپہر ثوابت گوہر آگین ؏ خورنق رونق نگارستانیست یارنامہ شکن صد نگارخانہ چین ؏ فروغالی چراغانیست پری پروانہ ؏ سماوی ہیکلی است حرز بازوی فرزانہ ؏ گوی میکائیل نوال موکلی فراخ ساطی نہادہ است ؏ و گرسنہ چشمان سخن را صلای عام در دادہ ؏ بیت اللہ تقدس معبدیست کہ کلیدش بدست فہم درست دادہ اند ؏ و درش بر احرام بندان حرم لفظ دل کشادہ ؏ ومینائیست یک چمنستان زنار بندان خیال در روی جبین سائی ؏ ارژنگی است بہ نمایش نقشہای بدیع پشت دست مانی و ارژنگ بر زمین سائی ؏ صفحہ از این اوراق برہمنی است بہ خوان ؏ ہر ورق از این کتاب موبدی است آستادان ؏ آئینہ خانہ ایست گیتی نما ؏ صنمکدہ ایست مصفا ؏ پردگیانند جلوہ نشین سراوق حریم کرداری شوخ چشمانند پردہ در تر از شاہدان بازاری ؏ شہید ستانند تونگر دل ؏ آزادگانند پا در گل ؏ عشاق طینتانند برہنشین بابل ؏ سادہ پیکرانند نگارین دل ؏ اروت شیشگانند زہرہ فن ؏ برہنی گوہرانند بابل مسکن ؏ سمندرانند قلزم کش ؏

نشگافند سینہ پر آتش ؛ برشتگان پختہ مغز ؛ ہم مغز پختہ وہم پوست نغز ؛ بادہ آشنا مانند سینہ مستان از خود رفتگان شد باشکیبائی ہمدست ؛ ہندی ضمانند پارسی گرد ؛ دہلی نژادان اندصفاہان پروردہ ؛ پایان دہلان تو ہم کہ انچہ سرودم زبہشتہ باشی ؛ ہما نا منتخب دیوان ار دو زبانست ریختہ کلک مسیحی فرتاب خدام قسطاس دانش اسطرلاب بینش ؛ جوہر آئینہ آفرینش ؛ معیار نقدگران پایگی ؛ معراج سلم بلند پایگی ؛ قہرمان قلمرو معنی پروری ؛ فرمان فرمائے گیہان سخنوری ؛ گیتی خدایگان قوآئین نگاری ؛ جہان سالار تازہ گفتاری ؛ روان بخش کالبد سخن گستری ؛ بینائی فزائے چشم دیدہ وری ؛ فرازندہ لوائے شوکت خامہ فروزندہ چراغ دودہ آہنہ آنکہ نام شہرت ہمداستانان ؛ سر خیل انجمن نکتہ دانان سخن راز خیالش از جمندی است

معانی راز فکرش سر بلندی
حسین فرزندہ آبائے علوی
کزین معنی شناس روزگار است
بہ دانشگاہ معنی یکہ تازے
جواب آوزی دردفترے

صریر خامہ اش لب ولپذیر است
سبین شاگرد روح القدس عاکی
سر و سر دفتر شیوا بیانان
فلاطون فطرتی حکمت طرازی
ز صہبائے سخن سرشار گشتہ

بہشتی عندلیبان را صفیر است
جہان را بیدریغ آموزگار است
درین فن افتخار رہبر بانان
نہ کلکش ریزش گنج معانی
ورق از فکر او گلزار گشتہ

توحیدکیش صافی منش ستودہ خوی فرخندہ کنش بزرگ نہاد پاکیزہ گوہر فرشتہ سرشت آرزم گستر کین گداز مہر پیہ در خورشید فروغ کیوان فرنکوہش نکوہ ستایش ستائے کشور معنی را دہ خدائے سرتاسر وفا فتوت دیدہ نادل حیاو مروت درک مصور روح مجسم عالم جان وجان عالم والا حسب عالی نسب سمی وصی والبین وخشور اداش حضرت چارمین دستور اعنی استاذی مرشدی مولائی اخی مرزا اسد اللہ خان بہادر غالب اللہم کمل الکلام بہ یموہ بقائہ وحصل المرام بجنبونتہ لقائہ پورش آئین نیاز گستر محمد ضیاء الدین نیر از دیر بار والای اندیشہ لیست دران اندیشیدے وگرانی قدر سبک اندران سنجیدہ کہ این گرامی برادر زادہ مارا کہ یگان یگان خلف الصدق دودمان ضمیر بل ابو الآبائے معنا مین دلپذیر است ؛ تعلیم نو آموزان نکو از بدشناس برانگیزد واین ارزندہ جواہر پارہ را کہ ہر یک از ان سمین سادہ شخص خرد را یار ونازنین پیکر ہوش را گوشوار است بچشم بینش والا شناسائے بر آویزد بارے کار ساز ایزد بزرگ را ہزاران سپاس کہ درین زمان کہ سنہ مقدسہ ہجریہ نبویہ علی صاحبہا افضل التحیات واکمل الصلوۃ بہ یکہزار و دو ولیست و پنجہ و چار رسیدہ آن دو سیرت پسیچ دو نقش آرزو مساعدت روزگار راست ہنجار و تلاوزی بخت بیدار خوشنتر از ان کہ بخوا ستم

روای گرفت شادکامی و در دل جا گرفت بید واند و ه ترود گرد آوری بدر رفت چون با حصاے افراد این همایون صحیفه شتافتم همگی اشعار شعر ی شمار غزل و قصیده و قطعه و رباعی یک هزار و هفتاد دو اند یا فتم الا با توانا هوشان هوشی و شنوا گوشان گوشی بر شاهراه شناخت فراوانی نیکو معانی باید رفت نه در مجوله بیا ره زنی خرده بر قلت ابیات گرفت چنانکه خود آن والا آموز گار در گزارش این هنجار به پارسی نامه خویشتن در پرده سازان گفتار خودی سرایید آری راست میفرماید شعر نگویم تا نباشد نغز غالب چه غم گر هست اشعار من اندک ؛ از من یادگاری و هر آینه دیگران تذکاری باد

اشعار فارسی

بس است طول خدایا شبان تار مرا
بروے من بگشا چشم اعتبار مرا
دلش بسوخت چو بر کارهای بیهوده
نگاه در شب هجران تهی کنار مرا
نمود سعی به بے برگی من و نجم
زبس هم دراه توای کاتب بسیار مرا
نگشود گره خم زلفی ولی وران تبیتم
سفید بهر چه شد چشم انتظار مرا
وعده فرمود بیا و سے دیوانه ما
آه از تیرگی نالهٔ روزانه ما
تیره شب لیکن ز تیغ مه خورشید تاب
افسانهٔ درازی شبهای تار ما
پیمانه ور کنی و دل شاد در کفی
دیگر ز حق بگو که ترا التماس چیست
سے ترسی ز آه نیمشبی
بر سرم ابر درفشان منست

بیاض صبح مده چشم انتظار مرا
نمود تیره چو شب روی روشنان سپهر
وفا نتیجه به الم داد کار مرا
بود چه زردی رویم شمرد از عشاق
کسی نیست چو پا مزد روزگار مرا
ز تیره روزی و آشفتگی و رنجوری
که داده اند درین جبر اختیار مرا
سری دشور و نشور ولی دنیوی
چشم ما حلقهٔ زنجیر در خانهٔ ما
اشک ز موج بود زاده دریا گوهر
خاورستان شده هر ذره کاشانهٔ ما
اسرار غنچهٔ دل مضطر برون فتاد
بهر خدای لغزش پای ایاغ چیست
تیر شهاب گر نفکند از رخش نسیم
اے فلک تیر در کمان منست
در شبستان سینه از تپ غم

مکن هلاک که شادم به نار والی خوشیا
نجا کسیاے سر بخوبت غبار مرا
کنی نه گر قدم ز نکهٔ خنجری بگذرست
رواج داده زر کامل العیار مرا
فرشته خوش بنود عیب چو چشم
ببنج خال رخ و زلف و چشم یار مرا
اگر نیامدن دوست باشد وارد
فلک ز پهلوے تیر نگاه ار مرا
وعدهٔ روز بیائیش شبانگاه
طرفه کابستن دریا شده دردانهٔ ما
خوش می برو بجواب عدم قصهٔ مختصر
افتاد جام سے ز کف رعشه دار ما
جام شراب بر کف و نوشین بهر
وجد بیاد و دادن هوش و حواس بست
دیدهٔ اشک بند دریا بار
شمع روشن هر استخوان منست

گریستم در کرشمه افزون باد
خواهم که بخنجر نگاهم جگر خود
چون آمده ایم از عدم آسان بود اکنون
در پای بتی بوسه گلگون تر خود
دل میشکنی بجفا جان را مشکن هان
تا دوست بر تو چه نیاز اندر در خود
شکسته طرف کلاه و کشوده بند قبا
که بوسه خون زغفلان هزار می آید
بعد دعوی درد باده ناب آوردند
دانش آنها چه که در باغ تو اتم دادند
دجله دجله گهر اشک ز چشمم ستدند
سبر این گرمی بازار دو کانم دادند
پیر اندر شب تاریک بجسم عریان
مهلت از دهر سیه کاسه نه الستگی بود
گو رسیدم بحرم لیک سپاس اصنام
نه چنین بود که هست و نه خیالست که بود
گریستن نرگس ز اطراف مزارم بعد مرگ
شد فرو در دسری کز بالش بر داشتم
گرد خاکستر سراپای مرا سوز درون
خندیدن از تو بوده واز ما گریستن
تا خوانده تر سم افکندای اشک بادامان
او مانده محو روی من از ما گریستن
زین پس بضبط کوشم و سوزم بسوز اشک

هر چه پیش من ز دلستان نشست
پیچیده غبارم بهوا در گه رد دست
پیمودن راهی که بود بی سپر خود
رو خشم کن هرزه چه بندی پی قلم
طرف کلهٔ کج به سر خود سر خود
که دامو رخشم و پیچ چه مشکین را
چه بجو دانه بت میگسارے آید
گاه هے از رخصت خوابی نگیانم دادند
تا سبک قدر شدم رطل گرانم دادند
تا شکستم قفس تن بجناح ارواح
تا در افشانی نیسان بزبانم دادند
رشک بر دامن من تا بر و صفحه دهر
ماه از دشنه واز سینه کتانم دادند
بر عرق ریزی بیغاره نجیب گران
همچنان شکر خدا و روز بالست که بود
تا نقاب از روی چون خورشید او برداشتم
آن گهی میبخشد از چشمی که بر در داشتم
بعد ازین بر خود شدم مفتون صفای سینه بین
شد غلط چشمی که من از دیده تر داشتم
در نظم گریه جایزه کز لاک دری بچشم
تر کرد نامه را دهم انشا گریستن
هان ابر چشم قیس نه خارج از بیاست
فرسوده شیوه ایست همانا گریستن

نشاند و سوز جگر هم و درش بر خود
آن به که زنم آب هم از چشم تر خود
خواهم که بر من نامه تو ورنج ولیم خشک
بر دیده و ران عرض کن اول کر خود
پیر گذرا ز رشک و سر نامه دشمن
که بوسے نافه مشک تتار سے آید
نگار بر دوسے گل امروز بیز دیده کسے
بالشی از پر سیمرغ نشانم دادند
کنش آنگونه که دسود توان بر دوش
در فضاے ملکوتی طیرانم دادند
دست در غارت کالای خودم بکشودند
خامه همچون مژده شوتا به چکانم دادند
رفت و دری که پیاپے ز دمی جام صبوح
همچنان زخم جگر خنده زنانست که بود
روش دهر یکے گونه نباشد پیمر
دیدم آن دولت که چشم از چرخ داد خرامشم
این سر شوریده بر خشت لحد خوش آرمید
تا دمی دلرا بدلبر در برابر داشتم
آندم که بخشش چشم و دهان کرد روزگار
زین بعد ما و از همه اعضا گریستن
من مانده محو روی وی و گریه کرد چشم
بر مرقد مطهر لیلے گریستن نه
ده نگاران و خوش آمیخته با جان تم

نوش وار وی جیا لست بکام شوشان
قرقا باده کشانی کرد صاحب نظرے
که سپهر آمده در رقص ز زیر و بم شان
راه رو گسسته دم خفته بدشت بغل
جورشه اکران کجا شوق مرا کنار رکو
شیوه شرم بر نتافت کشاکش نیار د تا
پاسے پر آبله کجا ره هر و پا فگار رکو
پاسے در قطع ره شوق ز سر بایستی
جگر دیدن این زخم جگر بایستی
دیده چون مرده بنا چار همی من زخم ودر
از دل زارم ازین بیش خبر بایستی

وا دار پرسش خوبان دم تو بیع حیات
ساتگین می ناب آمده جام جم شان
تا زخم آتشے بچرخ آه مرا شرار کو
مرد فراغ جوے را کاوش خار خار کو
بر لحدم نبرد کس شمع و چراغ بعد مرگ
شوق زیاده جوے را حسن ستیزه کار کو
نیم خسته پاسے را از عرفات سوی حرم
بگذر از پاسے ز سر قطع نظر بایستی
وا دا زان رشک که بر پرسش و اودار
صورت زندگی از هر گه بستر بایستی
پرده دل گر گشودمی چه گشتے

که نمک پاش جراحات بود مرهم شان
گوش کن ناله عشاق پریشان آهنگ
تا دهم انیجان تا ب دیده اشکبار کو
تا تو ستیزه آوری من ره عجز بسپرم
سوخت شمع ز سوز عشق سوخته را مزار کو
از همه دشت روزگار داشته بیز نوک خار
تا ببر و بدوش خویش هر ره خنگذار کو
پنبه از زخم جگر بیش که بر داشتے
ریخت سیر خون که بیداد بدر بایستی
هست آو بخیه زلفت که من شنوم
لاله ستانے نبود مے چه گشتے

راه غلط کردم و بکعبه رفتا دم
اگر بود رت جبهه سود مے چه گشتے

رباعی

ازکوری خود بروز انور عقرب
بن نیر اعظمسم نه اصغر عقرب
نیشی زده به پاسے تیر عقرب
نیر امشب طلوع بدرین بود
به مهر رسد از تو چشم زخمے نه بهر
شمع کاشانه دست صدرین بود
از مقدم هر دو حکشم در یک شب
فرخندگی شبان قدرین بود

اشعار ریختہ

ممنون نہیں ہیں برق و سموم شرار کا
پھر گیا گناہ دیدہ خونابہ بار کا
ہی ملتی ارض ہمکو یہ صنعت تو ان نہیں
یہاں خوف شحنہ و خطر پاسبان نہیں
حیرت میں ہون کہ نوک مژہ نیشتر شال
گیا رشک صلح جبین صفا و سیان نہین

رکھتا ہی حکم چلنے میں معشوق خیار کا
آنکھوں میں بوالہوس کو کھٹکتا ہوں مثل خار
کل اسکے گھر گئی یہ قدم کا نشان نہیں
گر انتہا نہیں ستم و جور یار کو
کھبتی ہیں گر نگاہ میں تو کیوں خونچکاں نہیں
پاس ہی رجعت ایام گذشتہ سے ہمیں

جب اپنے شغل سے دل خونین باز آئیگا
احسان ہی یہ مجھ پہ پہرے جسم زار کا
جب چاہو آ رہو دلمیں کہ ہی آپ کا مکان
شوق زیادہ جو کو میری بھی گراں نہیں
ہی دوست صدق دشمن دروغ دوست
گردش دہر ہی یہ گردش دولا نہیں

نکلے آنکھون سے وہین جذب ہوکے دامن مین
چھیڑ نشتر کی چلی جاے جو مضراب نہین
دار القضا کہان رہی میخانہ بن گیا
لطف ارتکاب مین ہی نہ اجر اجتناب مین
آتی ہی بوتراب لحد سے عبیر کی
ساقیا لیجیو سنبھال ہمین
تیری غصہ نے ایک دم مین کیا
کسی صورت نہین زوال ہمین
کیا پوچھے تو فرشتہ کا جس جا گذر نہو
گر باز پرس کا اسے خوف و خطر نہو
رخشان جو آج آ آ ابھی رک گئی ہین اشک
خون رلوا چکی کیا خون کا دعوا کیجیے
چاک یکسر مرا گریبان ہی
منتشر مرا گریبان ہی
سینہ کا چاک کر نا سکھلا یا
چھپنا ہوا اپنے کو ہر غنچے سے کھلا یا کیجیے
تلخ کامی سی مذاق اپنے مین یکسان ہی تو

بجز اشکون کہ کوئی گوہر نایاب نہین
کعبہ کو دیر سے چلے نشۂ شراب نہین
ہین مست جیج محکمۂ احتساب مین
لے سادہ نامہ دوسری سی کاتب بسیار
رخشان ہوئی جو خاک غم بوتراب مین
شب جا نہ آئے جو اپنے وعدہ پر
مردۂ صد ہزار سال ہمین
طالع بد سے ہین رخشان
بیت الصنم ہی شیخ خدا کا یہ گھر نہو
آنسو اگرچہ رکتے نہین لیکن آ گرم
آنکھو نہین آ گیا کوئی لخت جگر نہو
لیے ایک عمر جو اسے تو خجل ہون کیونکر
دلکا مضطر مرا گریبان ہی
رات سینہ سے سینہ کسکا ملا
میرا رہبر مرا گریبان ہی
نقش برسنگ ہی دھیان نیا لکھتا کیجیے
عوض زہر نہ کیون قند ہی کھایا کیجے
لیکے گل قبر پہ رخشان کی نہ آیا کیجے

جتنی ہو نغمہ سرا وتنے ہی خونریز بھی ہو
مستون کو کیا تمیز خطا و صواب مین
پیری و مفلسی مین نہ لو نام تو کہ اب
پاتا نہین بیاض کہ اپنی کتاب مین
ہوسکے گرنیکا ہی خیال ہمین
گذرے کیا کیا نہ احتمال ہمین
دلین مضمر ہین ہستی باقی
اپنی ہی گھر مین ہی وبال ہمین
چلکر خرام ناز سے بر پا کرے وہ حشر
ہی تجھسے چشمداشت کہ یہ نامہ بر نہو
کرکے نومید ہمین قتل سے پہلے کیسر
آنکھین پتھرائی ہوئین آنکی تہ پا کیجیے
لاغری مین بہ یدہ ناخن سے
کر معطر مرا گریبان ہی
ہی تصور مرا اس خاطر نازک پہ گران
خوش ہون ملنے کا نہین لاکھ مٹایا کیجیے
بوالہوس اور بھی مرینگی کرینگے خواہش

نواب زین العابدین خان بہادر عارف تخلص

نہال حدیقۂ دولت بانی مبانی حشمت بلبل چمنستان سخنوری طوطی شکرستان معنی پروری مہر سپہر جلال روشنگر آئینہ اقبال سخن سنج معنی پناہ ہنر پرور کمال دستگاہ بلند پایہ رفعت سرمایہ رکن بناے جاہ و ثروت معراج عروج ابہت زبدۂ اراکین روزگار قدوہ ارباب دولت ملک و دیار مقبل جہان مقبول جہانیان نواب زین العابدین خان بہادر عارف تخلص خلف رشید نواب غلام حسین خان بہادر ابن شرف الدولہ نواب قیض اللہ بیگ

خان بہادر سہراب جنگ مرزا اسد اللہ خان غالب کی خدمت مین مشق سخن بہم پہونچائی ہی اور تحقیق دقائق
علمی اور تفتیش محاورات پارسی انھین کی خدمت فیض منقبت مین کی ہی باوجود ناز و نعم ثروت کے اس
فن مین محنت و مشقت کو اس درجہ تک پہونچایا کہ عرق سعی سے دامن گرداب ہوگیا اور آستین محیط اور
فی الحقیقت اس فن مین وہ کمال حاصل کیا کہ شعراے زمانہ قدیم یعنی میر و سودا و قائم و کلیم اگر اس زمانہ مین ہوتے
بیشک اس زبدۂ اہل کمال کے سامنے زانوی شاگردی تہ کرتے غزل وہ کہ ناز و انداز معشوقون کا ہر نکتہ پر جان فدا
کرتا ہی اور قصائد وہ کہ جاہ و جلال سلاطین کا ہر لفظ پر نثار ہوتا ہی جب مضامین عاشقانہ غزل مین خرچ
ہوتے ہین ہر دائرہ کے دہن سے آہ و نالہ آسمان تک پہونچتا ہی اور جب وصف معشوق انمین ادا ہوتا ہی
تو مدات حروف سے اشارۂ ابرو اور چشم صاد سے غمزۂ دلجو ٹپکتا ہی مضمون سوز غم سے کشش ہر حرف کی شعلۂ
جوالہ اور معنی رنگین سے ہر لفظ رشک گل و لالہ بہار زمین مین سخن سبزہ اور اوراق بیاض رنگین اور رزمیہ مین زبان
قلم سنان اور خط شمشیر مین اگر بزم کا حال لکھا ہر دائرہ زمزمہ سنج ہوا اور اگر غم کا ذکر کیا ہر شکن کاغذ کا شانہ درد
سنج بن گیا بیت گر خار نوشت در دل خصم خلید ؛ ور گل بنگاشت بر رخ دوست شگفت ؛ فی الحقیقت کمال
کی علامت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ شاگرد پہ اُستاد کو ناز ہو اور کیون نہو کہ انکی وضع جدید نے اسلاف
کی کہنہ طرزون کو آب غرق سے دہو دیا او مضامین بیگانہ نے الطبیعت اہل علم کو آن طرزون سے مطلقاً نا آشنا کر دیا
اب وہ روزگار ہی کہ ہر سمت مین علم کمال و ہنر اس صاحب سخن کا بلند ہی بلبل اگر چمن مین کچھ بولتی ہی یا غزلہاے
عاشقانہ اس زبدہ کمال کی پڑھ کر چاہتی ہی کہ اُسکے اثر کے وسیلہ سے گل کو مہربان کرے یا زمزمہ اسی قلمرو
ارباب معنی کی ثنا کا وقف زبان رکھتی ہی قمری کو زمزمہ گو سے اسی سخن سنج کی تلاش مطلوب ہی اور نرگس کو
چشم باز رکھنے سے اسی صاحب کمال کا انتظار طبیعت کے مرغوب ہی نغمہ منقبت بے نہایت ہی اب انھین
دو کلمہ پہ اکتفا کر کے چند شعر لکھتا ہون تاکہ حقیقت انکے کمال و ہنر کی اہل ہنر پر واضح ہو جاوے

این نامہ صد جلال بکشا　　دیباچہ صد خیال بکشا

اشعار ریختہ

سخت شرماتے ہین اتنا نہ سمجھتا تھا انھین
کیا یہ نیام ہی تری تیغ نگاہ کا
تم سے سامنے میری اگر نہین آتا

چھیڑنا تھا کو کوئی شکوہ بیجا کرتا
ہنسے اس تدبیر سے اسکو کیا شب بیجا
مجھے تو اسکے سوا کچھ نظر نہین آتا

دلمین اتر گئی پہ نہین دلکو کچھ گزند
کچھ کہا ایسا کہ وہ جامہ سے باہر ہو گیا
لکھین وہ ہمین نامہ کچھ بین نہین آتا

کیا اور ہمارا کوئی ہمسر نہو گا
دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان
مقبول ہو تو کیا ہو ہماری دعا صبح
اسی انداز پہ ٹھہری جو قیامت آتی
زر جان سے زیادہ ہی وہان بھی گر عزیز
بند ہو جاتے ہین شیرینی سے لب قاصد کے
کوئی ستم اٹھائے تمھارے کہان تلک
جسکے طالع مین ہو جو کچھ وہی ملتا ہی اسے
سانس لینے کی جو فرصت مین مجھے تاب نہین
تا ایک وضع پر رہون دائم عذاب مین
کیا لطف ہی نہ شب کو اٹھائے عتاب مین
نازک ہی لیکہ عہد اسنے مشکل ہی توڑنا
صبر اب دلمین کہان ہی میرے جو آپ سے رہے

گر ازل مین مجھکو دیتے مانگنے کا اختیار
اب ناتا ہی کون میرا میری بات کا
دفور شوق سے جاتا ہون آگی آگی مین
ہی خدا کو بھی کہین کیا تری رفتار پسند
اسکے آنے کی خبار پہ توقع کسکو
بھیجا کیجیے پیغام زبانی موقوف
جان ٹھہرایا ہی تمکو ہاے کیا کہتی ہین لوگ
عقل حیران ہی میسر مجھے کیون خواب نہین
کنج لحد مین رکھتے ہو راحت کی تم امید
خدنگ سے میرے زمانہ مین انقلاب مین
شوخی ہی انکا شیوہ تو کھلتا نہین ہی راز
ہون شاد دل لگا کے بت نازنین کے ساتھ
نہ توڑو نہ کوئی سینہ مین نہ پہلو مین پیکان

خضر کی عمر اور میخانہ کی خدمت مانگتا
عارف شراب ہی جو صبوحی نہین نصیب
مجھے سمجھو نہ اے پیر رہنما گستاخ
وہی ہمکو جان اور کیا ہمسے زر عزیز
وہم کرتے ہین جو آتے ہو بیمار کو یہان
ہو کہین جو چرخ کی بھی برابر تو سکین
ہم مرے جاتے ہین تمکو بیوفا کہتی ہین لوگ
خوف ہی حبس نفس سے کہین پڑ جاے جگر
عارف اگر زمین سے تلے آسمان نہین
غصہ مین آنکو کچھ نہ رہا تن بدنکا ہوش
اگو وہ کسکے واسطے ہون اضطراب مین
مین ہون بیتاب و توان کیونکہ وہ مہتاب گیا
دل سے ارمان میرے نکلا تو کیونکر نکلے

نہ قتل کر مجھے جبتک کرون نہ غیر کو قتل
کہ شرع مین نہ لگے دینا نہ خون بہا پہچو

نواب غلام حسن خان بہادر متخلص بہ محو سلمہ اللہ تعالے

محی مراسم سخنوری بانی بنا سے ہنر پروری نگارندہ حدیقۂ معنی پیرا سے صورتگر لفظ طرازی و عبارت آراے بلبل خوش لہجہ گلشن ارکمال طوطی خوش سخن شکرزار جلال زبدۂ ارباب دولت و اہالی حشمت قدوۂ اصحاب ثروت و بخداوندان مکنت یگانۂ جہان و فرید اوان نواب غلام حسن خان بہادر متخلص بہ محو خلف رشید نواب غلام حسین خان بہادر بن شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان سہراب جنگ طبع معنی آفرین اور فکر دشوار گزین رکھتے ہین انکے اشعار گوہر نثار سے فکر بلند اور اندیشہ عالی پر پیچ لیجا سکتے ہین الفاظ قریب اور نکتہاے باریک اور تشبیہات لطیف اور استعارات غریب اور تلمیحات دور آہنگ اس انداز سے انکے کلام پاکیزہ و عبارات شستہ مین دیکھی گئین کہ اگر سامع بے اختیار وجد کرے تو کچھ بعید نہین طبع انکی خوبے دلبران سے نازکتر اور فکر انکا بالاے خوش قدان سے بلند تر اس کمالات ظاہری و معنوی

پر خلق و علم کا مرتبہ ایسا بلند ہی کہ اُسکا کچھ بیان نہیں ہو سکتا اس یکتائے روزگار کی ذات اقبال آیات کو جامع ضدین کہا چاہیے کہ باعتبار سال کے جوان اور باعتبار کمال کے پیر ہیں سبحان اللہ زبان کو یارا اور قلم کو تاب نہیں کہ وفور اوصاف حمیدہ سے ایک حرف لکھ سکے چند شعر انکی نتایج طبع سے درج کتاب ہوتی ہیں تاکہ بلندی افکار پر دلیل ہو

اشعار ریختہ

قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی ہمیں
مسکرا کر دیکھتے ہیں صورت جلاد ہم
موجود ہوں میں سامنے تیغ و کفن لیے
بت پرستی کرتے کرتے ہیں کبھی تصویر ہو گیا

آج دم دیکھا اجل کو ہو گئے آزاد ہم
گھر سے نکلنا ہو اگر ہاں نکالیے
جو جو تمھارے دل میں ہیں ارمان نکالیے
گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں اپنا بام پہ وہ تو

بیٹھا ہے کھینچے جب محو و تصویر یار
ناحق کی کھینچ تان نہ میری جان نکالیے
حسرت جان محبت سو تیری آہ ستمگر ہو گیا
اتنا تو ہوا ہے مرے نالوں کے اثر سے

نواب ذوالفقار علی خان متخلص بآذر

سخنور شیریں زبان نواب ذوالفقار علی خان متخلص بآذر بیٹے نواب حیات علیخان کے پوتے معتمد الدولہ نواب احمد علی خان کے پر پوتے نواب یعقوب علی خان کے جو بھائی تھے شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ بادشاہ کے اور بادشاہ دہلی کی جانب سے منصب قلعہ داری شاہجہان آباد سے سرافراز تھے چونکہ بسبب گرمی فکر و تیزی طبع کے آتش زبان واقع ہوئے ہیں اور تخلص بہت مناسب پڑا ہی الحق اسم بامسمی ہیں حضرت اسد اللہ خان غالب کے ارشد تلامذہ سے ہیں اور فکر رسا رکھتے ہیں یہ چند شعر انکی عالی فکری پر دال ہیں ؛؛

اشعار ریختہ

میری ستانے کی کام اس سی ایک جہان کے لیے
شکوہ کرنے کی کیا مجال ہمیں

جب میں ہوں تو ہو گردش آسمان کے لیے
ہوئے ناخوش بتان دیکھا جو مجھکو

شکر پر دہان زبان کٹتی ہی ؛؛
خدنگ غمزہ سے گویا خطا کی

جناب مولوی عبد اللہ خان متخلص بہ علوی غفر اللہ لہ

زنگ زدای آئینہ معنی نمای سخن رنگ افروز معانی تازہ و الفاظ کہن جلوہ دہ عرائس افکار بلند آرایش گر ابکار معانی ارجمند ہم آغوش شاہد مضامین و در چمنستان رنگین نگار لطائف حضور ساقی خمکدہ اسرار ابد و ازل واقف سرائر علم و عمل نظر باز حسن صافی نہادی جلوہ طراز محفل پاک نژادی آئینہ دار کمالات صوری و معنوی مولوی عبد اللہ خان متخلص بعلوی سن شریف آپکا چالیس سے اور کمال ظاہری و باطنی ہزار سے متجاوز تھا اگرچہ اصل وطن مولد شمس آباد تھا لیکن چونکہ ایام طفلی سے بود و باش حضرت شاہجہان آباد میں رہی تھی گویا یہ ہی وطن ہو گیا تھا

بسبب استعداد خداداد کے ہر فن مین ید طولی رکھتی تھی خصوصاً نظم و نثر تازی و دری مین اور چونکہ فن فارسی مین
خواہ باعتبار انشاء نظم و نثر کے خواہ باعتبار درس و تدریس کے مزاولت کمال اور مشغولی اوقات بہت رہی تھی اسی فن کے
نسبت سے شہرت پائی تھی اگر انصاف و کج سے دور اور حسد و رشک سے خالی ہوکر اس زبدہ ارباب کمال کا حال دیکھا جاوے اور
رتبہ سخن پر نظر کیجاوے تو معلوم ہو کہ ذات تقدس آیات اس صاحب استعداد خداداد کی کیا جوہر قدسی تھی کہ پرکار دور
فلکی بعد ہزار گردش کے بھی ایسا نقش پیدا نہین کر سکتی اگر نظم ہے رنگین تر از گل ہے اور اگر نثر ہے مطبوع تر از بلبل ہے کاغذ انکی
بیاض کا بسبب شگفتگی معانی کے گل سے خندان تر اور قلم بسبب رفتار دلکش کے سرو سے خرامان تر سطور تازگی مضامین سے
موج سبزہ سیراب اور نقاط بسبب کیفیت معنی کے قطرات شراب زبان قلم ترانہا سے شیرین سے بلبل اور اوراق سفینہ
مضامین رنگین سے برگ گل بلبل اگر ان سے تعلیم نہ پاتی شیوا بیان نہوتی اور قمری اگر ان سے فیض نہ لیتی سجع خوان
نہوتی انکے معنی نازک سے خوبی دلبران خجل اور انکے مضامین پاکیزہ سے مزاج لطیف طبعان منفعل زبان جس کمال کو
بیان کرے چاہیے کہ وقت دفتر مین لکھے اور فکر جس فن مین تامل کرے غالب ہے کہ ایک عمر تک اسمین الجھا رہے اور حال
یہ ہے کہ حیلہ سازی سے زمانہ بخیل مزاج روا نہین رکھتا کہ ایک دم بھی ایسے کار شریف مین مصروف ہوکر تدارک مافات
کیجے ایک مدت گذرتی ہے کہ شاہجہان آباد سے بامید تلاش معاش دل بر داشتہ ہوکر پورب کی طرف تشریف لیگئے
اور وہان کسی انگریز جلیل القدر نے کمال قدردانی سے انکی صحبت فیض موہبت کو مغتنمات عظمی سے جانکر التزام کیا
کہ چہندی اوقات کو اس صحبت مین صرف کرے اتفاقاً کئی مہینے کے بعد انکو اس سے مفارقت کا اتفاق پڑا اور
چونکہ فن طبابت مین معجزہ مسیحا اور ید بیضا رکھتے تھے اس نواح مین اکثر آدمیون نے انکے علاج کی برکت سے
امراض صعب سے نجات پائی اور وہان کے باشندون نے انکی بود و باش کو غنیمت سمجھا اور چاہا کہ کسیطرح یہ نعمت
غیر مترقبہ ہاتھ سے نجاوے اسیطرف کے ایک رئیس نے انکی خدمت مین رجوع کی اور بعد امتحان کے جب دیکھا کہ بیمار پڑا لیکن
لطف شافی حقیقی یہ چاہتی ہے کہ مرض سے جان بلب انھین کے انفاس فیض اقتباس کی برکت سے جان تازہ پاوین
اصرار کیا کہ نظر بمروت ذاتی اگر اور جگہ نان تو تمع روغن مین پڑے سے یہان کی نان جوین پر فضل ندیا جاوے چونکہ خلق
طبیعی اور کرم جبلی انکی طبیعت فیض موہبت مین مستقر تھا اس رئیس کی رفاقت اختیار کی اور غربا مساکین کو انکی ذات
کمالات سمات سے ایسا فیض ہوا کہ نفس عیسوی کو اگر اسپر رشک ہو تو کچھ عجیب نہین جو کہ فلک دوار نہین چاہتا کہ
ایسے افراد کامل صفحہ روزگار پر چندے موجود رہکر موجب استفادہ خاص و عام رہین سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین عالم باقی
کیطرف راہی ہوئے اور انکی تاریخ وفات لطفے اذکیا نے یہ پائی تاریخ عادی کہ چو او نماند کس داد سخن چہ دہد

اور سیدہ کس لفریاد سخن ؛ تا گر زبان رفت اقامت بر لبست ؛ الفت گفتار فتاد بنیاد سخن ؛ نظم و نثر ان سے صفحہ عالم پر بہت یادگار رہی تفریحاً للناظرین کچھ نثر عربی اور کچھ نثر فارسی اس کتاب مین مندرج کرتا ہون تا کہ ارباب انصاف کو معلوم ہو کہ نظم عبارت اسی نظم سے ہے اور نثر اشارت اسی نثر سے

رقعہ عربی

یا اہل نجد احفوا لقصتی
لقد الحیاۃ بکسب الذ مائم
ہی ام رحم و واسع عکوفہا
انسی لیسیح من ذکر صبائم
واللہ کیف اجاز دلواجد

نشرت منازل ستتے النعائم
فاولتہا بطواف لکعبتہم
بلغت لہم رحمتہ من کرائم
قالت صدقت ولکن طالما
ان یترک الحب من لوم لائم
ام قلبی حبیبت وصوت الحمائم

عذلت نفسی ستحی بالفضیحت
ارجو بذلک عفو الجبار الکم
بیت عتیق وصادی تخیلہا
ما والمحب لفتیح الغنائم
کاسب المحبیب حبیب لعاشق

قصر فضلی وبراعتی وکانت لسانی براعتی لیلاً حضارت المیراس واخذت القرطاس لاشرح بہا لی والحق قوقالی الی البارع الکامل البدر الکامل دامار العلو سمار السمو عقوب احرار الرجال لیعقوب کنعان الجمال لیعبوب میدان الکمال باسط الیدین عطاء غامض العینین حیاء ابی النفس رضی الشمائل شدید البأس سدید الخصائل الحق العلوات بالاحسان والسماحۃ راکض العادیات فی رہان الشجاعۃ لہ سابقہ فی الکیاسۃ وحاذقۃ فی الریاسۃ ہبر الاتراب بالحکم اقودہا وفاق الآفاق ذکرا ادشنا

قطعہ

لازال عند بہ سوط متحسر کا
لو القیت لترمی الحسود متقرعب
وسعی الکباش القوم حین رکوبہ
قد فقت منا یا لجوا والعشرب

یوم العطار دیوم حرب القعضب
قام البرایا حولہ مستدابینا
ملقی الایادی فی موخر قیتقب
والقائلین بانہ لماسری

ولہ سنان اللخذ دون کمانۃ
لجنو مہم کالصائین لمشرب
للہ درالواصفین لہ بان
فالشمس لاتمیز عن کوکب

شبع الجیاع من مائدۃ نوالہ وسعی التساع من معین عونہ دنیا یبع افضالہ علی الجد فی الاعصار وفی الجد فی الآثار احد سنانا ولسانا واکذ موثقا وضمان وجود مثلہ فی الجود اعز من بیضۃ انوق واما الحاتم فما ہو الافخار لو اتاک انوق لجنب الفنون سعید الکونین حاجی الحرمین الشریفین صاحب السطوۃ والصولۃ والتجبر نواب محمد مصطفی خان بہادر رفع اللہ کعبہ

وسہل صعبہ واذہب ہیئتہ ونصحیتہ نصر نعیمہ وارغد عیشہ وادام تمالکوس السماء من صبوح الصبح وغبوق المساء ردا وصل الکلام
الی ان ایہا الامیر السامی حیاک السلام بالسلام ونصرک علی نیل المرام انک قد تحریت زیارۃ الحرام ورمت الی البیت
المحترم وترا کفت خیول الارادۃ وانعطفت الیہا بالخیر والسعادۃ حتی الفراق علی المنیۃ وحبیبت الہلاک بالامنیۃ تاسفت
لسدنتہ بابہا والقیت اسحارت الدنیا علی وجوہ اصحابہا فانت وسیر النیاق الرافلات فی البطحی کان فی محاملہا اللیلی اذا
صقع ہذہ الصحراء کالغریب التضال فی الظلماء رتجافی اجنبی عن الہجوع وبلت عینی من الدموع ولا یرمن ہذہ الوصب ولا
راحۃ من تلک النصب وذروۃ سنام ما جری من الالام خسران صفقتی بما ساقنی المقدور من محاریب
الادباء وبعدنی من مجالس الاربار فانی بعد تودیع الخدام الامجاد مکثت مدۃ ایام فی شاہجہان آباد ثم لما اصابنی من
الدہر کابتہ وکربتہ فتخت سنام الغربۃ وترکت رباع الدہلی ودیارہا وتخوفت الارض انجادہا واغوارہا حین بکی
السماء علی حالی وتضحک البرق علی بلبالی فجرحت مراکل الجواد وانضوت مراکب الاجتہاد حتی نزلت فرخ آباد
فتنفروا لی اہل ہذا البلاد وجاءنی کل قارۃ وبار واشر آیت الی احابیشہا وحففت علی تالیہا ومحنثیہا واکرموا مثوای حتی
نزعت خفی والقیت عصای فلبثت بہا لبثاً وتحبست مکاناً علیاً وبعد زمان یسیر تقربت الی الامیر الکبیر الطالب للخیر و
الثواب الراغب الی الحق والصواب المعروف بالدولۃ والشہامۃ الموصوف بالصولۃ والصرامۃ عن النظار والبطان
رفیع المحل والمکان النفاسۃ مسک سحیق اخلاقہ خمر عتیق صعد علی ذری العلامۃ استنزل من محرابہ وافاح
السماء والغبراء بفوائح ما فی جیبہ وکم قد خلق علی فترۃ من الابرار فکان راعیاً علی العبید والاحرار الزہرۃ النضرۃ
فی الریاض المرتضوی السید الامجد محمد علیخان الصفوی الموسوی لازال ودحۃ فضلہ متفرعاً بالاجلال ونبعتہ جودہ
ہنیاً سائغاً فی مذاق اہل الکمال فاستبقت البدری علی جنابہ وکنت الی ہذہ الایام عاکفاً علی سدۃ بابہ
ہی مخرفۃ النعم ولکن لا اخذ منہا الا بالامم وہو لی النفع لان الرشفۃ النفع الذی غنی معاناۃ الزمان الا معونۃ
ہجران الاحباب والاقارب والاقران فانہا تزید یوماً بعد یوم وتشغلنی عن الاکل والنوم وما ترک ذلک الصواب
راس کل کلال والغاب بعدی عن عتبتک الشریفۃ التی ہی میقات اہل الفضل والسیاحۃ میعاد اصحاب المجد و
الوجاہۃ فلوۃ قلبی تتذکرہا وعین عینی تصورہا واغوثاہ ثم واغوثاہ طالت مقالتی ولم تنقد ملالتی الان بین یالاید
حولہ شوائب التکلفات وغوائل التصنعات لان الناس عبید العین والاغراق تحمیل الکذب والمین وہو الی عہد
یقتفر مفتر واروت نصیحتہ عودک من سفر فشاورت الصلب وتفحصت الامکان والطاقۃ فال حسبک ہذہ والدعاء فقط
فقط اعجل السفیر حتی الجلیح اللسان فی التقریر وتحیر القلم فی التحریر فالعفو مسئول من شمائلک البحر النحریر فقط

وانا ارجو من فضلک العمیم ان تسلم منی علے المولی المفضال السید المتعال البارع الباہر الحاوی الماہر صعد علی معارج العلوم صعود اسعاد النجوم ونزل فی فقار الحکم نزول المطر من الغیم بدر الملۃ صدر الشریعۃ بحر البر و بر الامنان نہر الفضل و ینبوع الاحسان مفتی محمد صدر الدین خان حرر فی العشرین من الجمادی الاولی

نثر فارسی از تہنیت نامہ

در روز غسلش حمامی چرخ لفروختن گرمابہ صبح دوید و آفتابچی دوران آفتابہ زرین خورشید با چلابچی دایرہ افق در پیش کشید پیشکاران عرق خانہ گاشن دست بہ تہیہ اسباب غسل برآوردند ارغوان غسول شبنم در پیالہ گذاشت و گل پیالہ سرخاب بدست بر داشت شمشاد شانہ در آب کرد و چنار بہ ولاے دست برآورد و غنچہ لالہ کیسہ از دست کشید و بہار آفتابی ابر بدوش رسید تجلی با صلاح خط عارضش سوی طلبید و موسی بہ شوق نورہ مالیدن دست از بغل برکشید حبیک ازین شادی کہ بادای خدمت آبکشی آب خود را روشن ساخت آب بہ پوست انداختہ غنچہ آب از رائحہ بدنش چوسید و سنگ بالشرف پابوسش لعل راہم سنگ خویش ندید با خرامان و دامن کشان بجامہ خانہ در آمد این رباعی از زبان ہم غیب برآمد

رباعی

ای چہرہ تو خاست دہ عریانی یاس	زود آ و بہ برون کن از بر خویش لباس	از مہر تو آتش بدل حمام آسا
	در شوق تو آب گشتہ در دیدہ طاس	

آرایش گرمابہ لقیا گردانی سہی قامتان گلزار دوید و خیاط نامیہ قبای محرمات را بر قامت سرو آزاد برید نسیم بہاری ابر طلق دوزی اطفال چمن سوزن بنفشہ از بقچہ زمین برآورد و ابر آذری لشستان باہہای چیرک تا بچہ رسید گاشن از گل کوزہ صد کلنزہ پر آب کرد و آزادہ دلان قید تقطیع و فارغبالان تغییر لباس از ہمہ بریدہ بخیالات یاران لباسی از تہ دل لبساط نشاط انداختند د رغان خوش الحان در ہر گوشہ غلغل نوروزی بلند ساختند عندلیب راہ جامہ دران برنگی سر نکردہ کہ گل جامہ بر تن دریدہ سراپای خود را گوش نساز و قمری با صعول فاختہ نشیدی بلند نساختہ کہ صنوبر پا نداز نثارش صد لخت دل از سینہ بیرون نہ اند از دسار بالجی غمگسار فقرات این زمزمہ سیر زناگ را بآہنگ راست بگوش بینوایان دائرہ عشرت انداخت

غزل

بازبہ آتش گل باد صبا زد دامن　　باز بر خاک چمن ریخت ہوا او رعدن　　نامیہ کرد دگر جامۂ خورشید رفو
ودوخت مہ بر تن اشجار دگر پیراہن　　آب بکشاد چو از خدمت گلزار کمر　　باد بشتافت ز جنت کہ پرستارش من

صبح برخاست که گلهاے چمن خند اند
ابر آن وایه که تبرا و دمش از مه بهمن
گر نه از فرط طرب تن لفزاید بر خویش
بید گرویده چنین فربه و نرگس بیکن
از پی تهنیت عیش خرامان و زنان
بگذر و گر بچمن زاهد شیشه گردان
خوش خوش آن آتش سیال کز از تابش

ابر بنشست که بار دهوای گلشن
وقت آن شد که کنون تا سیه چون گلنار
ورنه از فیض هوا روح ببالد در تن
ای حریفان چمن عهد شباب است بلی
بلبله سبو رفت و سبو جانب آن
بلبلان رنگ صدا به که بود دلبسته نگار
خشک دامن شده زندی و دریغ تر دامن

صبح آن قابله کانگشت زند بر لب طفل
که تقیم بر سر کار آورد و گاهی ردین
چیست آخر که با آن لاغری و رنجوری
بوسه از باد لب از جام دم طرب تن تن
شیشه بندی کندش ساقی شیرین حرکات
غنچه دیگر بچمن آمده انگشت زن
نخ نخ ان دلبر رقاص که افشاندن دست

پشت دستی بزند بر رخ اندوه و محن | و خامه طاوس رفتار طوطی منقار

بصریر دلپذیر این ترانه تازه را آویزه گوش عرب و عجم ساخت۔

اشعار فارسی

نخواست غارت دست زمانه باغ مرا
که بوی مشک پریشان کند دماغ مرا
ولی دگر ز فن چشمش خدا نگهدارد
که نیست رنگ شکستن بهار باغ مرا
امیر قافله دشت وحشتم علوی
که ز هر چشم تپان می تراود از دل ما
گذشت عمر و در آمد ستد وجود و عدم
نصیب برق شود کاش جمله حاصل ما
دلم شکست ستمهاے زلف او یارب
بدی آب نگر ساخت عشق منزل ما
اشکم رود از دیده و مقدار ندانند
آن کن که کسے بیند و بیکار ندانند
یا قصه زنجیر بگو یا سخن زلف

درون سینه نهان داشت عشق داغ مرا
فلک ز اختر پروین سپند برد و بسوخت
که گرد باد بود آستین چراغ مرا
دلم ز کم نگهی هاے او پر است مگر
هنوز رنگ رخم می کند سراغ مرا
هزار قلزم خون می کشیم و تشنه لبیم
قضا به گردش چشم که بست محمل ما
به فتنه گرمی هنگامهٔ طلب داریم
شکسته تر شود آنکس که بشکند دل ما
ستم ظریفی و علوی مزاج دان توبتو
این تو قدم اندازه رفتار ندانند
داغم ز دل ساده که خوش کرده بهر جو
واعظ دل من سبحه و زنار ندانند

وفا پرست سر کاکل تو ام نگذار
شبی که آتش هجران فروخت داغ مرا
اسیر عهد غم اے خزان عیش برو
خمار چشم تو خالی کند ایاغ مرا
اسیر تلخی نزعست جان بسمل ما
ز آب تیغ تو گو یا سرشته شد گل ما
نصیب حاصل ما نیست گر همین جز برق
فروزد از نفس صبح شمع محفل ما
ز بس سرشک قرارم دهد چو ریگ روان
وگرنه ننگ طپیدن نخواست بسمل ما
گر جیب نماند است بزنجیر درآویز
ارباب تماشا ز خریدار نه اند
گه بر رخ و گه بر مژه خوب تو افشاند

دیوانہ نگاہم کہ گل از خار ندانند
نخچیر آید و صد راز پے سد ز نگاہ ہست
نقصان خود و سود دگر ید از ندانند

لی ہمرہی غیب نیاید بگلستان
پس بامنت این حیلہ کہ گفتار ندانند
دشوار کہ آلی تو بہ نقش دی وعلوی

این سادہ تو گولی رہ گلزار ندانند
چان میطلبد ور بدل نیم نگاہے
ہر دن بسر کوے تو دشوار ندانند

جناب مولانا مولوی امام بخش صہبائی تخلص سلمہ اللہ تعالےٰ

رنگ زداے آئینہ سخنوری مصقل مرآت معنی پروری نخلبند حدیقۂ کمالات صوری پردہ کشاے حسن جلائل معنوی معجزہ طراز طرز تازہ بزم افروز جام بے اندازہ ساقی خمکدۂ سخن سرائی مولوی امام بخش متخلص بصہبائی نسب آپکا والد ماجد کیطرف سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک اور والدہ مشفقہ کی جانب سے حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتا ہی کمالات ظاہری اور جلائل باطنی اور حسن خلق اور حمائد اطوار مین پسندیدہ خالق و مقبول خلائق ہین خلق نوش آپکا آئینہ بہار اور اوضاع حمیدہ آپ کے محمود روزگار اس جزو زمان مین ایسی جامعیت کے ساتھ کم کوئی نظر سے گذرا ہی اور طرفہ یہ ہی کہ فنون متعارف سخنوری مثل تحقیق لغت و اصطلاحات زبان دری اور تدقیق مقامات کتابی اور تکمیل عروض و قافیہ و استکمال فن معما وغیرہا مین ایسا کمال بہم پہونچایا ہی کہ ہر فن مین یک فنی کہنا چاہیے۔ بیت پذیرفتہ از ہر فنے روشنی ٭ جدا گانہ در ہر فنے یک فنی ٭ شروح کتب اور رسائل قواعد زبان فارسی اور رسائل علم عروض و قافیہ اور معما جو جو آپ کے ریختۂ قلم نزاکت رقم ہین ایسے نفائس مقاصد اور جلائل مطالب پر مشتمل ہین کہ متتبعان فنون مذکور کو ان فوائد جلیلہ کا حصول بعد ایک عمر دراز کے بھی متعسر ہی خصوصاً رسالہ گنجینۂ رموز کہ صنعت معماین آپ کے خامہ معنی طراز سے جلوہ پرداز ہوا ہی ہر چند رسائل متعددہ اس فن مین اساتذہ سلف سے یادگار ہین لیکن چونکہ ع ہر کار رہین روزگاری است حسن اس کمال کا اتبک گنجینہ تقدیر مین سر بمہر امانت تھا اور ان پیشوایان فن دقیقہ یابی کو اس طرز و انداز سے سواے آرایش سہل کے نصیب نہین ہوا تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ وہ رسالہ مشتمل ہی ایک معما کی شرح پر کہ شرح و متن دونون آپ ہی کی نتائج طبع فیاض سے ہین وہ بیت باعتبار ظاہر کے سواے چند کلمات معدود ہ کے ظرف بحور متعارف مین گنجایش پذیر ہو سکتی ہین اور کیا رکھتی ہی لیکن اگر چشم بصیرت سے دیکھا جاوے وہ بیت ایک عالم ہی کہ جلوہ ہاے ہزار در ہزار سے دیدۂ فریب اہل کمال ہی ارباب دانش و اہل خرد پر ظاہر ہی کہ فن معما اگرچہ اصول شانزدہ گانہ سے زائد نہین رکھتا لیکن فروع منتشرہ اور شعب متوافرہ اُس سے اسقدر متفرع اور منشعب ہین کہ ظرف حصر و شمار اُسکی گنجایش سے عاجز و زبون ہی اس بیت نے باوجود ایسی تنگ ظرفی کے اُس دریای

ذخار کو اپنی آغوش مین چھپایا ہی یعنی ذیل بیان اعمال مین یہ ہی ایک بیت مثال ہی اور اس سے تین سو ستاسٹھ
مختلف اسامی مستخرج ہوتے ہین اور طرفہ تر یہ ہی کہ استخراج اُسکا نہایت سہولت و بے تکلفی کے ساتھ ہی اگر
انصاف یاران سخن فہم کی طبیعت سے گوشہ گیر نہو تو ارشاد کرین کہ اس کیفیت کے ساتھ کوئی رسالہ عہد آدم سے
اس دم تک کس صاحب استعداد کی پردۂ فکر سے جلوہ گر ہوا ہی اور ایک رسالہ جواہر منظوم نام مشتمل بر رباعیات کہ
ہر رباعی سے ایک نام نامہا سے باری عز شانہ کا مستخرج ہوتا ہی با وجود لطافت اعمال معمای کے معنی شعری اس
لطف کے ساتھ ہی کہ ناز و انداز خوبان خلخ و نوشاد اُسکے آگے طبایع عشاق سے ہزار کوس پڑے رہتا ہی سوا اسکے
اس کمال کے نثر و نظم زبان دری سے خبر و گیر ہاے متعدد مملو ہین نثر ایسی کہ نثر ثریا اسپر نثار ہی اور نظم ایسا کہ نظم
جواہر اسپر فدا ایک نثر چار پانچ جزو کی مسمی بریزہ جواہر سلطان عہد والی عصر محمد سراج الدین بہادر شاہ خلد اللہ
ملکہ و سلطانہ کی مدح مین اس آب و تاب کے ساتھ ریختہ قلم نزاکت رقم کی ہی کہ اگر رشک و حسد ہم عہدی چشم پوشی نہو
تو اُسکے جلوہ گاہ مین سہ نثر ملا نور الدین ظہوری کو ہرگز پردۂ خفا سے جلوہ گر نکرین اور ظہوری کو اُسکے عہد مین خفا کر
بتادین اور ایک انشا سے مکاتیب نہایت متانت عبارت اور لطافت معانی کے ساتھ ہی کہ اکثر اُسکا بطرز نثر مرزا
بیدل علیہ الرحمہ ہی اور نظم مین غزلیات کثیرہ اور قصائد متعددہ بعضے بطرز متقدمین اور بعض بطرز متاخرین نہایت لطف
عبارت و کمال حسن معانی کے ساتھ موجود ہین الغرض احاطۂ آپکے محاسن و محامد کا اندازۂ تقریر اور احاطۂ تحریر سے
افزون ہی اُنکے نظم و نثر کے الفاظ لآلی شاہوار اور معانی با قوت آبدار کی برابری کرتے ہین قلم کو اُنکی عبارت
انشا خ سے نستعلیق گوئی میسر اور صفحۂ کاغذ کو اُنکے معنی رنگین کے فیض سے لباس گل کا ہمسر ہر دایرۂ طراوت معانی
رنگین سے ساغر مل اور ہر سطر رنگینی مضامین سے شاخ گل ان کمالات پر علم ایسا ہی خلق ویسا ہی زبان اُنکی ورق
نسخۂ اخلاق اور سینہ اُنکا صندوق خزاین وفاق ہر چند اس سرگروہ ارباب وفاق اور اس سر حلقہ نیکوکاران آفاق
اور راقم مین سر رشتۂ محبت و اخلاص ایسا مستحکم ہی کہ گویا دو قالب مین ایک جان جاری و ساری ہی اور یہہ
وال ہی اس بات پر کہ ذکر اوصاف حمیدہ اس یگانہ روزگار کا شاید نتیجہ افراط محبت کا ہو لیکن راقم نے مراسم
دوستی و مدارج اتحاد کو اس امر مین کچھ مدخل نہین دیا اور جو کچھ بیان واقعی تھا اسی کو لکھا وگرنہ محبت کا اقتضا یہ
تھا کہ جسوقت اُنکی محامد و اوصاف مین زبان کھولتا اور تحریر مناقب مین قلم کو ہاتھ مین لیتا شاید سوالات محشر کی
جواب کی تقریب ہی ایک دو لحظے کے واسطے زبان کو اس ذکر سے باز رکھتی اور صدمہ زلزلہ قیامت قلم کو ایک دو
دفعہ ہاتھ سے گرا دیتا جو کہ اوصاف نفس الامری بھی غیر متناہی ہین اور اُنکا حصہ طرف اعداد نا متناہی ہین

بھی محال ہی بالفرض اگر ہمت اُنکے بیان سے عاجز ہنوز زبان گوشتین کا درماندہ اور قلم چوبین کا فرسودہ ہونا ممکن ہے ناگزیر انھین ایک دو کلمہ پر قناعت کر کر تبرکاً اُنکے کلام بلاغت نظام سے بطریق یادگار کے درج کتاب کرتا ہون

نثر از ریزۂ جواہر

تواضع را با نہادش چون موج و دریا ہم آغوشی و بزرگی را با سرش چون رفعت و آسمان گرم جوشی فیض در طبیعتش چون ریزش در سحاب و صفا در ضمیرش چون پرتو در آفتاب او امر قضا را با متابعت امرش اندیشہ پا بر تر نہادن و اندازۂ قدر را در مقابلہ گنجایشش سر رشتۂ حساب از دست دادن رفعت از سر بلندیش با فلک ہمدوش و فروغ از ضمیرش با آفتاب ہم آغوش مہابت را از پیشانی جلالش جرأت شیر افگنی و سیاست را از دستیاری قہرش اقدام در گردن زدنی حیا در پیشانیش چون صفا در آئینہ و مروت در دلش چون مے در آبگینہ دریا را از کرمش گوہر در گنجینہ و معادن را از جودش زر در خزینہ از ریزش سیمہ فاصلہ اش موج دریا دست دراز کردہ در فراہم آوردن گوہر ناصبور است و از انعام متواترش محیط فراخ دامن در تنگی حوصلہ آرزو مجبور صبح از خورشید آتش در دل افروختہ غیرت ضمیر انور فروغش و شام از شفق خون در جگر انداختہ رشک راز داریہاے سینۂ اسرار گنجینہ اش گل با شگفتگی خاطرش جگر خوار تر از بلبل و گلشن با رنگینی طبعش افسردہ تر از بزم بے گل ظفر با وازۂ موکب سعادت کوکبش دو سہ منزل پیشتر در انداز استقبال و نصرت بتوجہ رایات نصرت آیاتش مہیاے پیشکشی تحائف اقبال مجملات خوبی گل را در صفحات رخسار شاہدان مفصل تفسیر نمودہ و مباہات موزونی سرو را در مصرع قامت خوبان مصرح تقریر فرمودہ وقت فکرش دریافتہ کہ کوری چشم نرگس از پاس عصمت ابکار چمن جائز داشتہ اند و گرفتگی زبان سوسن بلحاظ بیدماغیہاے بلبل ناتوان روا پیدا انگیختہ نی قلم در کفش فوارہ معنیہاے رنگین و سادگی کاغذ در پیش چشمش عینک دوربین با لطف کلامش سجع بلبل نالۂ زاغ و با خوبی رقمش خط خوبان پاے کلاغ نظم انصاف را حرف شمشیرش مقطع و قصیدۂ عدل را سخن تدبیرش مطلع تیر آرش در برابر خدنگش چون سہم نگاہ اعمی از ترکش برنیامدہ و کمان رستم در جنب کبادہ اش چون حلقۂ اقامت ضعیفان زور ین نماید تیغ ابرو در پیش شمشیرش در نیام بیکاری ہا زنگار خوردہ و سلسلۂ زلف را در عہد کمندش از بیقراری با وجود جنگ آزمائی کہ تہمتن قواعد رزم را از کمترین چاکرش یاد کردہ و بختیاری کہ سکندر گوش فتح را چرم از لعلینش پردہ شبستانش از ساغر طرب بغیرت گلشن و ایوانش از مینائے عشرت رشک چمن اہل وفاق را چہرہ از زعفران زار عہدش ارغوانی و ارباب نفاق را رخ از ارغوان کار تیغش زعفرانی طرۂ تیغش بر خرمن ہستی اعدا برق و نالۂ رعد با طنطنۂ کوسش نزد در ہوائے عرصۂ جنگش از رنگ پریدہ دشمنان صد شہاب

قب جاوہ کرد درفضای رزمش از جان رمیدہ اسعدا عالم ارواح و رنظر از صدمۂ گرزش کاوہ آسمان را اندیشہ بستن شیر مضطر بسیمیگرد اند و از احاطۂ کمندش ماہی نو بین را ہم گذاشتن شست بر خود می جنبانند خدنگش آنسوی فلک زر آن تیر از بتر آہ و کمندش پیچان تر از ندنگاہ بلندی مراتبش قفہ منار جلال و رفعت مدار عرشش علم بام کمال خاک را زمرتبہ بخششش معراج بلند پایگی و جبہ را از دستگاہ جودش اعتبار گران مایگی جست عزم فیضش ذکر طولی و سخن سربلندیش رفعت سدرۃ المنتہی از رفعت سدرہ بارگاہش فرق کمترین چاکر فلک ساداز بلندی پایہ آستانش پاسے ادنی خادم رش بیما البلاست غریب نوازیش معنیہاسے نادر اہل سخن در تردد جادہ نفس بتیاب و از آوازۂ تعمیم سخایش مضامین بیگانہ شعر او رکاف رہنماسے شارع قلم سراپا اضطرابہا تو انائی را از نسبت سر نیچہ اش در بہ دن نام کشیر دو درہم کشیدن

وخستگی را از انتساب ذاتش و رتصور مال ہما بر خود بچیدن

شہنشاہی کہ از لبس ارجمندے
نگاور را قدم بر پیشانے بدر
نہیبش گرز ند بر سنگ خارہ
چو کا غذ سنگ خارا را بسوزد چو
فلک گفتی سپر خود را عدو کیش
زخون دشمنانش رنگ شنجرف

گذارد پاسے بر فرق بلندے
ملک قدری کہ از وی دوش شاہی
رگش در جنبش آید چون شرارہ
چو شیر از فیت عرمش رفتہ از ہوش
ہلال از نعل توسن زد بہ ریش
ز تیرش زخم اعدا نادم سوزا

فلک جاہی کہ از والائی قدر
طرازش خسبیۂ از فضل ایکہ
شرر را شہراو گر بر فسردزد
گر پا آرد درسوراخ غرگوش
بسطر تیغ بہر زیست حرفے
برنگ چشم عاشق گشتہ ناسور

اہنوزش تیغ بر کف نارسیدہ | بفرق دشمنش عمداً رسیدہ

اشعار فارسی

یارب آن کن بجنون دل دیوانہ ہا
شمع داغ است ز خود داری پروانہ ہا
طرفہ کان بت برخ کعبہ روان ہم خندد
از بہر ما دو آتش ساز این شہر ابہا
وارد اثر ز چین جبین موج خندہ آب
رحمت فگندہ است بغر و احساب ہا
وحدت ہزار جلوہ فتادہ است دیدہ ام

کہ شود بال پری نالۂ مستانہ ہا
ہستی اہل فنا وقت شتاب دگر است
وست در گردن غیر است ز جانانہ ہا
رنگ زخم چو گل پر پرواز میسزند
یکرنگ کردہ ناز تو لطف و عتاب را
چون شمع از رسیدن عمر است اضطراب
در پردہ کعبہ رنگ عذاب و ثواب را

حسن بر خود غلط و عشق نظر باز غیور
رفتن رنگ بود شمع بکاشانہ ہا
کن آشنائی لب و وسہ عرقۂ عتاب را
دارم خزان رسیدہ بہار شباب را
امروز تا کرشمۂ لطفش چہ میکند
وار دہم ورنگ بہارم شباب را
صہبائی بیاد وحدت رحمت نگاہ کن

گیسو بہ شمار گناه و ثواب را
عشق جنون نکرده بوادی قدم زند
آتش نهفته زیر بغل آه سرد ما
صهبائی از جفای فلک دم نمی زنم
جنون بفصل خزان میکند بهار مرا
برنگ لاله در آغوش نوبهار نشست
از بیکسی لحد آه و دود کشا مرا
افلاک باتم یاران رفته صهبائی
آتش از خانه من سر زده سامان سوخت
بوی پیراهن اگر چاره گر آید وقتست
محرم خورشید گشتم با خسان کم ساختم
عیش عالم نیست با من در ماتم زدم
نی نمک بر دم بزخم و نی بمرهم ساختم
نیست صهبائی چو جام جم نصیبم گو مباد
چشمه و چندین نسخه خواب پریشان در بغل
در سینه آتش مشتعل در دیده دریا موج زن
بزندگانی دشمن چه گویند خرسند است
یا از اثر وز کس محرم اسرار نبود
عشق آن خانه خراب است که بیکار نبود

آرا صفای طبع جهان شد زرد ما
از گرد باد باد دل صحرا نورد ما
چون صبح بار خاطر عالم نبوده ایم
ای کاش به حذر شدی از آه سرد ما
چنانکه باده در انگور نیست باده بجام
نرسته داغ دل آسوده روزگار مرا
هر آنکه دید مرا دید خویش را در من
سپرد داغ دل و چشم اشکبار مرا
آتشکده بود که جز کعبه نباشد سنگش
دل به بیتابی غم دیده کفنم سوخت
مردم و در چشم مردم عالمی تاریک شد
در خور هم نبود نشاط و دهر با غم ساختم
کفر در کیش سپاس نعمت دیدار دوست
می ز خون دل کشیدم خویش را هم ساختم
نازم به کار کیشی زلف سیه کارش کرو
هر شعله دود زنج آفرین هر موج طوفان در بغل
تا بفرمن ستمگر عذر اضطرارم نه
حسن را جلوه که و جوش خریدار نبود
عشق و حسن اند غیور انیقدر افزود نزاع

خیزد خزان عالمی از رنگ زرد ما
صبح ضعف ما منگر و از اثر تب ما
تمکین نداشت جز نفسی رنگ زرد ما
چه گل که در کف پا بشگفد ز خار مرا
بهر کجا که توئی نیست اعتبار مرا
قبول خاطر کونین را کنی ارزم
بحیرتم که بدل نیست غیر یار مرا
شد دلم جلوه گہ حسن قد و جانم سوخت
برق آن کفر که در خرمن ایمانم سوخت
بیچو شبنم خویش را فارغ ز عالم ساختم
من نگه شبنم چو رفتم نیز بر هم ساختم
رنج و راحت هر دو لی در و منت نیز
جلوه در هر رنگ دیدم گردنی خم ساختم
دارم دلی دیوانه صد داغ هجران در بغل
هم راه ایمان میزنم کرده قرآن در بغل
بحیرتم که چو از من بمرگ راضی نیست
که شوق در طلبت بر دست ما شد
چه ده بر داشت که از یوسف و گاهی زرشت
ورنه رنج من و او آن همه بسیار نبود

غفلت از جلوه مطلوب نسازد محروم — دیده آئینه یوسف شد و بیدار نبود

معمیات از جواهر منظوم عزیز

خورشید بجویش داشت زین پیش گمان — کاین چرخ نیاورده بنظیرش بجهان
چون قصه آفتاب رویش گفتم — خور یافت رخ چه خویش را نام نشان

خور عبارت از ع است و خویش کنایه از آفتاب که درین مقام مراد از آن زر است و مثل آن زر بمعنی انگور دیغ آن رای مهمله
و چون رای مهمله را نام یابند رتی شود و نشان یابند زری بزای معجمه گردد و زای معجمه که در زر بود باقی است پس بزر سه باغ عیز گردد

ایضا

بیگانه ز من نگار حیا دوفن من ۞ از حیله خصم دوست شد دشمن من ۞ چون دیده غیر اشک سر دامن ریخت ۞ دامن بگزر واز یکی گشتن من
دیده ع مهمله است و چون دیده ع معجمه چون ع معجمه غیر اشک یعنی نقطه در دامن که رای مهمله باشد بریزد زای معجمه گردد و ع
معجمه عین مهمله شود و چون اکنون دامن زای معجمه باشد دامن دیگر عبارت از زای معجمه دیگر خواهد بود و چون زای معجمه دیگر
در اول یای تحتانی در آید عزیز صورت نماید و اول یای تحتانی در آمدن زای معجمه از بهر آنست که دامان زدن عبارت
است از پیچیدن دامن بر کمر

فائض

حسنش که برنگ ماه انور بینی ۞ چون خور بینی اگر بکر بینی ۞ آخر زان شوخ بین تمام اندازش ۞ وانگاه که هر دمش فزودن بینی
آخر از شوخ خ حرف خ است و آن تمام بود خاک گردد از آن گو یعنی مثل آن ح مهمله است دو او از آن مراد آنست که شش را
دهند سه آن ه چون آنرا هر دم فزودن شروع بینند اول آنرا هشتاد بینند که حرف ف باشد و دیگر بار آنرا هشتاد بینند پس فیض شود با اول خاک گردد

رافع

چون رفت ز خلوتم سحرگه آن یار ۞ شبه خور از منظر مشرق دیدار ۞ دیدم از شوق تا بدل گردد از وی ۞ گردید چو اثر در آفتاب آخر کار
اثر در راو خبر داست اثر در و ر و بمثل ازار است و چون بگرد در اشود در تجلی فی است رافی شد و آفتاب که عین مکو لی باشد
اخو است یعنی یای آن بدل آمده است رافع شد

غفور

یارب لتنم ز تحبکه از حد افزود ۞ کفنی لا تقنطو و یاسم نزدود ۞ آری ناجی شد آنکسی کش از غم ۞ با عفو تو راز دیده جز اشک نبود
راز تحلیل یافته و حرف ز بمعنی از حاصل شده یعنی با لفظ عفو حرف ر است غفور شده و از آن دیده که عین عفو است اشک شود غفور گردد

عجیب

آن لعل اگرچه جان فزا دو بجوست ۞ اما ز نفس سیه دل و اتهی خوست ۞ گر زلف دید و دهن نهادن لبش ۞ پیدا زلبش آن به که کان زلف
بر او است ما زلف جیم است و دهن اندر آن میم و لب آن حرف ب است چون میم ج بیامد عجمی بهم رسید و از لفظ لب آنچه زلف بر او است
حرف ب است چه لام که تشبیه زلف وارد بر حرف ب است آن گرفته شود عجیب ظاهر گردد

حق

عالم چو لبش آن ستمگر آشفت ؛ او خواست که حبس دل از و گیرد مفت ؛ چون دیده خصم آن تمام عیاری ؛ در راه زمیان بمود و آخر بنهفت ؛ دیده خصم صاد است و مثل آن ضاد است یعنی مکتوبی و تمام آن ضاد است ملفوظی و در راه آن باعتبار شصت و شش است و واسطه صورت ۸۰۰ و این نقطه ها از میان فنا و کالف است که نوپس هر گاه و نقطه بر الف آید حکم که قاف است و شصت و هشت ماند و ان در فنا ح است و آخر که دال است نهفت اسم حق شده ظهور حق است

باطن

گر در شب ماه آن شه حسن و جمال ؛ از پرده نماید رخ خورشید مثال ؛ از بسکه ز خود رفتنی شود از شرمش ؛ از بام رباط مه نماید چو هلال ؛ از بام رباط مه نماید چو هلال گفته و تبدیل حرف راکه در اول رباط است بنون خواسته و از عبارت نماید چو هلال مراد آنست که آن نون در آخر رباط باشد چه هر گاه از بام مه بمنزله هلال در مغرب نماید پس لفظ باطن صورت بندد

مالک الملک

آن را که ز داغ عشق نقدی اندوخت ؛ در کتب عقل نسخه ها باید سوخت ؛ شد باهر لا ولم دل اندر عهد بحث ؛ آخر ز کتاب عشق حرفی آموخت ؛ با قلب شد است گر دید مراد از این ما است دهر یعنی کل قلب شد لک گشت و لا قلب شده آل گرد و دید و لم قلب شد مل گردید و آخر این همه حرف حرفی از کتاب که کاف باشد از مجموع مالک الملک صورت بست ۔

ذو الجلال والاکرام

آن دل که چو خورشید مصفا دیدی ؛ از روشنی باده و صهبا دیدی ؛ برگیر که و نه دل جلا گیرد اگر ؛ در دوره مانه کار دل را دیدی برگیر که و یعنی مثل دو کرو ذ است و نه که لا است و دل پس ل باشد ز وال شد و لفظ جلا اگر را گیرد یعنی نور ا ذو الجلال و شده دو ما ام است در آن نه یعنی لا و کار که دل آن حرف را است که کرا باشد پس الاکرام شده

امام بخش اسم مصنف

در دور حسن تو ای هلالین بخ غضب ؛ خورشید و قمر گشوده در دعوی لب ؛ بر بام تو بر جلوه کن وقت سحر ؛ یا آن رخ خود نما میان دل شب ؛ یا آن تتمه ها است و از ان تکرار ام مراد است پس امام شود و در میان مقلوب شب که بش است حرف خای معجمه که رخ لفظ خود است آید بخش گردد

صہبائی تخلص مصنف

داغ دل تست لاله گون صهبائی ؛ چاک جگرت گل جنون صهبائی ؛ دل به ورد دیده تا بهاری شگفد ؛ آخر کو می دل است خون صهبائی چون به قلب باشد دهب گردد و آن ورد دیده یعنی صاد آید صهبا گردد و آخر راکه دال مسمی است می بگوای به ی بدل کن صهبائی شود

مولوی محمد حسین تجبر

بلبل شاخسار سخنوری طوطی شکرستان معنی پروری مولوی محمد حسین تجبر شاگرد رشید مولوی امام بخش صہبائی تمام کتب منثور و منظوم فارسی انھین کی خدمت مین تحصیل کین اور مشق سخنوری بھی انھین کے التفات سے بہم پہونچائی تحقیق مقامات اور تدقیق رموز مکنونہ کتب متداولہ خوب طرح سے کی ہر لغت و اصطلاح فارسی پر نظر اور زبان دوری کا شیخ بالا ہر انشا سے نظم و نثر مین دستگاہ کامل رکھتے ہین یہ چند شعر بطریق یادگار لکھکر ہدیہ ارباب شوق کرتا ہون

اشعار

در جواب شکوہ ہاے کم نگاہیہاے نازش
کہ باشد حیرت چشم نقابی آفتابش را
بروے ماہ تابان رنگ در پرواز می آید
شہید ناز چشم سحر ساز نیمخوابش را
چنان ضعیف شد از غم تن نزار مرا
بجلوہ آئی حیرت بہ روزگار مرا

سرمہ گویا میکند چشم ترا نازم حیا
زشوقش صد تپش فرسودہ دل اندر بغل دارم
نمیدانم کہ از تیغ برکشیدا مشب نقابش را
بکشم گر عرض حال این دل صد پارہ پیشش
کہ بار خاطر من می کند غبار مرا
بیاد روی او خلوت در انجمن دارم

ندارد تاب بینش پیدہ من بجالش را
رم آہو عنان درکف سپارد منتظر انش را
نگہ ور دیدہ نرگس میدمد از خاک تا محشر
بجا موشی بسیار رہبر آن بد خو جوابش را
تو نیز چارۂ ہر مان نمیتوانی کرد
من و خیال تو با دیگرے چہ کار مرا

چنان ز خویش نفورم کہ عالم از پس مرگ
دہی بباد دنیاید بدل غبار مرا

میر نثار علی نثار

ابن مولوی عبد اللہ یہ بڑے خاندانی اور آبا و اجداد انکے ہمیشہ صاحب اعتبار رہے چنانچہ مولوی رحمت اللہ کہ انکے جد اعلی تھے اُستاد تھے محمد شاہ بادشاہ کے اور انکے پر نانا مولوی اشرف صاحب اُستاد عالمگیر کے تھے انھون نے تحصیل کتب فارسی اور مشق سخن مولوی امام بخش صہبائی سے کی ہر فکر خوش اور سلیقہ کتب دانی کا اچھا رکھتے ہین علاوہ اسکے خط نستعلیق ایسا خوب لکھتے ہین کہ انکی کشش مدات سے ابروی شاہدان چین و چگل پر اشارت اور انکی سرین سے نرگس شمشاد قدون پر کنایت ہر الف کی راستی کے آگے سرو کا قد خمیدہ اور بیے کی خوبی کے سامنے لب خوبان دندان حسرت سے گزیدہ چشمہ ہر کا آب حیات سے لبریز صفحہ تحریر کا رنگینی رقم سے گل خیز دندان سمن رویان دندانہ سین سے شرمندہ اور کاکل سنبل مویان دنبالہ میم کا بندہ یہ کمال انکا مقتضی تھا اس امر کا کہ انکو خوشنویسون کے ذیل مین لکھتا لیکن سخنوری کی مناسبت سے شعرا کی ذیل مین انسب معلوم ہوا یہ چند شعر انکی خوش فکری پر گواہ عادل ہین

اشعار

اے گر چہ شود حوصلہ عشق ارشد کہ ہمدرا و نتواند شدن غیر جوش طوفان را بہ نقش گفتم آخر بندوا کن سخت پیچیدہا	ہست در دیدہ من مایہ طوفانی چند دران وادی کہ زخم کش نشان من نمیداند چہ دشوار است کان مہر و زبان من نمیداند خون دل از چشم میریزم مہابا کیستم	چسان بندم بمژگان تند سیل چشم گریان را صبا غیر و کیست عنقا آشیان من نمیداند داغہا بر سینہ دارم لالہ زار کیستم

جناب محمد مومن خان مومن سلمہ اللہ تعالے

زنگ زدائے آئینہ سخندانی مصقل مرآت نکتہ رانی ہمی مراسم کمال ماہی کسائے فضل و افضال جلوہ دہ عرائس مضامین تازہ زیب و سادہ کمالات بے اندازہ سرمست نشہ سخنوری نظر باز شاہد معنی پروری غواص محیط تدقیق آشنا ر بحر تحقیق پیرایہ پیرائے نہالہائے بلند پایہ حلیہ طراز اطوار گزیدہ غازہ پرداز چہرہ خلق محمدی مظہر آثار سعادت ازلی و ابدی یگانہ جہان محمد مومن خان مومن تخلص انکے کمالات کا اندازہ ظرف شمار سے افزون اور حیطہ تعداد سے بیرون ہے معنی تازہ سے قالب الفاظ مین جان ڈالنی اور انفاس عیسوی سے معنی پژمردہ کو تازہ تر از گل اور سیراب تر از بل کرنا ایک شیوہ ہے خاص اسی سخن سنج معانی پناہ کا انکی فروغ ضمیر سے الفاظ دری کوکب دری اور انکی متانت طبع سے سخن ریختہ ایوان ریختہ اگر یہ کہا جاوے کہ شیرینی زبان حافظ اور نمک سخن سعدی اور متانت تراکیب انوری اور نشست الفاظ خاقانی اور آیائی عبارات ابو الفضل ہندی اور نازکی معانی کمال الدین اصفہانی اور سوا اسکے جو خوبی صنف شعر اسے کہ کیسا تحقق ہے سب انکے کلام معجز نظام مین صرف ہے حق شناسی اور مرتبہ دانی سے بہت بعید اور نہایت دور از کار ہے حق یہ ہے کہ اقسام ازل نے سبکو انہین کے خوان استعداد سے منصب ریزہ چینی اور انہین کے دیگ کمال سے وظیفہ چاشنی گیری عطا کیا ہے زبان ریختہ مین وہ کمال میدار فیاض سے حاصل ہوا ہے کہ سودا کو انکے سخن کے رشک سے جنون اور میر انکے کلام کی خجالت سے مرقد مین سرنگون سخن گوئی کو حد اعجاز پہونچایا اور شعر نے انکے مرتبہ حکمت کا پایا نکات سخن اور دقائق فن انکے قلم سے اسطرح گر رہین جیسے ابر سے باران لطافت انکی طبیعت اور فروغ انکے ضمیر مین ایسی ہے جیسی آئینہ مین صفا اور مشرق مین خورشید رخشان ابیات انکی مثل بیت ابرو سراپا انتخاب اور اشعار انکے مانند مصرع زلف مجموعہ آب و تاب سخن انکا باوصف پرگوئی کے رکاکت سے خالی اور فکر انکا باوجود غور کے عالی دیوان ریختہ کا مشتمل ہے اصناف سخن اور شعب فن پر غزلیات سے لیکر تا مخمسات و مسدسات اور فرد سے لیکر تا رباعیات و قطعات جسپر نظر پڑے اگر وہ عاشقانہ ہے ہر حرف اسکا گرہ تصویر آہ ہے اور اگر انداز معشوقانہ کا بیان ہے تو ہر دایرہ اسکا ایک چشم سرمہ سا ہے مستدنگاہ الحاصل کلام بلاغت نظام انکا حصر و شمار سے افزون ہے چہ مثنوی اور قصائد متعدد اور انشاسے نثر با عبارات متین و با مضامین رنگین اگر سب کو بتفصیل لکھا جاوے ایک دفتر ہو جاوے اسلئیے

پر کفایت کر کر کچھ نثر اور کچھ نظم لکھتا ہون تاکہ ارباب شوق کو اُس سے استفادہ ہو۔

رقعہ فارسی بخدمت حکیم

ای مرگ بدور چارہ ات درآزار	از چشم بتان کسی ندیدم بیمار
گر رنجہ کنی قدم پے استغفار	دانم کہ شفا خانہ شود گورستان

حال برادر نوازش شنیدہ و بعلل و اسباب رسیدہ لبی بہ پرسش نگشادن این عقدہ کشاد و گامی بطریق عیادت نہادن
رہ براہ تفہیم نہاد چون راز نہان نہان تمانادو باسر مکتوم سزا ے کتمان اگر نالہ بیمار نہ سر کنم زبان لوم است و اگر نہفتن
وصایا بر لب آرم نفس واپسین صواب انجام ورنہ مداوای مریض عشق بہ نسخہ مجرب الیہ منقول نیست و دعوی بیمار درد مند
محبت از لقمان مقبول نہ گیرم کرا ے اصابت قرین بجان وارو ی وصال پے بروجانانہ عاشق کش را نجم خانہ گزواند
آورد درین حال ہم شرح احوال و تفصیل ملال بہ پیرایہ نخواہد بود شغل دم شماری مفت نیست بہ مرگ ہم با گاہ بہ پیمان
دوست غمگساری توان نمود فی الجملہ گردون کشی اخلاط اربعہ سر کوب این دودلہ ونیم جان نشست و پریشانی حواس خمسہ
اختلال ستہ ضروریہ را ضمان قارورہ تبتی ورنگ کاہی دلیل گدازش تن بعذاب ہجر جبین است و نبض نحل از یاد آمدن
حکایت سلیمان و بلقیس افسانہ فصد لیلی باعث غلیان دم است و حکایت جوی شیر شیرین سبب ہیجان رطوبت و بلغم
شعلہ زدن آتش شوق راحمی لقب نام بردہ ام و جگر سوزی حرارت عشق را بہ تشخیص تپ محرقہ غلط کردہ ام صداع دوار شدید
سر گرانی است و شقیقہ لیکر رو گردانی عصابہ انکہ سر از اطاعت محبت نگون نتوان برداشت و فراغتش از آنکہ
روزگاری فارغ از حیض و سیبی غمخواران بادید گذاشت نسیان از تزاید رقابت طبیبان سست و آفتہ التخیل خیال تقرب
رقیبان و دوار ہمہ وہم بیم گردش سپہر ناہنجار است و سدہ برہان غرن روز سیاہ و شب تار از یاران میگریزم قطرب چنین
باشد کمتر بر طالع دون متخیرم و ماراالکلب چنین بود سہر خواب بر عاشق حرام است سبات ہمان بیخودی بدام خیال طول
ال ابلہیا باشد دیجوش آمدن خون [illegible] ث الو بلقیسیا کابوس و ربخو و میا غیرت بلہوس نفاس ورستی رسیدن آستین آشنا
چشم جلوہ گاہ و فراست سکتہ حیرت رسیدہ و گردن از فرمان اطبا پیچیدن شبت کنج و گداز گردیدہ لقوہ بزبان نام
از خم زلف سخن گفتن حذر روح خناس واز صحبت اعضا بر آشفتن رعشہ بے اختیار یہاسے اشتیاق خیالات
بحسرت نگریستن صحبت بتان و عشاق گان یرقان از رنگ زرد و برو اطراف از ضبط دم سرد سیل از نظارہ فہر سر دہ
بر چشم گذاشتن شعر المنقلب تصور برگشتہ مژگان نگہداشتن ظفرہ تخیل ناخن نگار رستہ یار سلاق تہ او بش پارہ ہاے
دل از دیدہ خونبار بست دل الماریہم گریستن ضیق النفس من ولی بار لستین ظنین از مکالمت با تصور تا ہید سر انکسیت جوش عطش

از سرگرمی یا شمع نفای ز کام بہ تنبیہ گلگشت بہشت آفرین گوی خرس لب گزیدن از دست ترش ابروی شور الشفۃ
از گرمی تقریر شقاق اللسان از نالہ ہای الماس تاثیر سلطان الذوق از غم و غصہ خوردن خناق راز دل بر زبان
نیاوردن سوال بہانہ جواب نصیحت گر اقرش الدم فغاز بہای دشنہ اثر عسر البلع در فرو بردن جرعہ تبرید و فروح المری از
ناگواری لقمہ ہای سر بہ علامت شوصہ بہ ہیچ نشنوان خفت خفقان اللسان باین ترزبانیہا ہیچ نتوان گفت خار خار
نشتر گریبا باعث خفقان تشنہ کامیہای وصال با عطش مفرط توانا عشی از ضعف دل است وضعف دل از کشاکش
شوق تا ب گسل سوء الہضم از کباب جگر بجوع کاذب خوردن و جشار حامض گلہ ترش روی بر لب آوردن ہوع و غثیان
از بیمزگی رشک اعدا است و اختلاج معدہ در خواہش نیم خوردہ دلربا لذع زہر آب ہجران است و دفع آن از
گریہ حسرت خوردن می ترسم کہ تنگ ظرفی ماسار یقا بر وات کیموس نکشد و از مخالفت مذہب اندیشہ ناکم کہ سہر
اثنا عشری با یلادس نہ انجامد قولنج است کہ در ہوای دل پہلو بہ پہلو می طپم استسقا است کہ لب بہ سبوی آب حیوان تشنہ ام
از شکایت کدورت نفس بر نیاوردہ ام بیک درشانہ فراہم گردیدہ و با امتلای جنون اگر سنگ طفلان نخوردہ ام حصباۃ کلیتین از
کجا بہم رسیدہ سرگشتگی فرلیموس لبضیر حکۃ الرحم یار است و برخود بالیدن فتق با ارادہ کون وریدن اغیار وجع المفاصل از
عریان ملاقات و عرق النسا پا بر پا زدن از التفات نوبت اوام متقابین تا بدست و پا کشیدہ بافراسلامت اعضا
رئیسا رئیس الحمقا پندارم حرارت غریبی تا تب تا مغز استخوان رسیدہ الکار وق آفرین و رجہ جہل مرکب انکارم مادہ بحران ہر روز
رنج جادہ ہای بی ہنگام است و علامت غاسیہ ہذیان آہنگ خواب اداہای بیجل و بمقام و رچنین وقت کہ ملک الموت
نشتر رگ جان سپردہ بیہا فریادان تو ز بیم انخم عبا و کہ از عرش برین بالاتر بر و اغسال کافور گلاب الودہ و بخار تخت
و تابوت و روز جبا ہا گریبان کفن دریدہ پارہ فرمایہ ہای ہای نالید گور آغوش بہ تمنا باز کرد و نوحہ گر زبان وا دیلا در
صلوۃ جنازہ از خواب غفلت دلکشا است ودعای مغفرت از صفیر لوم جا اقر واثر جاشنام حاشا ز تہار ز تہار میا و لب بہ تلقین
و استغفار بکشا غفر اللہ لمن قال رشنو از تا ب رشک ملائک بدو زخ انداز ند ہا تو بر جنازہ مومن اگر نماز کنی ہا والسلام

اشعار فارسی

پیمان بر نالہ ام گوشی نمی دہید رو میلا
از سر نیا فہمید جہان خراب را
ہم تاب وصل نیست من بی نصیب را
کردہ آئینہ خراب انیہمہ کاشانہ ما

محبت ہای پنہان را شکایت ہای پیدا را
امشب عسس ز کوی تو ام خون کردہ و نی
خود دشمن خودم نشناسم رقیب را
از کف دشمن گرفتم جام را

خوش نیست دورہ چرخ و مہ و آفتاب را
فریاد من ز دیدہ شد دیر و خواب را
گریہ بر حال خودم آمد و طوفان آورد
می شناسم گردش ایام را

بنخشمش اگر ای داد محشر داری
از سایه خود نیز حذر میکنم امشب
با کفر دستان کلیسا ترا چه کار
گفتی حکایتی و شنیدم درین چه پیش
فریب لطف تنهائی نخورده کس چون من
پس بجان آمده شاید و سه منزل برد
کو دست که یکبار زنم بر دل دشمن
دیگر نزنی گل بسر خود لب بر خود
سالها باز یکباره ستم سے ور زن
زان جمله یکی جمال باشد
خوش آمدم که بهجوم شکوه تلخی زلف گون با
چشم آنکه نگاه غلط انداز کند
بیقراری گر اینست چه قاصد چه ندیم
باکمند تو سلام از دل آزاد رسد
بیا و طاعت مقبول را بجا برد
بروز وعده باران یاد این ابر
ز سجودم را قبول ز سلامم را چه تا
حسرتے بجا سر از خواب عدم بر داشتم
سخن نے ربط گوئی حسرتے لیکن بیگم
بیتوانی که تلافی لب شکر خند کنی

مومنم مومنم از گبر و مسلمان در باب
دشمن فغان نکرده و آهم اثر نداشت
مومن بدین بهانه نشستن برای کیست
خواهم شب وصال تو خندیدن القدر
ز بزم راند و نشستم بر آستان گستاخ
با ناتوانی که کف از دست رفته بود
آن دشنه که صد بار زدم بر جگر خود
فزون ز زلف کشد خط سبز تو دل را
دل من شاد اگر یک دو ز باسے داند
شیوهٔ ناز تو آشنا ز نمید اشت روا
تو بر خیزی ز ناز و حسرتے در دامن و
جای رحم است بران بسمل مسکین که ز نو
آسمان از پی آوردن محمل برود
خاکم بسر که عاشق کار افتاده ام
غلغل بکار رودها سے ستجاب آ
جواب طعنهٔ حربان و طنز ناکاسے
رائگان بود آنکه عمری جا بر آن در داشتم
مرا نجشید و گاهی خبر بدی نیکی ندید آنکه
همین و داد من هم بود چون یار هم برید از کس
حسرتے مردا گر فائده است چیست جز این

وصل است اگر شمع کشم چهره میفروزد
این نیلگون لباس فلک را دخواه نیست
وی شب که گوش در پس دیوار داشتم
کاندر زبانه خنده نماند برای صبح
مومن آهنگ حرم کرد ز بیداد بتان
چاکی زدم بجیب که از کس نه فو شد
پامال ندامت شدم از طعنه بلبل
بدیده بیش خار سبزه که تو خیر است
صد پرده بروی دوست بستند
لاجرم از ستم دهر امانم دادند
پهلوی غیر به بزم نشین کنم جای گذشت
نیم جانی به تپش باشد و قاتل برود
لبستان تو هوسناک فرستد پیغام
دانم که با رقیب بخلوت چها رود
شب فراق مهتاب و گل شیره کنم
همین بس است که معشوقه نازنین ام
ظلمت شب بر قرار و صبح ناپیدا شود
نمیدانم که این جرم ایزد بر گیرد از آن
اینکه تلخ از سخن تلخ تو شد عیش مرا
که دل غیر باین واقعه خورسند کنی

کو شین رونمائی خیالت نمی شود | ما را چه داده که خریدار سینے

اشعار ریختہ

ای مرگ آ کہ میری بھی رہ جائے آبرو | رکھا ہے اُس نے سوگ عدو کی وفات کا | ہاے اُس برق جہان سوز پہ آنا دل کا

سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا
نقش لیکن غیر کو آسنے
کام ہے جیسے اسی ستمگر کا
اس سے میں شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا
شیفتہ صدمہ جو اپنی وہ ستمگر آیا
اضطراب کو بھی نگہ تا سر مژگان آئی
جواب نامہ سنے مدعا کیا

شکل مانند پری اور یہ افسون وفا
خون لیا تو سیر سے کبوتر کا
خوبی بخت کہ پیمان عدو
کیا کروں تمھارے دلمیں ہو زبان پر آیا
کرلی پہچان جہاں میں نہیں جینا لیکن
یا بسکہ کچھ اثر گریۂ پنہان دیکھا
کب طالع خفتہ نے دیا خواب میں آنے

آدمی کا نہیں ہمت ور سچا یاد لگا
میری ناکامی سے فلک کو حصول
اسکو ہنگام قسم یاد آیا
آپ مرتے تو ہیں پر جیتے ہی ہیں انکی تنگی
ترے مہجور کو جیتے ہوئے ہو جاؤ گھٹا
نہ لکھتا تھا غم ناکامی عشق
وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہیں سکتا

گور میں یاد قد یار نے سونے نہ دیا
فتنۂ حشر کو رفتار نے دھونے نہ دیا

جناب نواب محمد مصطفےٰ خان بہادر حسرتی و شیفتہ سلمہ اللہ تعالے

مسند آرائے جاہ و جلال زیب دہ سادہ کنت و اقبال عمدہ اراکین دولت اسوۂ اساطین حشمت بانی ایوان رفیع البنیان ایوان خانی مؤسس اساس بلند پایۂ الامکانی خجستہ آراسے طالع بلند بید لقیہ فراز مدارج ارجمند شارب زلال مہر حشمیہ بلند اقبالی خدیو درجہ والا و صاحب مرتبہ عالی مہبط انوار سعادت ازلی مورد انظار مراحم لم یزلی بنفس شناس سخن سنج سخن فہمی و سخن دانی قانون دان پردہ نکتہ سنجی و نکتہ دانی حاتم کرم عطارد رقم رستم توان نواب محمد مصطفےٰ خان بہادر ریختہ میں شیفتہ اور فارسی میں حسرتی تخلص کرتے ہیں اگر انکے جاہ و جلال و حشمت و اقبال کی مدح لکھوں کہ اس بارگاہ کے اندیشہ کو مانع بار ہی اور اگر انکی شجاعت ذاتی اور جرأت جبلی کے اوصاف ذکر کروں اس تہمتن کی ہیبت شمشیر سے فکر لرزہ وہشت میں ہے تمام اور اگر بالفرض ان سب چیزوں سے ہاتھ اٹھا کر چاہوں کہ مناسبت مقام سے ذکر سخنوری و معنی پروری کا کروں تاکہ بسبب فی الجملہ ممارست کے خامہ قاصر البیان کچھ طی لسان کر سکے جب اس جگہ قدم رکھا تو مضمون پست کو اس درجہ بلند پر دیکھا کہ کنگرۂ عرش باایں ہمہ سربلندی اس فرودہ سے ہزار پایہ نیچے تھا اور طائر سرواز سدرہ سو برس کے پرواز کے بعد وہاں تک پہونچ نہ سکتا تھا اندیشہ تاکو اس بلند پروازی سے عاجز اور اس یالا روی سے زبون ہو کر ایک سیدھے رستہ پر پڑ لیا یعنی کچھ احوال سعادت اشتمال اس حضرت کا لکھکر چاہتا ہی کہ اپنے تئیں روشناس اہل سخن کرے یہ زبدہ اراکین روزگار خلاصۂ الرشید ہیں اعظم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضےٰ خان بہادر مظفر جنگ مرحوم کے اور باعتبار کمالات ظاہری اور جلالات باطنی کے فخر خاندان اور شرف دودمان ہیں خاک اُنکے دروازہ کی معدن زر اور سنگ اُنکے آستان کا کان گہر اگر ابر نیسان کو اُنکے بحر کف سے ایک نم حاصل نہوتی

گوہر بار نہوتا اور اگر آفتاب کو اُنکے چہرۂ شگفتہ کا فیض نہ ملتا عالم اُسکے اثر سے گلزار نہوتا بہار اُنکے خلق سے نکہت آمیز
اور سپہر گوہر اُنکے بحر عطا سے طوفان خیز ہے شجاعت کہ اگر مصور طراحی کے وقت اُنکا نام لے تصویر رستم مین
لرزہ پڑ جاوے اور رعب عدالت کہ اگر اُنکی مدح کے وقت نوشیروان کے نام لینے کا ارادہ کرین زبان کو اُس حرف
سے ننگ آوے بلند پایگی حشمت و جاہ کا وہ عالم کہ عمائد روزگار اُنکے خاک آستان کو بہ از تاج دارا جانتے ہین اور ہزار
سلام بجواب کو بہتر خلعت دارائی سے سمجھتے ہین اور خلق و حلم کا وہ حال کہ احوال ہر خاکسار جب تک نظر شفقت سے
نگذرے نسخہ مراحم کو ناتمام اور دفتر لطیف کو ابتر تصور کرتے ہین سبحان اللہ انک لعلی خلق عظیم کا مظہر اس سے زیادہ
ہونا محال ہے و تخلق باخلاق اللہ اس سے بڑھ کر ہونا وہم و خیال باوجود ناز و نعم ثروت کے مشق سخن کو اس رتبہ پہنچایا
ہے کہ قلم تردد سے نہین آسودہ ہوتا اور فکر تلاش سے بلبل کی سجع خوانی اور قمری کی فصیح بیانی انہین کی نستعلیق گوئی سے
مستفاد ہے الحق یہ پایہ فصاحت کا اور یہ سرمایہ بلاغت کا خداداد ہے اگر رنگینی مضامین سے گل کو رنگ اور عبارت
کی لطافت گوہر کو آب نہ دے بلبل کا عشق کامل اور تاج سلاطین کی زیب تمام نہو مصرع غزل شعلۂ آہ عشاق اور بیت ابروی
ابروے خوبان آفاق انتخاب اُنکے کلام بلاغت نظام کا اس مقام پر سرمایہ فرحت ارباب نظر ہے اور پیشنہاد اہل ہنر

رقعہ بنام جناب مرزا اسد اللہ خان غالب

ای از نفس خامۂ مشکین رقم تو * نسرین کدہ در جیب و بغل باد صبا را * بورود والانامۂ والا آمود با نثر نثرہ نثار و اشعار
شعری شعار اندازہ اعتبار خویش برگرفتم و مرتبہ نظم و نثر دانستم آن سینہ را بیک ایمن طور انباشتہ این دل را سینائے
سحر فروغ شید آگین ساخت آن بیخودی شوق نمود و این مستی دانش فزود دبران سرم کہ پایہ از وصف ہمایون نظم و
نثر رقم کنم کہ عرصۂ سخن فراخ است و طبع من چالاک بکید و سمند جولان شوخ را وقت ست و لیکن بترسم کہ بیش اغراق
گویند و دیگر بیش غلو خوانند و ندانند کہ اگر مہر را مہر و ماہ را ماہ گفتہ شود چہ غلو و کدام اغراق توانند بود گل را رنگینی و بوئی ہست
و مل را اثرے و ذوقے اگر آنچہ درانست بر لب آید چرا شگفت نماید بالجملہ از طرز شاعرانہ میگریزم کہ چنین نیرنگی احتمال ہا
با اوست سخن سادہ و بیرنگ میگذارم کہ در بارنامۂ راستان تحسین بنام او توشیح یافتہ دہان و زبان طرفہ ارج و جاہے
در بارگاہ صدر فیاض نصیب بخت بلند حضرت ست کہ ہمین یکرہ کہ صدر دیدہ ام تشریفہا گرفتہ و تشریفہ دیگر
دیگر عرفی مطالب را درین زمین نظمی ست و ہم شمار را نظمی این دیگر ست آن مگر سراپا معنی و در سخن عرفی مسلم ست
ولی لفظ شگفتہ کو شادابی الفاظ در گفتار طالب بجاست اما معانی تازہ کجا سہا تا چنین نغز گوئی و نادرہ سنجی در نخش
صاحب فتادہ است و بس خوش گفتہ آنکہ گفتہ * کم افتد چنین نکتہ پرداز کم * کہ نا گہہ نداند ز لفظ و معنی بہم * نازم بدین

گیرا و نفس با اثر که افسرده طبع مرا گرم گفتار ساخت تا این خورش انگیز سخن از دیده بدل رفت و دل چنان لعل در آتش گشت که
تا دیده هنگامهٔ گریستن بلند آوازه نکرد و دو قطره براه در ستم ابر بهاری تازه نکرد از بیقراری نه نشست و از بیتابی بر نخاست بیچاره
چشمک میزنید میدانم در مجلس اعجاز دم از افسون باطل زدن نه رواست اما چه کنم چکیدهٔ دل ست و تراویدهٔ جگر نهفتنش نیز
نوعی از جفاست لاجرم عنان ادب باز میکشم و لب به تکلم آشنا میکنم

رقعهٔ دیگر

خورشید پایه صاحبا شعی اندیشه جهان پیمان فراز فلک خرامید تا نظری برخورد ز رشت گیتی تواند افکند از ذره تا مهر و از خار تا گل همه را به مهر در نگریست نه نگریستنی سیه حضور بلکه بدیهی را در لباس نظری جلوه گر ساخت نه زنگار کی آمد هر چند اگر بر عکس رفتنی هم به نیروی حدس خداداد بیراهه نشتافتی و به جادهٔ خرام نهادی اما پاس بلند نظری کوتاه نگاهان به جا آورد و فرمان خرم با این طریق چالش فرمود خشکیده ورق درختی نماند که برنگ سبزهٔ خرم سطح صد نظر گشته و در شه دریا نهفته خزفی نبود که گوهر یکدانه نمط بهوای دیدنش بدل دوربین نه پیچید چون آمیز خصایص این پایه دریافتی که دیو در هیکل پیکر شمه نشاید نازنین و آتشیزه بلیسه اسپندار بود چه پری از شمر الکن و جلائل که هر یکی از آن نگاه غنج و دلال یوسفی داشت و هر کدام منظر فریبی و دل آرایی حوری بود از فردوس فرود آمده یا پری نقاب از رخ برگرفته ولی از نهیبانه شاهی که باد دستی هم از زش و کالایی که با محبت هم بها باشد مشهود نشد گوهری با این تابانی را اختری با این رخشانی منظور نگست خورشید پیش قره نور شب تیره شناس و از ماه کمتر برش محیط و در جنب جوی و مد طغیانش شبنم گرد از عمان گست گویی که اگر پرتوی از فروغش در یا بد هر شعله آذر نمات و دوزخ بردو بلبل اگر لمعه از آن تجلی کسب کند آتش گل را هم جلوه نا شست شناسد تا از این نافه شمیمی مشکین نه بالست اگر همه مجنونستی خود را و چشم لیلی نوفل شمار و تا از آن شکرستان ذوقی بکام تو نیست گو همه پرویز هستی شیرین را از آن حریف پندار قدر لکه سخن چون نگاه بخود افکند دریافت پیش از آنکه روز نماز سیدستان آگهی گشاده گردد مهبط این نور و مورد این تجلی بود بسجده افتاد و لب پاس رفت و ترانه شادانی برکرد و زمزمهٔ نشاط بلند آوازه گردانید و افزونی ورزش این فرخ شیوه از خدا درخواست و پیش آورد ضوابط و رسوم آز ابجدی تا منتها خواهنده آمد روشنی پذیرفت که علاوه علاقهٔ معنوی تراهم صوری را درافزایش مراتب اتحاد دو دستگاهی دیگرست لاجرم نگارشنامه گستاخ گشت سید اند که مراتب عطوفت را سرمایهٔ والاست حضرت مخدوم با نگونه زلت خواهد بخشود و دل آزردی طبع حریص ست که لختی گله از دوری و دوری سر ده و دلی خالی کند اما لبی بی نسبت ست چه آنجا که مجبور رقم سنجی در بیم و امید دارد این پایه جرأت را نبرد از کجا خیزد هیبت

حسرتی تو نامہ آرائی و من پاسخ طلب زود بربال کبوتر چند مکتوب مرا

والسلام

اشعار فارسی

خندہ چہ خوش شیوہ ایست از پس خشم و عتاب
مرغ بسمل شدہ را ہم سر پروازی ہست
خواجہ را شوق نظربازی و من می ترسم
صور را گرمی ہنگامۂ افغانم سوخت
آغاز محبت است اے چشم
با تحاشم مبرد با محبان خونبار
آہ از تیغ و رشک و تیزی او
جان دشمن در خانہ بود و از خانہ بیرون کردمش
از حسد اغواری دشمن خواہم
نگنجد ہم بدل آتش شعار نزع
عمر کوتاہ دادہ اند مرا
کرد پیش کعبہ ام از طوف انہ نماز خجل
معصیتم طعنہ بتقدیس ملایک میزد
امروز دگر کار من ای کار ساز کن
جذبہ شوق المقتم یار مرا تا سبستم
توبہ بر لب رفت باران آمدہ

لذت دیگر بود زخم نمک سود را
دم جان پرور تو ہر چہ کہ دارد دانیم
کہ درین ہیچ حریفی قدر اندازی ہست
بر طرۂ پر شکن چہ نازیسے
ہنگام تراوش جگر نیست
جانم بلب رسیدہ و چشم براہ ست
آرزو سے بریدہ ام کہ بپرس
یا فلک آدم ندانند شہید را
واند از حسرت شد او چہ حظ
مشتری کو تا بپیدا او کو
گو شب غم بود راز چہ باک
مردم و مشکلش آسان کردم
تمنائے قبولیت ہمہ تقصیر شدم
گر پاسے نازنین تو بخشد بیا بیا
میکشد و نخلتم جان زپی نثار کو
ای چشم چہ دیدی از نگاہش

کار ہمت نہ باندازۂ طاقت باشد
از او بجا اگرچہ نگویم کہ اعجازی ہست
سخن آمدہ آور و تغافل وقت دارد
آخر ز دلم شکستہ تر نیست
واعظا اینگونہ صنم را نگذارد مومن
دارم ز نگہ رفتہ امید وفا ہنوز
تو خوش کہ دل بردی من خوش کہ از دل
با حدیثے حذو م آمد از سے خطا
اگر بہ پیش تو نالم ز جور حسد ورم
سرفروشم بر سر بازار عشق
بجائے آن صنم آخر چہ کردہ ام مومن
رحم بر بازوی جانان کردم
فردا حذر ز نالۂ محشر گداز کن
از دور بر جنازۂ مومن نماز کن
چو نشستن رخصت کار بہ ناتمام کرد
لی وعدہ وفا انتظار چو سے

اشعار ریختہ

خو ہو گئی ہجر انہیں تڑپنے کی شب وصل
کتنا ہی کریں ظلم وہ بد نام نہو گا
گلہ چرخ عبث ہمکو وہ جانان بیجا

گو چین ہو دل کو مجھے آرام نہو گا
عشق کیون وہی جان شوق ہے کیون سینہ شگاف
یاس و حرمان کو مرے حاجت اسباب نہیں

منقوش ہوش دل خلق ہے پرہیز کی خوبی
دشمنی و شکنی شیوۂ احباب نہیں
گذری ہیں میری خاک پہ غیروں کے ساتھ وہ

فتنہ اوٹھا ہے گر دلپس کا نہ دان نہین
اوس بت کی انتہا سے جوانی مراد کی
بیچارگی ہے جان پڑی کس عذاب مین
کہتے ہین تمکو ہوش نہین اضطراب مین
وہی خطا اوسنے بھیجا کیون جواب مین
ای آہ آسمان مین عبث رخنہ گر نہو
نہ قرض دیتے ہو بوسہ نہ مستعار مجھے
کہا اوس بت سے مرتا ہون تو مومن
شیفتہ تو بھی دل زار نے سو دیا
تاب بوسہ کی کسی شیفتہ وہ دین بھی اگر
تھا دوست ہمارا ابھی منفعل جائے تو اچھا
دیکھو غل ای خوش نوایان صبح
رہا ذکر گل اور بہار اب کا
کیا حال تمہارا ہے ہمین بھی تو بتاؤ
شب موم کر لیا سحر آہن بنا لیا
شکایت کو اوسنے سنا بھی نہین
ہوا ٹکڑے ٹکڑے گریبان عبث
خیر جو گذری سو گذری پر یہی اچھا ہوا
اوس گل کشش مین جسمین محبت کی بو نہین

لگ جائے شاید آنکھ کوئی دم شب فراق
مومن مجھے اوپر فتنہ آخر زمان نہین
کھولا جو دفتر گلہ اپنا زبان کیا
سارے گلہ تمام ہوئے ایک جواب مین
پیہم سجود پاے صنم پر دم وداع
ڈرتا ہون مین نہ دل بلا بیشتر نہو
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی
بسکہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا
کر چکی کام یہان لذت دشنام اپنا
دل زار کا ماجرا کیا کہون
یہہ ہے وقت اوسکے شکر خواب کا
پڑے صبر آرام کی جان پر
بیوجہ کوئی شیفتہ اُف اُف نہین کرتا
مشاطہ کا قصور سہی سب بناؤ مین
کھلا غیر پر راز پنہان عبث
جاتی ہین اور منع کی طاقت نہین مگر
خط دیا تھا نامہ بر نے اوسکو تنہا دیکھکر
دشمن کہین گیا نہو آنکھون سے شیفتہ

ناصح ہی کو سلے آؤ گر افسانہ خوان نہین
تاثیر صبر مین نہ اثر اضطراب مین
گذری شب وصال ستم کے حساب مین
دونونکا ایک حال ہے یہہ مدعا ہو کاش
مومن خدا کو بھول گئے اضطراب مین
بیدن یہ جان ہی ایسی ہی کیا ہی بید کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیسا کی
شب ہجران نے کہا قصہ گیسوی دراز
پوچھتے ہین ملک الموت سی انجام اپنا
سودا زدہ کہتے ہین ہوا شیفتہ جسکو
فسانہ ہے مشہور سیماب کا
محبت نہ ہرگز جتائی کبھی
مری جان بے صبر و بیتاب کا
تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہہ اختیار
اوسنے ہی کیا گو کبھی سرفن بنا دیا
نہ سمجھا کسی نے مجھے کل نہ صبح
رہیا مین آپ وہ مجھے ناچار دیکھکر
کیا ہو سکے کسی سے علاج اپنا شیفتہ
اوسکی گلی مین آج نشان قدم نہین

نواب محمد اکبر خان بہادر سلمہ اللہ تعالی

نخلبند حدیقہ بخت مندی نونہال گلشن طالع بلندی عارج معارج اقبال صاعد مصاعد جاہ و جلال عین تحبہ اور فلک کا قمر آسمان ملک و ملک یگانہ دوران نواب محمد اکبر خان اکبر تخلص کہ برادر نواب محمد مصطفی خان بہادر کی طبیعت نہایت رسا اور ذہن نہایت جودت کے ساتھ رکھتے ہین ہر چند فکر سخن کیطرف کم متوجہ ہوتے ہین لیکن بہت خوش فکر ہین مشق

سخن محمد مومن خان مومن سے کی ہے ہر بیت اونکی مضمون رنگین سے دکان گلفروش مصرع اونکا نازکی کیفیت سے مینا سے بادہ سرجوش لطف سخن سے خط خوبان خجل اور خوبی سطور سے سنبل جنت منفعل ہیہ چند شعر اونکے بطریق یادگار نذر احباب ہوتے ہین

اشعار ریختہ

نہ تھا سارا جہان دشمن عبث تو مجھسے لڑتا تھا
جلا پایا ہی ناقہ کو نہ دست ساربان پھونکا
اللہ ری سوز سینہ کہ دامان چرخ مین
ہر زخم پر جو ہلتے تھے لب آفرین کی ساتھ

جہانکو تو نے کیون ای نالۂ آتش فشان پھونکا
جا کر فلک تک نالۂ شور آفرین کے ساتھ
شعلہ لپٹ گیا نفس آتشین کے ساتھ
دامن رسم اختلاط سے انکار و عذر تھا

اثر لیلی کو کیا ہو جب تری فریاد ای مجنون
سیر بہشت کرتے ہین ہم حورعین کے ساتھ
ہم مرگئے اور اوسنے نجانا کہ مرگئے
یا جان ہی نکل گئی اپنی ہنین کے ساتھ

طوفان نوح و گریہ اکبر مین فرق ہے
جیسی کہ آسمان کو ڈوبا زمین کی ساتھ

پنڈت نراین داس ضمیر

سخن شناس معنی اساس محو جلوہ ہشت ہذنکتہ دانی نظر باز عرائس معانی صاحب طبع روشن و افکار سیر پنڈت نراین داس متخلص بضمیر دقائق سخن سے کما ہی آگاہ اور فنون شتی مین صاحب دستگاہ لوازم سخنوری مثل بیان معنی بدیع عروض و قوافی سے ماہر اور خفایای رموز ہنر تمام اسمین صاحب کمال کے سامنے ظاہر زبان فارسی مین ہم نظم متین و مضمون دلنشین انکے خامہ معنی طراز سے جلوہ گر ہے مثل نظم جواہر کے مقبول طبائع اہل ہنر اور اکثر نثر ہے مانند نثر نثرہ کے منظور اہل نظر ہر مصرع انکا رشک مصرع زلف خوبان اور ہر بیت غیرت بیت ابروی محبوبان رنگینی عبارت کی رنگینی گل سے بالاتر او صفائی الفاظ گوہر سے والاتر یہ چند شعر اونکے بلندی فکر اور رسائی طبع پر دال ہین

اشعار فارسی

تو وہ شوخی و تبسم بہزار ناز کردن
بیک آہ میتوانم در صبح باز کردن
بجہتش ندارم خبری ز کفر و ایمان
بجز از دعای جانت ز سر نیاز کردن

من و عجز و جانفشانی ز سر نیاز کردن
چو خمار زد در آرد چہ خوش است سوی ساقی
نہ خیال بت پرستی نہ سر نماز کردن
چہ دوا ضمیر جویم بکہ درد خویش گویم

شب تیرہ فراغت چو غم ار بسر نیاید
لی جام بادہ دستی بہوس دراز کردن
تو اگر بجور سوزی ز جفاکشان نیاید
کہ نمیتوان علاجی غم جان گداز کردن

میر نظام الدین مرحوم متخلص بہ ممنون

فرید عصر و حید آوان مصداق الشعراء تلامذ الرحمن جلوہ طراز معانی بکر زنگ زداے آئینۂ فکر نکتہ بند حدائق افکار بلند بر ہم

افروز شبستان مضامین ارجمند محک امتحان طبائع موزون میر نظام الدین متخلص بممنون خلف ملک الشعرا میر قمر الدین منت پیشگاہ خلافت و بارگاہ سلطنت وارا سے ہند سے مخاطب بخطاب فخر الشعرا سخن مین ایک طرز تازہ کو ایجاد اور ابیات بلند کو معانی ارجمند سے آباد کیا متانت کلام اور صفائی عبارت اور تازگی مضمون اور غرائب تشبیہ اور قوی استعارہ جیسے اس سرگروہ اہل کمال کے سخن مین موجود ہے کسی اہل فن کے سخن مین متصور نہین ہے الحق ریختہ کو فارسی اور اردو کو دری کر دیا انکے قصیدہ کے سامنے قصائد قدما کو رتبہ ہے اور نہ انکی غزل کے آگے غزلیات متاخرین کو مرتبہ ہر نقطہ اونکے سخن کا گوہر آبدار اور ہر لفظ اونکے کلام کو لولوی شاہوار طبع بلند اونکی دریاے ذخار ہے اور خامہ معنی طراز ابر گوہر بار بموہبت فیض حقیقی سے مرتبہ اس یگانہ روزگار کا مستغنی ہے اس سے کہ قلم اونکی تعریف مین کچھ لکھے یا زبان اونکی توصیف مین کچھ کہہ سکے بے تکلف تشریح بدن اشعار کے باب مین جالینوس اور نگہبانی چراغ معنی کے واسطے طبیعت انکی فانوس ہے عرصہ تین برس کا ہوتا ہے کہ اس جہان ناپایدار سے رخت سفر کو باندھ کر راہی جنت ہوئے کسی شاعر نے یہ دو شعر اونکی تاریخ وفات پائے تاریخ میر ممنون از جہان بگذشت و نزد عالمے ❊ زمد کے را از ممات او بود حکم حیات ❊ سر بجیب فکر بردم گفت ناگہ پیر عقل ❊ شاعری شیرین زبان ہند تاریخ وفات ❊ یہ چند شعر اونکے بطریق یادگار لکھتا ہون تاکہ معلوم ہو متانت عبارت اونکی کہ کیا جو ان اشعار مین ہے اور صفائے کلام کی جو ان لآلی آبدار مین ہے

اشعار

برا مانے مت مرے دیکھنے سے
کیا تو نے غبار کی جرح ہمکو کیسے داماں کا
ناتوان مین جنبش محمل سے عشاں ہو کر اپنی
دل گرفتہ نہین سینہ مین سمانیکا
لے لیا بوسہ تو اوسنے دین کیا کیا گالیان
کچھ کم رگ بسمل سے نہین تار کفن کا
مضمون قضائی ہمکو دیا کیا عنبر دل
غضب صورت ہوا آیا دیکھکر آج
بس خانہ زور آنہ مانی ہو چکی
صلح کیجیے بس لڑائی ہو چکی

بھین حق نے ایسا بنایا تو دیکھا
قربان ناز نقش میرے دیکھ کر کہا
ورنہ یان کسکو میسر آبلہ فرسائی تھا
صبح تک کیا کیا نہ ہمکو تھی تمنا جہانی شوق
یان گنہ سے بھی زیادہ ہی مزا تعزیر کا
بدگمانی سے ڈرا ورنہ لیا تیرا جو نام
سو وہ بھی نذر کا رشک و تشویش ہو گیا
یون تو ہی دو فرشتہ خو لیکن
دلبرون سے اٹھا پائی ہو سکی
تفاوت قامت یار و قیامت مین ہے کیا قرین

اوڑھی ہو شوخ محشر کہ ہو یان ایک جنبش مین
کہ گردن پہ کسکی خون ہے اس بیگناہ کا
مضمون کی گرمی بالیدگی ہے تو آخر
رات دیکھکر روبرو صفحہ تری تصویر کا
بیتابی دل تیری شدید دیکھی کہان جا
دیکھنا بوسہ کی خاطر مین لب و لالہ تھا
نہین دیتی دکھائی صورت زیست
سو ہے ذرا آدمی کشتی کا شوق
رات تھوڑی ہے قسم تین لین بہت
مری فتنہ ہے لیکن یان ذرا سا تجھ مین دھلتا ہے

شاہ نصیر رحمۃ اللہ علیہ

یگانۂ سخن سنجان روزگار فرید عصر وحید قرون والا وار پاک نہاد وصافی ضمیر میان شاہ نصیر رحمۃ اللہ علیہ شعرای قدیم
شاہجہان آباد سے تھے شعر ریختہ کو بطرز صائب مثالیہ اکثر فرماتے تھے مشکل زمینون کیطرف جسمین سخن طرازون کو قدم رکھنا
دشوار ہوتا بیشتر توجہ کرتے اور حق یہہ ہے کہ اون زمینون مین سیر غزل قریب بقصیدہ بل دو غزلہ فکر کرتے اور اکثر ابیات غزل [illegible]
النزول ہوتی باوجود اسکے کہ علم شعر سے بہرہ کم تھا لیکن جن زمینون مین وہ قدم رکھتے اور اونکو بزور طبع خداداد سرانجام دیتے
مدعیان کمال کو مجال نہوتی کہ اونمین جرات کرین اکثر ریختہ گویان شاہجہان آباد نے کہ اپنے زعم مین کوس لمن الملکی کو بلند آوازہ کرتے
ہین اوائل حال مین اونہین سے تلمذ کیا تھا گو بعد مدت مشق کمال کو پہونچکر کبھی مباحثہ اور کبھی تفاخر اپنے شاگرد پر پیش آتے ہوے اشعار آبدار
اس حیثیت سخنوران روزگار ہیکہ دو لاکھ سے زیادہ ہین اور یہہ بلا مبالغہ و اغراق ہے صدہا آدمی جو کچھ کہ بخواہش تھے
اور بتقریب مشاعرہ صرف اونمین سے غزل کو لیتے تھے ہر ایک دیوان اپنے اپنے نام کا مرتب رکھتا ہے اپنی زندگی
مین ترتیب دیوان کیطرف توجہ کی اونکی وفات کے بعد مہاراج سنگہ نامی ایک شخص سے کہ اونکا شاگرد تھا جسقدر ہاتھ لگا
جمع کرکر ایک دیوان ترتیب دیا ہی اس پر پچاس ساٹھ برس سے کم نہین دو بار لکھنؤ مین تشریف لیگئے اور سامنے مرزا قتیل کے
مصحفی اور انشاء اللہ خان کے ساتھ بساط مشاعرہ آراستہ کیا تین بار حیدرآباد کو گئے اور وہان کے رئیس نے نہایت قدردانی کی
ہر بار ہزارہا روپیہ کا سلوک کیا خصوصاً راجہ چندو لال کہ اوس سرکار کا مختار کل اور بہ قدر فہم اور قدرشناس اہل کمال تھا
اس بزرگ کو مالا مال کردیا تیسری بار جو گیا پھر اونکا وطن کی طرف سے تھا شاہجہان آباد کو آنا نصیب نہوا اور اوسی [illegible]
وفات پاکر مدفون ہوے اونکے انتقال کو آٹھ سات برس کا عرصہ ہوا ہے ہر چند اسقدر ذخیرہ مین سے قدر ری کا لکھنا نہایت
نازیبا ہے لیکن احترازاً عن الاطناب اسی مین چند اشعار پر کفایت کی جاتی ہے

اشعار ریختہ

نشست لب پہ ہے تیرے خط ریحان لیا
فرہاد یہہ وہ مین ہے تری جان کالویا
کمان وتیر نظر لیا تھا مجھے اوس سے
سروتن کی ہی کسکی یہہ بنا ہی ہی ناب مین بند
کبھو تو اوس رخ روشن پہ بہانیان دیکھو
اس دوستی کو اپنی بالای طاق رکھو

سینہ وہ دیکھ لیکے یا قوت رحم ان الینا
تھا ست آپ کا قد اوسکے واپار پر ہو
جب اوسنے زلف کھینچا مین گوشہ گیر ہوا
قدم نکلے سر سے چشم پر آپ کے گھر مین
گھٹا مین پہ بارہ ہو بارچہ بانیان دیکھو
دیکھو دامن کیون جگہ اسی وہ لپٹے تاثیر کو

نکلی ہی وہ ہم ہیشہ دلی سنگ سے آواز
جھڑی سے سر وہ مین پہنچا فقیر ہوا
شہ و بخود و طاق سے شیشہ ہو گرا ہی ساقی
بحر ہی نوح کا طوفان حباب کے گھر مین
سب سے لگا ہوا ہے وہ ہم سے نفاق رکھو
جسمین پیکان بھی شہ کو رہا ہو کیا اوسکا

حافظ عبد الرحمن خان احسان

سخن سنج دقیقہ گزین سخن رس خوردہ بین یگانہ جہان فرید آوان حافظ عبد الرحمان خان احسان استعداد کسبی نہایت اور تحقیق مصطلحات بنہایت ریختہ گوئی کو کمال اور زبان اُردو کو نہایت جمال بخشا سا ٹھہ ستر برس کی مشق سخن دلالت کرتی ہے کہ کیا ملکہ اصناف سخن میں بہم پہنچا ہوگا صنعت تجنیس و اشتقاق بیشتر انکی کلام بلاغت نظام میں مستعمل ہے اور حق یہہ ہے کہ ان صنعتوں کو اپنے سخن میں اچھی طرح سے نبھایا ہے قلعہ معلی میں بیشتر سلاطین انہیں کے شاگرد ہیں باوجود ضعف پیری کے سخن میں ہنوز شوخی جوانی کی موجود ہے چند شعر انکے بطریق یادگار لکھے جاتے ہیں

اشعار ریختہ

دو دن کہیں جدا ہوں اوس سیمبر کی احسان
کسیکا کام ہمیشہ بنا نہیں رہتا ہو
میں تو اوس نوجوان پر غش ہوں
بہہ کہتا ہے کسو سے کوئی دانا دل کا
میرے آنکھوں بس نیند آئی تو اب

اک سوز ہجر کا صدمہ اس درمیان میں دیکھا
لگی ہے لگتی ہی جیسے سی لگاتی بھول گئے
ہائے عالم تری جوانی کا
کہ وہ مرہم آبلہ پاے عاشقان
سیہ اپنی چشم پوشی دیکھتا جیسا
ناصح کی سو نہہ کو آن کے کوئی نہ سی گیا

کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان بلب بنا
وگرنہ یاد نہیں مجکو شکایتیں کیا کیا
سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہوں
پانی پتھری کیونکہ نہ بستر حباب کا
یارو سبھون کو میرے گریبان کی فکر ہے

خوشنویسان

جناب سید محمد امیر سلمہ اللہ تعالیٰ

یہہ جناب سادات کبار سے ہیں خط نستعلیق کو اس عہد و زمان میں آپکی قلم کی صدای صریر نے مثل صور ثانی کے دوبارہ زندہ کیا ہر گز حرف کا انکی اوصاف حمیدہ کی ذکر میں سراپا دہان اور مداد الفاظ کی انکی محامد حمیدہ کے بیان میں سراسر زبان انکی خوشنویسی کی دور میں میر عماد کی خوشنویسی پر اعتماد نہیں رہا اور انکی صانعی کے زمانہ میں آغا رشید بندہ ہو گیا باوجود کمال ورزش پختہ اور یکتائی میں کوئی انکا نظیر نہیں ہے پر ہاتھ انکا ایسا سبک ہی کہ قلم کو ایک آن میں ہزار حرف لکھنا اور پھر اوس خوبی کی ساتھ لکھنا گران نہیں

جناب آغا صاحب

یہہ صاحب کمال شاگرد رشید ہیں سید امیر صاحب موصوف کی اور اس فن میں ایسا کمال بہم پہنچایا کہ اوستاد کو انکی کمال پر کمال ناز ہے اور اس فن کی تکمیل کی سبب سی اساتذہ سلف سے ممتاز ہیں علاوہ اس کمال کی فن مکتبی میں بھی اقران روزگار سے گوی سبقت لیگئے ذہن اور لیاقت اور صلاحیت السیم کہ جسکا بیان نہیں اور وہ اوستاد کہ اپنے اوستاد کی تحسین کرتی ہیں خامہ و زبان کی مجال نہیں کہ لکھ سکے

مرزا عبد اللہ بیگ

شاگرد ہین سید محمد امیر صاحب ممدوح کے انکے رتبہ کو نستعلیق نویسی مین بعد آغا صاحب کے کوئی نہین پہونچ سکتا سواے اسکے اہلیت اور سعادت مندی جو انکے مزاج مین ہے قلم و زبان کی طاقت نہین کہ اوسکا بیان کر سکے

امام الدین احمد خان

فرزند ارجمند نواب وحید الدولہ خواجہ زین العابدین خان بہادر مصلح جنگ اور نستعلیق نویسی مین شاگرد ہین اخوند عبد الرسول قندھاری سلمہ اللہ تعالے اور سید محمد امیر صاحب موصوف کے ہاتھ انکا ایسا قابل ہے کہ تھوڑی سی محنت اور زمانہ قلیل مین اپنے اقران و امثال سے قصب السبق لینگے

محمد جان صاحب مرحوم مغفور

شاگرد میر کلان خوشنویس بے بدل اور خوش قلم بے نظیر تھے جب تک یہ قید حیات مین تھے انکے سامنے کسی خوشنویس کو یارا دم زدن نتھا عرصہ پندرہ بیس برس کا ہوتا ہے کہ روح پرفتوح کو عالم فانی سی برپا کیا اللہم اغفر لی ولہ

اخوند عبد الرسول قندھاری سلمہ اللہ تعالے

یہ زبدہ اہل کمال مسقط وطن مین قندھار ہے اور عرصہ چند سال سے بود و باش شہر شاہجہان آباد کی اختیار کی ہے اور اس خاک پاک سے ایسی وابستگی بہم پہونچائی کہ گویا یہین کے ساکن تھے اور حب وطن کو ایک قلم دلسے بھلا دیا خط نستعلیق شفیعہ مین بے نظیر ہین

حافظ کلو خان صاحب مغفور

خط نسخ مین اوستاد یگانہ اور مشہور زمانہ اس خط کو شان یاقوت پر لکھتے تھے بلکہ یاقوت کو انکے سامنے یاقوت جرم دار کی مانند کچھ قدر نہ رہی تھی عرصہ چند سال سے عالم باقی کی طرف خرام کیا انا للہ وانا الیہ راجعون

میر امام الدین سلمہ اللہ تعالے

خط نسخ مین استاد ہین سلطان عصر حضرت ظل اللہ سراج الدین محمد بہادر شاہ کا اور خط نسخ کو قاضی کی شان پر لکھتے ہین اور باتفاق زبان خلائق یہ ہے کہ اس شان پر ان سے بہتر کیا اس سے آدھی بہی لکھنا محال ہے

مولوی حیات علی صاحب مغفور

خط شکستہ مین وہ کمال بہم پہونچایا تھا کہ اونکے ہر حرف کے خم و پیچ سے زلف خوبان شکستگی وام کرتی تھی اور خط نستعلیق مین ایک شان نئی اختراع کی تھی اور طرفہ یہ ہے کہ اوس شان کی صد ہا کتابین مختصر اور مطول اونکے قلم اعجاز رقم سے نکلی ہوئی ہین کہ ہر حرف اون کتابون کا ایک قطعہ شمار مین آتا ہے قدرت خدا کی ہے کہ ایسے فرد

کامل ہی صفحہ روزگار پر بہم پہونچے ان اللہ علی کل شی قدیر مدت دراز ہوئی کہ اس جہان فانی سے راہی ملک بقا ہوئے

پنڈت شنکر ناتھ

خط شکستہ مین شاگرد رشید تھے مولوی صاحب ممدوح کے اور بعد اون حضرت کے ان سے بہتر شہر شاہجہان آباد مین کوئی نہین ہوا اور نہ اب ہے چھ سات برس کا عرصہ ہوا کہ جہان فانی سے راہی ہوئے

بدر الدین علی خان مہرکن

خط نستعلیق لکھنے مین شاگرد ہین سید امیر صاحب ممدوح کے اور مہرکنی کے فن مین تمام ہندوستان مین اس سرگروہ اہل کمال کا نظیر نہین مہر حکام وقت کی علی الخصوص نواب گورنر جنرل بہادر کی اسی یگانہ روزگار کے ہاتھ سے کھدا کرتی ہے جو دائرہ کہ انکی قلم سے نکلتا ہے پرکار حیرت انکی یگانگی پر اپنی ہرزہ گردی

مصوران

غلام علی خان

مصور بے مثل و مانند چہرہ آرای بی مشابہ و نظیر رنگینی ارژنگ مانی انکے نقش سادہ کے مقابل خجل اور آب و رنگ کارنامہ بہزاد انکی سیاہ قلم کے سامنے منفعل نقاش بہار ہر چند تصویر چمن کی بعینہ مشتاق اور بے آب نسترن سے بنائی انکے گروہ کی نقش و نگار کے آگے رونق بنائی ایسا قادر اس فن مین صفحہ روزگار پر نہین پیدا ہوا کہ دیدہ نرگس کی تصویر بنایا اور زبان سوسن کا نقش گویا بنا سکتا ہے غنچہ انکے چمن تصویر کا بویا اور مردم چشم انکے مرجع نہین آشنا دیدہ صور کے پردہ پر کرہ عالم کی تصویر اس طرح بنائی کہ منجمان رصد بند گردش افلاک و اوضاع کواکب کو تفصیل اوسمین مشاہدہ کر سکتے ہین اور نقطہ موہوم پر نقشہ کون و فساد کا ایسا کھینچا ہے کہ فکر حکیم استحالہ اجسام او تکون موالید او حصول ترکیب او تغیر فصول کو کماہی اوس سے دریافت کر سکتا ہے گل کی نرمی او خار کی درشتی انکی تصویر سے مشہود حیوان کی حرکت او نبات کا نمو انکے نقش مین موجود

فیض علی خان

کہین برادر حقیقی ہین غلام علیخان موصوف کے مانی انکا قلم بند وصف وار او بہزاد انکی طرز کا چہرہ نگار شمع انکی تصویر کی بزم افروز او آتش انکے نقش کی عالم سوز ازبسکہ مزاج صلاح و تقوی کیطرف بہت مائل ہے جاندار کی تصویر سے تائب ہو کر نقشہ مکانات پر قناعت کی سبحان اللہ اس کام کو اسطرح سے سرانجام دیا اور اس امر کو ایسا بانصرام پہونچایا کہ بیان اوسکا احاطہ تحریر سے باہر ہے

مرزا شاہرخ بیگ

فن تصویر مین نہایت کامل اور اقران و امثال سے اس کام مین گوے سبقت لیگئے قرۂ چشم حور اگر انکا موقلم بنے بجا ہے اور بیاض گردن پری اگر انکا صفحہ ہو تو زیبا ہے کل نقشے اس کتاب کے فیض علیخان موصوف اور انکی استعانت سے مرتب ہوئے ہین کام ان نقشون کا نمونہ انکی صنعت کا ہی

محمد عالم

اوستاد فن ہی اور اس امر کی دقائق سی آگاہ وضع قدیم کی تصویر جیسی اس سرگروہ اہل کمال کی قلم کھینچ سکتی ہی اور کی مجال نہین

ارباب موسیقی

ہمت خان

بار بار انکا شاگرد کہین اور نکیا اسکا تلمیذ کمترین یہ زبدہ کملا روزگار اس صناعت مین اپنے عہد مین کوس لمن الملکی مارتا تھا سب ارباب نغمہ اسکے نام سے اپنا کان پکڑتے تھے وہ سر پدکے گا نہین اس کا نظیر نہ تھا اگر تانسین زندہ ہوتا زانوے شاگردی تہ کرتا اور اگر بیجو باورا قید حیات مین ہوتا خط غلامی لکہدیتا ہر چند اطراف عالم سے روسا و ذوی الاقتدار اور راجہ ہاے عالی تبار نہایت آرزو سے بطمع زر خطیر خط لکھکر تمنا کرتے تھے کہ یہ صاحب کمال قصد اون کی ملازمت کا کرے باستعانت استغناے خداداد جو ارباب کمال کے لوازم ذاتیہ سے ہے تمام عمر اونکی طرف سونہ کیا اور دہلی سے قدم باہر نرکہا جو نغمہ سرا کہ ممالک دور دست سے مدعی اس فن کا ہو کر وارد شاہجہان آباد ہوا اسکی ایک تان کے سنتے ہی تال کی خبر رہی نہ سُر کی اور اوسکے قدم کی خاک کو اپنی آنکھ کا کحل الجواہر بنایا حضرت بابرکت شاہ محمد نصیر صاحب مرحوم سجادہ نشین خلافت حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے سامنے بنابر رسم مقررہ کے دوسری اور چوبیسوین ہر مہینے کو مجلس نغمہ گرم کیا کرتا تھا اور در و دیوار اسکی الحان داؤدی سے مست ہو جاتے تھے اور از بسکہ درد باطن اور لذت فقر کی چاشنی اس مستغنی الاوصاف کے گلوی حال مین پہونچی ہوئی تھی اوس نغمہ کو ایک اور ہی کیفیت بہم پہونچی تھی اور یہ کلام مولوی روم علیہ الرحمۃ بشنو از نی چون حکایت میکند ٭ وز جدائیہا شکایت میکند ٭ کز نیستان تا مرا ببریدہ اند ٭ از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند ٭ اسی ماہر کامل کے نامی گلو کی شان مین صادق آتا تھا عرصہ چند سال کا ہوتا ہے کہ اس عالم عنصری سی انقطاع تام کیا اور بزم جنت مین خراماں ہوا

راگ رس خان

فن بین نوازی مین یکتاے روزگار اور یگانۂ شہر و دیار اوسکی بین کا ہر تار شیرازۂ کتاب معرفت تھا

جیسا ہمت خان فن نغمہ مین اپنا مثل نرکھتا تھا یہ صاحب کمال بین نوازی مین اپنا نظیر نرکھتا تھا ہمت خان کی ساتھ دوسری اور چوبیسوین حضرت موصوف مرحوم کے روبروی صحبت بین نوازی ست گوش شوق کو ممنون اور چشم تمنا کو مرہون کرتا تھا چند سال گذری کہ عالم فانی سی عالم باقی کو راہی ہوا

میر ناصر احمد

والد انکے سادات عظام سے تھے اور اتفاق زمانہ سے ہمت خان مرحوم موصوف کی دختر با اختر سے منسوب ہوے لیے چونکہ اس صاحب کمال نے اپنے نانا سے مرحوم کی صحبت مین رشد و بلوغ بہم پہونچایا اوسکی فیض تربیت سے فن موسیقی مین یکتاے عہد ہوگیا وہ معتقد فن نغمہ سرائی مین مشہور روزگار تھا یہ یکتاے زمانہ نغمہ سرائی اور بین نوازی دونو مین حرف روزگار ہوا اور دونو کاموں کو ایسا کیا کہ گوش اہل روزگار نے کمن ترانہ ہاے سابقین کو فراموش کیا اور کہاں سے وہ کو ہہ ہے اتفاوت ہے کہ جیسا ان چیزون کو انھون نے برتا اساتذہ سلف کو مجال نتھی کہ اسکے عشر عشیر پر بھی قادر ہوسکتے اپنے نانا کی وفات کے بعد بدستور قدیم حضرت خواجہ محمد نصیر صاحب مرحوم کے سامنے یہہ بھی نغمہ سرائی اور بین نوازی اونھین دونو تاریخون کرتے رہے اور بعد اونکی وفات کے حضرت سراسر افادت جانشین شاہ محمد نصیر غفر اللہ لہ شرف خاندان یادگار سلف مولانا و بالفضل اولانا مولوی یوسف علی کے سامنے جو لائق سجادہ نشینی خاندان موصوف بلکہ اس امر کے واسطے لائق ہین وہی مجلس اس کامل کی وجود سے مزین ہوتی رہی اب گردش آسیاے گردون سے بتقریب تلاش رزق نول صوبہ اودھ کی جانب روانہ ہوگئے ہین

بہادر خان ستار زن

فن ستار نوازی مین یگانہ روزگار اسکے صدا سے در و دیوار تصویر کا عالم بہم پہونچاتے تھے یہ فقیر وکہ مرنج ازہ لیران وآب از جریان باز دارد اوہی ماہر کامل کی ذات پر صادق آتا تھا پانچ چھ برس کا عرصہ ہوا کہ عالم باقی کیطرف سفر آخرت اختیار کیا

رحیم سین ستار زن

یہ صاحب کمال اشرف اولاد میان تان سین ہے وصدا سے تار ایکے ستار کی الحان داؤدی سے خبر دیتی ہے چھتیس راگ اور چھتیس راگنی اسکے تار ساز کے بال باندہے غلام و کنیز ہین نواب فیض محمد خان والی جھجر نے کمال قدردانی سے اپنی ملازمت مین رکھا تھا اور بعد اوسکی وفات کے نواب امین علیخان مرحوم نے کہ بذریعہ وراثت والی اوس ریاست کا ہوا بدستور قدرشناسی اس زبدہ کملاے عصر کی کرتا رہا اب جو وہ ریاست عبد الرحمن خان پسر نواب مرحوم کو منتقل ہوئی یہ رئیس بھی اوس صاحب کمال کی قدردانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتا واقع مین ایسے

یکتاے روزگار عرصہ عالم مین کم جلوہ گر ہوتے ہین

نظام خان

دھرپد سرائی مین بے مثل و مانند اوستاد تھا شاگرد انکا تان سین و برجو باورے کو خیال مین نہین لاتا تھا عمر قلیل ہوا کہ شبستان عالم بغیر اوسکی وجود عشرت آمود کے ماتم سرا ہو گئی

قائم خان

دھرپد نوازی مین ایسا کامل تھا کہ مقامات دوازدہ گانہ راگ کو کہ کمال صعوبت سے ہفت خوان رستم کا حال رکھتے ہین اوسکے انفاس معجز اساس نے بسانی پے سپر کیا تھا عہد آدم سے اس وقت تک ایسا ماہر پیدا نہین ہوا اور زمانہ سے نفخ صور تک اسکے نظیر کا پیدا ہونا متصور نہین عرصہ چند سال سے عالم فانی سے کوچ کیا انا للہ و انا الیہ راجعون

گلاب سنگھ پکھاوجی

جامع تھا فنون شتی موسیقی کا ہاتھہ اس صاحب کمال کا پکھاوج کے بجانے مین ایسا طیار تھا کہ اوسکے ہاتھہ کی ایک جنبش مین سو راگ آنکھون کے سامنے پھر جاتے تھے اور ستار نوازی کو گویا اسی نے از سر نو ایجاد کیا تھا اسکے جل ترنگ کے بجانے مین ید طولی رکھتا تھا عرصہ دو برس ہوا کہ سفر آخرت کا اختیار کیا اور عین جوانی مین قرانگاہ بسد

کار بسیار و اندک است حیات * عمر در خورد کار بایستی

لچھو پکھاوجی

پکھاوج بجانے مین یکتاے عصر اور یگانہ دہر باتفاق کہتے ہین کہ جو صنعت اسکے ہاتھہ مین ہے نہ سلف کو میسر ہوئی اور نہ خلف کو

الحمد للہ کہ یہ کتاب تمام ہوئی اور دست و قلم جو گردش دائمی اور تحریر مدام سے فارغ نہ تھے آسودہ ہوئے فکر کو تسکین اور طبیعت کو اندیشہ سے آسودگی بہم پہونچی خدا کرے کہ مقبول طبع صاحب نظران پر ہنر ہو

صد شکر کہ این نگار خانہ * بگرفت طراز جاودانہ * تبخانۂ ہند را دراست این * مانوس ہزار پیکر است این *

تقریظ کہ جناب مرزا اسد اللہ خان غالب نے اس کتاب پر لکھی ہے

خواستاران گرمی ہنگامۂ بینش را در نوردیرنگ گردش رنگ بہ نوی نوید کہ چین روی نمای نگارخانہ را پردہ از پیشگاہ برداشتہ اند کہ دران شگرف آئین کارگاہ بشمار شگرفی آئین کار پیکر آرایان دیدہ وران آئینہ بیخودی روی آوردہ وانگونہ درماندگی دست بہم دادہ کہ اگر رستخیز را ہمہ آن گیری کہ در پیکرکدہ ہا پیکرہای بیای پوی نایاب را برفتار آورد و بپیوند

روی نیاز زمانی و پشت دست بهزاد از زمین نتواند گسست همانا از نگارخانهٔ آن کارنامهٔ مینو بار نامه‌ای خواهم که شادروان
نشیمن نازست و آرامش گاه پری پیکران را از سرگذشت شهریارانست و سرنوشت روزگاران در نوای این سخن
بیج فواکه مرغ دست آموز داستان سرایستی بر در و دیوار نگارستان زمزمه سنج چه راستی من که از تباهی دانش و ناسازی
خوی پیوند رامش و آرامش و راندیشه بیناقتی و تا خود را بدشت از جهودان تیزی گام آبله ساسه و درین کوه به پیاله
داغ پلنگ شور را به پای خیز لیسیدی از خویش بر گرد شنود و نیافتی سینه چون زنبورخانه رخنه ها بهم سپاس را نشانگاه
و دیده چون دلربائی پروانه خونابه پاسی قره و رخسار و هم سوز را فزود آمدنگاهی ایمک در پرده گزارش این گزین
نگارش بخوابگاه میدار نخستان غنوده پیکر و نشستن جاسی خدا و ندان اورنگ و افسر کرشمه سنج سیگ رم و به انسان که
در گلگشت چمن بر کنار خیابانها بشاخ گل دست سای و نگین گذر نشانهای شاهان گذشته یک یک و راندیشی شرم
دلاویز پرچم نشانهای لشکرکشان که خورکشائی پیش کش بارا که گفتار لشکر و کشوربند از زبان نکته سنج سخن دانست
که درین ستوده آئین راه سخن گشوده کسی است که دل آزاده و روز بند هوای اوبی است خوش شاد و نادل بهره شگاه و فرجا
کردار گزار کار آگاه مهر ورز کین فراموش آهرمن دشمن یزدان دوست فرزانه با فر و فرهنگ جواد الدوله سید احمد خان
بهادر عارف جنگ آن که خامه را در نگارش افسون زنده کردن نام بدان روش روانی داد که نام آوران روزگار رفته
را زندگی جاودانی داد و پیوند خویشی و خستگی با خویش از همشیری تری به آبنگی استوارتر و فرجام یگانگی فرخی با گوهرش
از یگانگی روشنی بر مهر پایه آشکارتر با همگنانش رسیت از فرزانگی به آئین روی ونا و با منش پیمان مهر سری است
از فروتنی به پیوند خون با سخن که پیوسته ابر فیض سودگی تار و پود پرند گسسته خویشتن از کمرهای گسسته خندند و بدان نمسا
داشته بدست یاری این گرامی سپهر در جایگاه سروری و پیرایه نوی یافت آزاده و در دجیزه کار گزار را چه آفرین که
تا در فراخنای فرخنده گزارش کجبند گزاردن کردار پیشینیان را فزودن آگاهی پسینان شیوه نداشته پای گذاشته از آن
دست سخن راند که هم رفتگان سپاس نهاد و هم آیندگان را آفرین گوی ساخت درین شگفت آورد گنجینه غالب
هنگامه پرستش پاس نشین که بدین شیوه سبک بود که اکنون دارد و هم اکنون نیز خویشتن از نیادگان و در فیست
و آینده پیداست که خود از رفتگان خواهد بود و هر آینه از دیگر زاین رهبر که آورده شد و به نمودار این نشان کز انگیخته آمد
در گرو ارپسندی و سپاس پزیری با رفتگان هم اندیشه و در گرو داستانها آفرین خوانی با آیندگان
هم نواست گوی گفتار سخن در انجام این نامه بوشش افزار رفتگان را بشنودن آورده دیر پایست و رنه زیبای پانچ
سست و آیندگان را به سرودن زمزمه زده و بیانید و دیر بمانید فرخ شاد و هم کزنگارش به فرخی انجام پذیرفت و خامه

از جنبش آرام یافت نی نی به فرخی آنگاه نازم و شادی و تیره اندران هنگام روا باشد که روان در شکنجه اندیشه
بر و شناسی روشنائی خرد که فروغ فره ایزدی است گریوه دشوار گذار رسیدار پیدائی را از میانه بر کرانه رسید
و مرا ازین شاهراه ببالا دوی بر دو میخانه نیستی فرو د آر د بو که از می رد افگن آن شبستان پاره به سفالم ریزند
تا به سیه مستی آن باده روشن انجوهی نمایش آنروز آرزو از هم پاشند و نمودهای لب لب و از بینش نگاه بر نیزد نه از فرخی
رنگی پایدو نه از شادی بوی نه از ہستی نامی ماند و نه از نیستی نشانی ❊ غالب بر یدم از همه خواهم گزین پس ❊
یکی گزینم و پرستم خدای را

تقریظ کہ جناب مولانا مولوی امام بخش صہبائی نے اس کتاب پر لکھی ہے

رنگینی صفحه را رشک نگارستان چین کرده و شادابی الفاظم کاغذ را تبار ی گل پرند گل پرورده دل تا دیده و گوش رنگها
معانی چیده ام و سینه تا زبان خوان الوان سخن کشیده ام فکر را از ترتیب مقدمات شعری یک نفس فارغ نشستن
و خدا اندیشه را از نگرداوری ساز شیرکی و هم رشته سعی گسستن نفس تا بسا بیت حرف نغمه را زیبائی بیان و دمن حلقه زدی
است و قوت ترانه زبان رشته انفاس در گلدسته بندی ریاحین افکار معروف و عنان توجه و جهد و شایان معانی
معطوف بانا غیان ستایش نگارین نامه بلاغت نظام آثار الصنادید نام که نتیجه سخن طرازی خامه گوهر بار سید
آفرینی است که حسن گلو سوز معانی پرورده مشاطه طبع ارجمند اوست و جلوه شهسوار معارف در پرده گرد انگیز بها
افکار بلند او یعنی رنگ چهره کمال آب گوهر جلال ته نشین گوهر محیط وقار رسا فشه صهبای اعتبار آبیار گلشن قبول و اقبال
تحلیه صدائق فضل و افضال و دوده سیادت را از بلند پایگی نسبتش فرق بکنگره عرش سودن و خانواده نجابت را از والا
نژادش رفعت فلک افتخار نمودن رنگ بهار بریده معنیها ـــه رنگین او است و نکهت گل و اکشیده اخلاق دلنشین او
عروج مراتب همت اولین پایه سلم کمالش و بلندی مدارج حشمت نازلترین درجه ایوان جلالش نگین پیرائی عدلش صبا
از بلبل گل بیصرفه نتواند دوید تا تیزی نوک خار دامن نزاکتش بدرود و هنرمی افروزی انصافش شعله اندیالای شمع
بے اختیار سر نتواند کشید تا شوخی وضع بے احتیاط طبعش با بال پروانه بر نخورد و خم نکند فکرش طوق گردن چشمی غزالان حقائق
و رسامی پاهنگ اندیشه اش مرسله گلوی دقائق فروغ معانی پرتو شمعی است از فانوس صفائے سینه اش پیرایه ها
و دیده و شوخی نکات برق تبسمی است از پرده لبهائے اخلاقش در خشیده تا بر وی والفا سنش صورت قصه ها
کار گاه سخن در رنگ آمیزے خیالش و بکار شفق سازی رنگینی هائے چمن گاهی اداهی شوخی نازو رگسوت جنبش خامه اش
جلوه فروش و گاهی بیقراری نالہ نیاز از پرده صریر قلمش و رغمه وش نرانه عمشش با دعوی فصاحت بیانهای بلبل

حرفی است گلوگیر و زمزمهٔ بیانش بالاف سنجی نوای قمری جوابی است دلپذیر خرده کاری طراح خامه‌اش طول و عرض هزار صفحه را از پردهٔ یک نقطه جلوه تواند داد و وسعت حوصلهٔ دستگاهش تنگی ظرف حباب را با کشاد جبههٔ هزار محیط مقابل تواند نهاد و نشو و نمای ریاحین بهار با سنبل رسائی زبان قلمش بر طبع ارباب نظر خورده و طراوت اوراق نسرین با تازگی عبارت نامه‌اش از نم شبنم عرق کرده گنجینهٔ ضمیرش چون لوح تقدیر مخزن جواهر اسرار و خامهٔ اندیشه اش چون اوامر قضا متصدی ظهور آثار هم کثرت را از فیض صحبتش گرمی هنگامه چهره کشا و هم وحدت را از انجم

تجریدش جامه ساز تعلق قبا

بر خاتم جم خط نگینش	بام در کبریا زمینش	جاهش که به بخت کام داده	رفعت به سپهر وام داده
بر بارگهش ز مهر پر نور	صد سجده و یک نظاره از دور	بر گرد سرای دولت او	بنیاد فلک به حشمت او
بر فرق مراتب کمالش	گردنده سپهر از جلالش	عقلی که چراغ دل فروزد	وین خلوت آب و گل فروزد
مالیده به رخ غبارش از راه	تا گشت چراغ هفت خرگاه	خورشید که ذرهٔ بلندیش	بار است به شان ارجمندیش
سر سوده بر آستانه او	تا شد فلک آشیانه او	رفعت که به فرق چرخ زد گام	جست از در بارگاه او کام
طبعش که بهار بد سخن را	گل کرده بهار صد چمن را	آید به نوا ز خامهٔ او	چون پردهٔ ساز نامهٔ او
کوک از نفسش چو بانگ بلبل	هر حرف به پروای صد گل	بسپرده به رنگ شبنم عشاق	گلدستهٔ صد چمن باوراق

سپهر کمال را اوج و محیط افضال را موج کوکبه آرای عزایم بلند مرحله پیمای مدارج ارجمند طراز مسند تفاخر جد [illegible] سید احمد علی خان بهادر که امروز چاره بالش منصب منصفی این سواد بطراز وجودش بر سر سلیمان نازش دارد و داغ اندیشه مینجار و فکر افسرده را بجوشش می آرد اگر گرد تعصب بزنگ آئینهٔ انصاف نباشد و رنگ آمیزی اعتساف نقش بی امتیازی نگار نشد راه این تحقیق توانند شگافت و سراغ این منزل توانند یافت که سایه پروردگان گلشن قدس تا به تیره چاه خیال خو کرده اند جای نفس راست کردن به ازین سر منزل آسایش بکف نیاورده اند قدرت وهم در ایجاد قطره‌اش وامانده تر از سعی مایوس و جرأت قصد در سراغ مثلش نارساتر از پای محبوس نسرین را با شگفتگی عبارتش برگ برگ بی دست از شبنم در زیر دندان حسرت و لاله با رنگینی معانیش بر داغ اخگری است افروخته دامن زمینها سر غیرت طرهٔ سنبل بر آتش رشک سطورش چون موی در پیچ و تاب و موج سبزه از باد غیرت رقومش چون موجهٔ آب در اضطراب رشتهٔ خطوطش از طراوت الفاظ رگ ابری است طوفان خیز و ریشهٔ حروفش از پرتو معنی تابش برقی است آتش انگیز صفای اوراقش از صباحت مضامین آئینه

یوسف نما و بیاض صفحاتش از فروغ معنی صبحی از چهره خورشید نقاب کشا بین السطورش را چون فرق سر نیکوان گیسوی حروف از دو طرف فرو هشتن ساز دلفریبی نظارگیان و سادگی کاغذش را چون چهره دلبران بخط و خال رقم آراستن تکلیف ناشکیبی تماشائیان اثر پروردگان کلماتش در ذکر خامش نفسان مکتب عدم خون بالای برده چشم عبرت نگاهان و شور فروشان حروفش در نوحه خاک بر سر کردگان زیر زمین جگر کاو حوصله تمکین دستگاهان از رنگ نگاران گروه تصویریه از رنگ چهره شاهدان دست بطرح گل برده اند و بلعل خون عاشقان رنگی لبها قلم و داغ لاله سبزه نگاه و تماشاگاه مقابرش از گسستگیهای تار و پود کفن عبرت گیرد نظر و در سیر خطابرش از حسرت سیری خاک گور بند بند مثنوی

گر دیده او بکن شماره / از رنگ چریده نظاره
هر ذره او که تابد از دور / از داغ دلی گرفته منشور
هر نقطه که از جگر کشادند / صد نقطه بهر ورق نهادند
تا حرفی ازین کتاب خیزد / دل خون شود و بخاک ریزد
تا یک رقمش بخون نگارند / بر صفحهٔ دل جنون نگارند
هر کس بکتابتش نظر داشت / در خامه چکیده جگر داشت
چندین دل تشنه بر شکستند / تا طرح سراب نقش بستند
رنگ از رخ شاهدان بریدند / تا نقش چمن برو کشیدند
خمیازهٔ حسرت شکر خواب / در مقبرهاش صرف محراب
باشد بکف خرد پسندان / چون ساغری بدست رندان
سطریست که نقش بر ورق بست / یا زلف نگار در کف مست
صد لطف بهر کشودن اوست / چون بند قبا کشودن دوست

عجز تمنای آئینه احوال صهبائی از التفات شفقت نگاهان بی بهره نخواهد بود که بهار آرای این حدیقه از جنبه نازگیهای نگاه لطف رنگ پریدهٔ عجز نال را نه آنهمه باز گردانیده که بر طاؤس از غیرت رنگ بست آن داغ بر دل نسوزد و بال تدرو از شرم بهار بیخبر دانش چهره نیفروزد و تعداد مراتب الطافش زحمش محاسبه بر رشحات سحاب ماندن چشم مدارج اشفاقش متاع محیط در ظرف حباب گنجاندن تا باده در ساغر انگور از خم آفتاب ریزد و هیولی خورشید آتش از پردهٔ آئینه انگیزد گرمی نگاه مهرش بزم افروز اهل وفاق و شعلهٔ سورت قهرش جانسوز ارباب نفاق باد

تقریظ کہ جناب مولانا محمد صدر الدین خان بہادر نے اس کتاب پر لکھی ہے

خدایا ازان گنج یابم نشان / که گم گشته آثار او از جهان / کنم با دو دستی ازان گنج بار
بعالم دوهم بی حساب و شمار / ز ره گوهر آن فروزنده گنج / کنم وقف پیران دنیا سپنج
بزرین کلیدی قوالم شکست / طلسمی که هر گنج پر وی ببست / کنم بر جبینان دامن اهل فن
که از دولت دیده ودانان من / الا بخت ظلم از گران خواب خیز / کنون خاک دهلی است گنجینه ریز
سوی گنج آباد دهلی شتاب / که گنجی است چون کان گوهر خراب / کجائی کجا معبد عیسوی

که آزرده دارد و سر بشنوی
بمن ده که آتش زند در دلم
که پر خون شود زان دل شهر بند
ازان باده خام جامی کشم
که نامش بود چرخ بکر و لقب
و در دل دارم از چرخ پر کینه ریش
سرشکم برور رشک بر بخت من
همین ست آئین باغ جهان
در آغاز بود و در آخر نبود
که آن را رقم کرد بحر کمال
که بود است دون رتبه اش منصفی
رسا فهمش اندیشه او سلیم
بپا اندیشش را گو حسرت بمیر
تو آئین او بهر ارباب فن
کهین حلقه در گوشش آمد بهار
صفا خیزد از جوهر سینه اش
ذکا را بلمعان فکرش قسیم
رقم زد کتابی پارد و وزبان
بگیتی طلسم از تو انگیخته
دمیده به نقش عمارات جان
خط روبرو از تک مانی کشید
چنان است در روان لکام بهشت
ستاند ز لعل نگریان خراج

بیا ساقی ای مایه حسن و ناز
بجوشنده محیط شرر از کلم
می تاب در جام جامی کنم
ز گردون دون انتقامی کشم
چگویم که برمن چها رفته است
جگر ریش و دل ریش هم سینه ریش
همین است آئین این تیره کار
که اول بهار است و آخر خزان
بحالش کنی گر بصیرت نظر
فرو هیده فرهنگ فرخ خصال
نویسد اگر خامه از رای او
خیالش مداوای طبع سقیم
همین میوه باغ هستی و بس
طرب بخش همچون شراب کهن
دل او ز آئینه شفاف تر
زمه رونما خواهد آئینه اش
محالست کان را کسی رد کند
در آثار و احوال پیشینیان
شد آثار دهلی ز تا بود بود
ز اعجاز او شهر دهلی روان
از و سرد هنگامه نوبهار
دهد گر جواب سلام بهشت
نوازنده جان چو زلف دراز

می ساغر افروز مینا گداز
نویسم دران نشه ابیات چند
چمن زار گوهر نثاری کنم
گزین ست پیمان نیلی سلب
صد آمد اگر یک بلا رفته است
ز بختم رود بر زبان ما سخن
تو امید صلح از مدارش مدار
همین است آئین چرخ کبود
نظر کن دران نامه نامور
نکرده فزون رتبه اش منصفی
شود مخل امن سراپای او
شده انس او در دلم جای گیر
پرستنده حق پرستی ولش
بجیب صبا خلق او نافه بار
بصافی ز آب گهر صاف تر
ضمیرش بدرک رسائی علم
قبولش اگر سید احمد کند
فنا نهال رسم کهن ریخته
اگر ساخت تمثال و هر وجود
نقوشش که ثلثش نه آنی کشید
سراپای او چون سراپای یار
نظر سوی او سوز دل را علاج
چو تقریب آنداد معجز طراز

ندارد و مباشد آن یادگار
بعبرت درین نامۂ نامور
کنون خفته در زیر کوه غمے
بجان حزین و دل دردناک
وگر آنکه هر کس دران بنگرد
ز پروانه جان دادن و سوختن

رقم کهنۂ تاریخ روزگار
که آنان که بودند مالک رقاب
که بنهفته در سایہ اش عالمے
ز تالیف آن قصه شد زیب و بر
ز مصنوع ره سوی صانع برد
خدایا تو این شمع پاینده دار

نظر کن چو دانشوران خوبتر
نیاید کنون نام شان در حساب
خبر ده که چون شد در زیر خاک
که افسوس هست و دیگر هوس
بود تا که از شمع افروختن
جهان را چو پروانه گرونده دار

اگرچہ نظر بکمالات صوری و معنوی و تقدم رتبہ حضرت مولانا محمد صدر الدین خان بہادر لازم تھا کہ یہ تقریظ سب تقریظون سی پہلے لکھی جاتی لیکن چونکہ حضرت ممدوح کو بسبب انعدام فرصت کے اسکی تصنیف مین توقف واقع ہوا اور زمانہ تصنیف تک کتاب کی طبع مین تاخیر کرنی باعث ہیچ کارتھی اسواسطی اسقدر سو ادب واقع ہوا اور میری نزدیک یہ تاخیر بھی کتاب کے خاتمہ بالخیر ہونیکا باعث ہوئی

تمت بعون الملک الوہاب

تاریخ تصنیف کتاب از نتائج طبع جناب مولانا مولوی امام بخش صہبائی سلمہ اللہ تعالی

صنفہ سید احمد خان منصف
سنہ ۱۲۶۳ ہجری

خاتمة الطبع از جانب کار پردازان مطبع

حمد اُس پروردگار عالم کو سزاوار ہے کہ جو دو حرف کن سے اٹھارہ ہزار عالم کو عدم سی ہستی مین لایا اور رنگہای گوناگون اور ہزاران ہزار جلوہ ہای بوقلمون کے بعد پھر وہ عدم مین لیجائیگا اور نعت اسکے حبیب رسول الثقلین سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنھون نی جن اور انس کو وادی ضلالت سے نکالا اور روز جزا کو گنہگارون کے شفاعت خواہ ہونگے اور بعد سزا کے کردار کی بہشت مین لیجائینگے اما بعد درین زمان خجستہ عنوان نسخہ عجیب و غریب نادرۂ روزگار دہلی کے حالات مین کہ جسکی دیدہ ہے نہ شنیدہ تام ہے آثار الصنادید مقبول انام ہے ہر ناظر اسکے ملاحظہ سی شادکام ہے اس مختصر رسالہ مین ایسا مضمون وسیع قلمبند ہوا ہے گویا دریا کوزہ مین بند ہوا ہے چار باب مین اس کتاب کو بیان کیا ہے آئینۂ سکندر یا جام جمشید اسکو سمجھنا روا ہے بلکہ چار باغ یا چار گلزار

کہنا بجا ہے پہلے باب مین شہر کے باہر کی عمارتون کا بیان ہے دوسرے باب سے قلعہ معلّا کا [illegible]
حال عیان ہے تیسرا باب خاص شہر شاہجہان آباد کی کیفیت مین مرقوم ہے اور چو [illegible]
دہلی اور اہل دہلی کی حقیقت مفہوم ہے چارون باب ایک مجلد مین مثل عناصر اربعہ [illegible]
ہندسہ کے اختلاف سے چارون حصہ الگ الگ ہین اکثر مقامات مشہورہ کی نقشہ موقع [illegible]
جا بجا کتبہ کے مضامین من وعن تسطیر فرمائے ہین حقیقت تو یہ ہے کہ مصنف نے اسکی تا [illegible]
کی ہے اور عجیب ترکیب اور ترتیب سے اسکو مرتب کیا ہے ہان ہان کیون نہو جب کہ [illegible]
جناب فضیلت مآب عالی خاندان مخزودران امیر الامراء الا ودہان سرفراز کملا [illegible]
سید احمد خانصاحب بہادر عارف جنگ سی ایس آئی جج ماتحت شہر [illegible]
یہ کتاب پہلے ۱۸۴۷ عیسوی مطبع سید الاخبار مین طبع ہوئی تھی اب شائقین کی ا [illegible]
سے بحسن اہتمام کارپردازان مطبع نامی گرامی مشہور نزدیک و دور مطبع منشی نولکشور
لکھنؤ مین بہ سرپرستی مالک مطبع [illegible] پراگ نراین صاحب ذی وقا [illegible]
منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ [illegible] بہ ۱۸۹۵ء مطابق ماہ ربیع الآ [illegible]
حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر زیب وہ محفل عشاقان ہوئی امید ہے کہ ناظ [illegible]
حظ وافر و اٹھاوین اور ہاتھون ہاتھ نقد دل۔ خریدار ہو کر لیجائین فضل رب ودود سے [illegible]
پروردگار عالم مالک مطبع اور اہالی مطبع کو نظر بد سے بچائے بحق محمد و آلہ الامجاد



CALL No.

ACC. No.

AUTHOR

TITLE

URDU STACKS

Date

URDU STACKS

URDU STACKS

MAULANA AZAD LIBRARY

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The Book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.